اللہ اکبر
دار العلوم مجددیہ نعیمیہ
مفتی اعظم سندھ حضرت پیر طریقت رہبر شریعت
مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہ العزیز
حیات و خدمات
شرفِ اہتمام
حضرت صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ
مؤلف
صاحبزادہ فیض الرسول نورانی
ناشر
مفتی اعظم سندھ اکیڈمی، دار العلوم مجددیہ نعیمیہ
گلشن نعیمی صاحبداد گوٹھ، ملیر کراچی

قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت
یہ چار عناصر جمع ہوں تو بنتا ہے مسلمان

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ

حیات وخدمات

شرفِ اہتمام
حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی

مؤلف
صاحبزادہ فیض الرسول نورانی

ناشر
مفتی اعظم سندھ اکیڈمی گلشن نعیمی ملیر کراچی

021-34509074 - 021-34405711

نام کتاب	مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ حیات وخدمات
شرفِ اہتمام	حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی
مئولف	صاجزادہ فیض الرسول نورانی
کمپوزنگ	حافظ ظفر فرید
اشاعت	ستمبر 2010ء، ۱۴۳۱ھ
صفحات	
تعداد	2000
ناشر	مفتی اعظم سندھ اکیڈمی گلشن نعیمی ملیر کراچی

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

انتساب

اِمام ربّانی قندیل نورانی الشیخ مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی

اور

صدر الافاضل گشتہ عشق مصطفیٰ السّید نعیم الدین مراد آبادی

کے نام

جن کے افکار و نظریات کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہے

پیشِ لفظ

حضرت فقیہ ملّت محدث جلیل مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کا شمار اُن عظیم المرتبت شخصیات میں ہوتا ہے جن کے علم و فضل ، زہد وتقویٰ ، راست گوئی و بیباکی ، دیانت وصداقت ، عجز وانکساری پر زمانہ شاہد ہے وہ گفتار میں ، کردار میں اللہ کی برھان تھے۔ حضرت کے لختِ جگر نورِ نظر اہلسنّت کی جان قبلہ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے راقم کو حکم فرمایا کہ حضرت کی زندگی کے پنہاں گوشوں اور لازوال خدمات کو یکجا کیا جائے ، یہ واقعی دقیق کام تھا بایں وجہ کہ راقم کو اس سے قبل مفتی اعظم سندھ کی مکمل سیرت سے آگاہی حاصل نہ تھی۔ میں برملا اِس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جب حضرت کے حالاتِ زندگی رقم کرنا شروع کیئے تو کبھی قلم کی نوک نہیں رُکی۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کے حالاتِ زندگی رقم کرنا شروع کئے تو اچانک زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

کیسی کیسی محفلیں تھیں ، کیسے کیسے لوگ تھے

وہ سنہرا دورِ ماضی اب پلٹ سکتا نہیں

یقیناً آپ جیسی عظیم المرتبت ہستیوں کے بارے میں عدم نے کہا تھا کہ:

چاند ہیں آفتاب ہیں یہ لوگ

زندگی کا نصاب ہیں یہ لوگ

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہٗ العزیز نے فی الحقیقت دینی اُمور کے تمام شعبہ جات میں دلجمعی اور خلوصِ للّٰہیت کے ساتھ کام کیا۔ آپ نے بڑے بڑے نامور تلامذہ پیدا کیئے جن کے طور واطوار میں اُسی سادگی اور عجز کی جھلک نظر آتی ہے جن کی تربیت اُن کے محسن

ومربی اور مشفق اُستاد نے کی تھی۔

آپ ولی کامل اور صوفی باصفا تھے، اکابر صوفیاء کی طرح آپ کی زندگی بھی زہد وتقویٰ ،عبادت وریاضت سے عبارت ہے آپ فی زمانہ اُن روایتی صوفیوں کی طرح نہیں تھے جو حکمرانوں کی خوشنودی کے لیے سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کہتے ہیں بلکہ آپ نے کلمہ حق کو اپنا شعار بنایا۔ ایک دینی ادارے کے مہتمم کی حیثیت سے کلمہ حق کہنا اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس کے باوجود آپ نے اپنی ساری زندگی حضرت اِمام ربانی قندیلِ نورانی مجددّ الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عزیمت کی زندگی گزاری۔ آپ نے تحریکِ ختم نبوّت وتحریکِ نظامِ مصطفیٰ اور اہلسنّت کی سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان جو صدرالافاضل السیّد نعیم الدین مرادآبادی کی قائم کردہ سُنی کانفرنس کا تسلسل ہے اِس کے دست وبازو بنے رہے۔ قایدِ ملّت اسلامیہ مجددّ عصر مرشدِ کریم اِمام الشاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ کی ہر آواز پر لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی اعظم سندھ کو اُن تمام خوبیوں سے بدرجہ اتم نوازا تھا جو ایک مومنانہ صفات رکھنے والے مسلمان میں ہونی چاہیے اِس کا زندہ ثبوت آپ کو کتاب کے مطالعہ کے بعد روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجائے گا۔

زیرِ نظر کتاب ''حیاتِ مفتی اعظم سندھ'' ایک طالب علمانہ سعی ہے اِس سعی میں راقم کتنا کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ قارئین تک چھوڑتا ہوں۔ کتاب کی تالیف کے دوران حضرت مفتی اعظم سندھ کے لختِ جگر فقیہ العصر مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی بے پناہ مصروفیات عدیم الفرصتی اور ہجوم اشغال سے وقت نکال کر قلمی رہنمائی فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ مفتی محمد نذیر جان نے بھی حضرت مفتی محمد جان نعیمی کے لختِ جگر صاحبزادہ حافظ عبیداللہ جان نعیمی، مولانا حافظ معین خان نورانی اور کتاب کی کمپوزنگ کے سلسلہ میں مولانا حافظ ظفر فرید

میرے معاون و مددگار رہے۔ میں اِن تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کرتا ہوں۔

یاد رہے کہ کتاب میں تحریر شدہ جملہ مواد حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہٗ العزیز کے تلامذہ کے مضامین اور اُن کے انٹرویوز جو راقم نے کیئے اُن سے اخذ کیا گیا ہے اِس کے ساتھ ساتھ حضرت مفتی اعظم سندھ کے شاگردِ رشید مفتی محمد اسلم نعیمی مدظلہ العالی کے رسالہ حیاتِ مفتی اعظم سندھ سے کافی حد تک رہنمائی لی گئی۔ حضرت قبلہ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم کی سخت ہدایات کی روشنی میں صرف مستند واقعات کو ضبطِ تحریر میں لایا گیا، تاہم حضرت مفتی اعظم سندھ کے تلامذہ یا متعلقین کو کتاب میں تحریر شدہ کسی عبارت پر تحفظات ہوں یا حضرت کے اقوال وحیات کے متعلق کوئی بات اُن کے پاس محفوظ ہو جو ابھی تک تحریر نہیں ہوسکی وہ ہمارے ساتھ ضرور رابطہ کریں انشاء اللہ اُنکی گراں قدر تجاویز و تحریر کا خیر مقدم کیا جائے گا اور اُنکو آئندہ کے ایڈیشن میں شامل اشاعت کیا جائے گا۔

دُعا ہے ربِّ جلیل سے کہ حضرت مفتی اعظم کا فیضان اِس عالم کو منور و معطر کرتا رہے۔

وہ کیسے لوگ تھے یارب جنہیں ہم نے گنوادیا
اُنہیں پھر ڈھونڈ لاؤں مگر یہ ہو نہیں سکتا

غبارِ راہ مدینہ

فیض الرسول نورانی

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

01-09-2010 بعد از نمازِ مغرب

کلمات تشکر

فقیہ العصر ترجمانِ اہلسنت شیخ طریقت خلف الرشید حضرت مفتی اعظم سندھ
حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم

الحمد للّٰہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ المصطفیٰ والہ وصحبہٖ اجمعین

أما بعد:

حضرت اقدس شمس الفقہآء مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہٗ العزیز اِن پاکانِ اُمت سے ہیں جن کی حیات مبارکہ، علمی اور تحقیقی کارنامے پوری اُمت مسلمہ کے لیے بالعموم اور ہمارے لیے بالخصوص تاریخ کا گرانقدر سرمایہ ہے۔عرصہ دراز سے یہ تمنا تھی کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کی زندگی کے تابناک گوشوں سے عوام وخواص کو روشناس کرایا جائے آخر یہ سعادت فاضل جلیل عالم نبیل صاحبزادہ فیض الرسول نورانی زید مجدہم کو مبارک ہوئی، فاضل مؤلف نے ناقدری کے اس موحول میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت اور ان کے کارناموں کو اپنی تحقیق کا موضوع اور اِن کی خدمات کو بڑی عرق ریزی، کدوکاوش اور والہانہ محبت کے ساتھ انجام دیا۔

مجموعی حیثیت سے احقر مطمئن ہے کہ اِس کتاب نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی سوانح حیات کی ضرورت کو پورا کردیا ہے، فاضل مؤلف ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ بطفیل سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اِس کتاب کو فاضل مؤلف زید مجدہم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اور ہمارے لیے متاعِ حیات۔

دعا گو

احقر محمد جان نعیمی

بابِ اوّل

اہلِ علم کے تاثرات

نشانِ منزل

حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری

(صدر مدرس شعبہ فارسی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

ایک یادگار مشاہداتی سفر اور مفتی اعظم سندھ سے پہلی ملاقات

یہ 1978ء کی بات ہے، یوم رضا کا موسم تھا، 24 صفر المظفر کو ہمارا مشاہداتی قافلہ لاہور سے کراچی کی طرف روانہ ہوا، امیر قافلہ حضرت الحاج جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ بانی دار العلوم نعیمیہ کراچی تھے اور یہ تاریخی قافلہ ان رفقاء پر مشتمل تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ (ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

شرف ملت حضرت مولانا علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ (لاہور)

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی (شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی)

محمد منشا تابش قصوری (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

شب بھر تیز گام نے میزبانی کی چونکہ مذکور الصدر جملہ شخصیات علوم وفنون سے مرصع تھیں اس لئے بڑی بے تکلفی سے علمی گفتگو سے ہی شادکام ہوتے رہے سفر میں نیند بھی ہرن ہوگئی اور ہم نے بیداری سے موافقت کی یوں بخیر وخوبی کراچی پہنچے۔

حضرت علامہ الحاج مفتی جسٹس سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کی میزبانی سے بہرہ

مند ہوئے تھوڑی سی دیر آرام کے بعد جامعہ امجدیہ کراچی، جہاں یوم رضا کی عظیم الشان تقریب انعقاد پذیر تھی اس میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئے جب جامعہ امجدیہ کے مین گیٹ میں داخل ہونا چاہتے تھے تو ایک انتہائی المناک دلدوز اور تکلیف دہ خبر سنی کہ حضرت علامہ مفتی سید زاہد علی قادری علیہ الرحمۃ فیصل آبادی عرس امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) میں شرکت کے لئے آئے تھے کہ کراچی اسٹیشن سے رکشہ لیا اور رکشہ ڈرائیور سے فرمایا مجھے جامعہ امجدیہ لے چلیں چنانچہ وہ صاحب حضرت شاہد صاحب کو جامعہ لا رہے تھے کہ رکشہ میں ہی ہارٹ اٹیک کا جان لیوا حملہ ہوا اور جامعہ میں پہنچے ہی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بوقت عشاء ہم جامعہ امجدیہ پہنچے فضا سوگوار تھی مگر جامعہ امجدیہ کے شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ حضرت مولانا علامہ عبد المصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ نے فراست وبصیرت سے کام لیتے ہوئے سید زاہد علی قادری علیہ الرحمۃ کے لئے غسل وکفن کا اہتمام فرمایا، ساتھ ہی ساتھ مرحوم کے جسد خاکی کو فیصل آباد پہنچانے کے لئے ہوائی جہاز میں چند سیٹیں بک کرائیں۔

۲۵ صفر المظفر رات ایک بجے علامہ ازہری علیہ الرحمۃ کی اقتداء میں سینکڑوں لوگوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، تقریب غسل میں ہمیں بھی شرکت کا موقعہ ملا، دوسرے روز حضرت مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ اپنے برادر گرامی مبلغ یورپ حضرت مولانا مفتی سعادت علی قادری علی الرحمۃ کے ہاں لائے۔ اس باغ وبہار شخصیت سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، انہوں نے بڑی پر تکلف دعوت سے نوازا، میں نے پہلی مرتبہ ٹی۔ وی انہی ہاں دیکھا۔ بعدہ جسٹس صاحب سے اجازت لیکر، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کے دفتر کا معائنہ کیا، چونکہ اپنی آمد کی پہلے ہم اطلاع کر چکے تھے اس لئے ارکان دفتر ہمارے شدت سے منتظر تھے جیسے ہی ہم وہاں پہنچے ان لوگوں نے ہمارا پر تپاک وخیر مقدم کیا اور استقبالیہ تقریب سے نوازا۔ بقیہ السلف سراپا

شفقت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ رسالہ کے مدیر مسئول تھے، موصوف نے فرمایا آپ حضرات اپنے اپنے تاثرات سے مستفید فرمائیے، چنانچہ راقم نے چند کلمات پیش کئے بعدہ حضرت مولانا شرف قادری اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہما الرحمۃ کے ملفوظات عالیہ سے مستفیض ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ماہنامہ ترجمان اہلسنت، عدیم المثال رسالہ تھا مضامین نظم ونثر بڑے تحقیقی اور لائق مطالعہ ہوتے تھے اور واقعی یہ ماہنامہ صحیح معنوں میں ترجمان اہلسنت تھا، حضرت علامہ سعیدی مدظلہ اپنے رشتہ داروں کے ہاں ہی قیام پذیر رہے۔

دارالعلوم نعیمیہ میں بھی مفتی سید شجاعت قادری علیہ الرحمۃ نے استقبالیہ دیا اس وقت یہ دارالعلوم چھوٹے تین چار کمروں پر مشتمل تھا۔ باقی تمام رقبہ غیر ہموار زمین تھی ماشاءاللہ اب تو دنیائے اہلسنت کا قابل فخر ادارہ بن چکا ہے۔

۲۷ صفر المظفر ۱۹۷۸ء کو حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ کی قیادت میں ہم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی، یوم رضا کی تقریب سعید میں شرکت کے لئے پہنچے، وہاں متعدد مقتدر علمائے کرام تشریف فرما تھے جیسے ہی ہماری آمد کی خبر ہوئی حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے علماء کرام کی معیت میں استقبال فرمایا۔ اس وقت مفتی اعظم سندھ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ جان علیہ الرحمۃ خوب جوان تھے علم وعمل کا پیکر حسین، جمالیات کا خلاصہ، عجز وانکساری کا مرقع، مسلک حق اہلسنّت کے باغیرت پاسبان، عاشق جان جہاں، محبّ سید الانس والجان (صلی اللہ علیہ وسلم) فنا فی الشیخ، مخزن شریعت وطریقت، محسن ملک وملت نے علماء کرام کے جلو میں آگے بڑے اور علامہ عبدالمصطفیٰ امجدی ازہری، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور علامہ شرف قادری علیہم الرحمۃ کا بھرپور انداز میں خیر مقدم

کیا۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر اس زمانے میں ابھی اپنے پاؤں پکڑ رہا تھا، عمارت کا نام ونشان تک نہ تھا، جامع مسجد بغیر چھت کے صرف کھلے صحن سے عبارت تھی تعمیر کے لئے بڑی بڑی اینٹیں جو کراچی کا خاص سنگھار ہیں ادھر ادھر پڑی اپنے مطمع نظر کی منتظر تھیں۔

کھلے صحن میں یوم رضا کی تقریب کا تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہوا بعدہ نعت رسول اکرم ﷺ سے سکون قلب کی دولت نصیب ہوئی دو تین مختصر تقریروں کے بعد حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز روح پرور، نکات علمیہ سے مرصع خطاب ہوا، مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ کی مساعی جمیلہ کو خوب خوب خراج عقیدت ومحبت پیش کیا گیا۔ بیانات کا یہ سلسلہ تقریبا دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اس تقریب سعید میں دیگر علماء کرام کے علاوہ حضرت مولانا مفتی وقارالدین قادری مولانا یاسین قادری علامہ مفتی محمد اقبال نعیمی علیہ الرحمۃ بھی زینت مجلس اور وقار محفل تھے۔ اب ذرا پیچھے کی طرف جھانکتا ہوں تو دل سے آہ نکلتی ہے اور آنکھیں پرنم ہو جاتیں ہیں ایسی بلند مرتبت شخصیات کی دید ے ترسے رہے ہیں مگر کیا کیا جائے۔ چلیں جو غم کی آندھیاں باغ اجڑ کے رہ گیا۔ آج جو لوگ ایسے قائدین کی راہ تک رہے ہیں، جن پر علم وعمل کو ناز تھا وہ ہستیاں سینوں کو غم وآلام میں ترسنے کے لئے چھوڑ گئیں، تاہم غنیمت ہیں وہ چند خوش نصیب ورثاء جنہوں نے آباء واجداد کی علمی وروحانی وراثت کی حفاظت کے لئے دن رات ایک کر رکھا ہے۔ جن میں مفتی اعظم سندھ کے لخت جگر، نور نظر حضرت مولانا علامہ الحاج مفتی محمد جان نعیمی کی ذات ستودہ صفات کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت استاذ العلماء والمشائخ مفتی محمد عبداللہ جان مجددی نعیمی علیہ الرحمۃ نے جس کسمپرسی کے عالم میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی تھی، اس کیفیت کا آج تصور بھی نہیں کیا

جا سکتا، اکناف واطراف آج کی طرح پر بہار نہیں تھے، حد نگاہ تک جنگل ہی جنگل تھا کانٹے دار جھاڑیاں آنے والوں کا استقبال کرتی تھیں، اس جگہ سے گذرتے ہوئے لوگ خوف کھاتے تھے ،سڑکیں تو کجا پگڈنڈیوں کی تلاش مشکل تھی، ان جھاڑیوں سے انسان تو انسان، حیوانات کا گزرنا مشکل تھا، آفریں صد آفرین اس صاحب کرامت ہستی کو جن کی نگاہ کیمیا اثر مستقبل کو تابناک دیکھ رہی تھی، وہ تصور ہی تصور میں کہہ رہے تھے گو اس جہان فانی سے میرا جانا تو جلد ہوگا مگر میرے دلبند اس امانت کی اس انداز سے حفاظت فرمائیں گے کہ آنے والی نسلیں اس سے ہمیشہ ہمیشہ بازیاب ہوتی رہیں گی۔

الحمد للہ علیٰ منہ و کرمہ تعالیٰ حضرت مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ کے فرزندان گرامی خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتھم العالیہ نے اپنے والد ماجد کی اس علمی وراثت اس لگن اور محبت سے آبیاری فرمارہے ہیں کہ کراچی ہی نہیں پورے سندھ میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، آفتاب ومہتاب کی طرح انوار وتجلیات علمیہ تقسیم کررہا ہے۔

کراچی میں ایک سے ایک بڑھ کر اہلسنت کے مدارس موجود ہیں مگر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی شان ہی نرالی ہے۔ یہاں ہر شعبہ علم پر بھرپور انداز میں کام ہورہا ہے قومی سرمایہ کو نہایت احتیاط سے صرف کرنے کی جو طرح حضرت مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ نے ڈالی تھی بعینہ انہیں خطوط پر حضرت صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی عمل پیرا ہیں۔

کہاں کے مدرسین، معلمین ومتعلمین وطلباء کرام سبھی خوش وخرم محو تعلیم وتعلم ہیں ،حضرت صاحبزادہ صاحب از خود مسند تدریس کی زینت ہونے کے ساتھ ساتھ تصانیف وتالیفات کی مثالی خدمات انجام دے رہے ہیں، اسلاف کی یادگار علمی کتب جو مخطوطات کی صورت میں تلف ہونے کے خطرات سے دوچار تھیں، انہیں جدید دور کے تقاضہ کے مطابق

صوری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ فرما کر اشاعت کے میدان میں گوئی سبقت لے جارہے ہیں
یہ تمام تر کامیابی حضرت مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ کی ظاہری وباطنی اور روحانی تربیت کا ثمرہ ہے
حضرت صاحبزادہ صاحب نے سب سے پہلے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کو مرتب فرمایا
جو فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کے نام سے شہرت تامہ حاصل کر چکا ہے جس سے مفتی اعظم کی فقہی بصیرت
اوج کمال پر دکھائی دیتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے فقاہت کا یہ عظیم تحفہ (بذریعہ
رجسٹرڈ پارسل) عطا فرمایا۔ بعدہ ہر چھوٹی بڑی اردو، فارسی وہی کتابیں جو ادارہ مجددیہ نعیمیہ کی
طرف شائع ہوئیں عنائیت فرمائیں۔ چند سال قبل علماء کرام لاہور کی معیت میں دارالعلوم مجددیہ
نعیمیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، صاحبزادگان کی مہمان نوازی، نیز محبت وعقیدت کے جامع
اظہار نے حضرت مفتی اعظم سندھ کی یاد تازہ کردی، دارالعلوم کی جدید فلک بوس عمارت، نہایت
خوبصورت جامع مسجد عالی شان ہاسٹل اور وسیع وعریض لائبریری کے حسن وجمال کو دیکھا تو بے
ساختہ دل سے دعائیں نکلیں۔

جامعہ کے دفتر میں ایک مہربان نے تاثراتی رجسٹر دیا اور فرمایا اس پر اپنے تاثرات
درج کیجئے۔ ہم اپنے تاثر کیا لکھتے جب کہ یہ ادارہ ہر قسم کے تاثرات سے بہت بلند ہے، پھر بھی
اپنی خوش بختی سمجھتے ہوئے کہ ممکن ہے اس دارالعلوم کے متعلق لکھا ہوا کوئی کلمہ بخشش کا بہانہ بن
جائے، تو کچھ لکھ دیا۔ یہ مضمون بھی حضرت والا درجت، کی شان شایاں تو نہیں مگر ہوسکتا ہے ان
کی نگاہ ولائیت سے قبولیت کا حامل ہو ورنہ راقم تو یہ سمجھتا ہے کہ اس بلند مرتبت شخصیت کے
بارے تو وہی لکھے جو ان کی عظمت ورفعت سے قدرے آگاہ ہو۔ حضرت مفتی اعظم سندھ علیہ
الرحمۃ کے جود ونوال کا بھی خوب شہرہ ہے اور انہی کے تتبع میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی ان
اوصاف کے جامع ہیں، جب ہمارا دارالعلوم میں جانا ہوا تو اپنے والد ماجد کی مثالی سخاوت اپ

عکس جمیل ثابت ہوئے، بڑی خاموشی سے خوبصورت سندھی اجرک اور لفافوں میں خصوصی تبرک ہمارے ہمراہ کردیا۔ سچ فرمایا مخبر صادق نبی اکرم ﷺ نے **"الولد سر لابیہ"**

اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نظامت میں دار العلوم ہذا کو بام عروج عطا فرمائے۔ آمین

عزیز القدر مولانا صاحبزادہ فیض الرسول نورانی زید مجدہ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو زمانہ طالبعلمی سے ہی تحریر کا شوق ہے علماء کرام ومشائخ عظام سے والہانہ محبت اس کا خاصہ ہے۔ ادب واحترام اس کی رگ رگ میں پیوستہ ہے۔ اب تو ماشاء اللہ اس سلسلہ میں خوب قدم بڑھا چکا ہے، قلم سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ قائد اہلسنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کے عاشق صادق ہیں ان کی ذات والا برکات پر متعدد کتابیں شائع کر چکے ہیں، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ پر دو جلدوں پر مبسوط کتاب لکھ چکے ہیں۔

اب زیر مطالعہ تصنیف لطیف، حضرت مفتی اعظم سندھ کے احوال وآثار پر مشتمل، اہل عقیدت ومحبت کی نگاہوں کا سرمہ بنا رہے ہیں۔ عزیز موصوف کا یہ قلمی کارنامہ تاریخ کا اہم سرمایہ ثابت ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ صاحبزادہ مولانا فیض الرسول نورانی زید علمہ کی اس نورانی خدمت کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور صاحبزادگان مفتی اعظم کی مساعی جمیلہ کو باور فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ یٰس ﷺ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

۲۴ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

۷ جولائی ۲۰۱۰ء، چہار شنبہ

فقط:۔ محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کلماتِ تحسین

حضرت پیر طریقت علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن نقشبندی مجددی قادری

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ فیض پور شریف، میر پور آزاد کشمیر)

چیئرمین سپریم کونسل مرکزی جماعت اہلسنّت پاکستان

حضرت اُستاذ العلماء شمس الفقہاء شیخ المشائخ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید مفتی اعظم سندھ عالم وفاضل اور زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ حضرت کا حلقہ ارادت ملک وبیرون ملک کثیر تعداد میں پایا جاتا ہے، حضرت کے مزارِ پرانوار پر ہمہ وقت انوارِ وتجلیات کی بارشیں برستی ہیں، حضرت کا فیضان آج بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے اور رہے گا انشاءاللہ

حضرت کی شہادت کے بعد آپ کے لختِ جگر حضرت مفتی اہلسنّت مفتی غلام محمد نعیمی شہید نے اس سلسلہ نور کو پوری آب وتاب کے ساتھ جاری وساری رکھا، اُنکی شہادت کے بعد ترجمانِ اہلسنّت لسانِ ملّت حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی نے صحیح معنوں میں اس چمنستان کی آبیاری کی۔ بیشک سرمایہ اہلسنّت حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی ملّت اسلامیہ کا ایک جوہر کامل ہیں۔ مجھے یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الرسول نورانی جو ریاست جموں وکشمیر کے ایک علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں بحمد للہ تعالیٰ نہایت ذہین، فاضل علماء میں اِن کا شمار ہوتا ہے۔ اب تک متعدد

وبہترین تحقیقی کتب تحریر کر چکے ہیں اب سلسلہ کو بڑھاتے ہوئے حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کی سوانح حیات پر کتاب تحریر کر رہے ہیں۔ جس میں اُنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے انشاءاللہ یہ کتاب مستقبل میں ملت کی بہترین رہنمائی کا ذریعہ ہوگی۔

محمد عتیق الرحمٰن

خادم و مہتمم دارالعلم والعمل نقشبندیہ مجددیہ قادریہ

وسجادہ نشین فیض پور شریف و وزیر زکوٰۃ وعشر

آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر

سخنِ جمیل

مخدوم العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی

(چیئرمین سپریم کونسل جمعیت علماء پاکستان)

1956ء یا 1957ء کا واقعہ ہے کہ مخزن العربیہ بحر العلوم عقب جامعہ کلاتھ مارکیٹ رابسن روڈ میں ایک شخصیت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بڑے ادب واحترام کے ساتھ حاضری ہوئی اور دورۂ حدیث شریف میں شرکت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ نے ان کی خواہش کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اس شخصیت کو دیکھ کے جتنے طلباء تھے، متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ کی عمر بھی اس وقت 30، 35 سال کے درمیان تھی، مناسب قد وقامت اور متناسب الاعضاء، لٹھے کی شلوار ململ کا کرتہ اور سر پر عمامہ سجایا ہوا تھا، نظریں جھکی ہوئیں اور گفتگو میں حلاوت وشیریں پن مترشح تھا، تکلم سے علم اور تصوف کا اظہار ہوتا تھا۔ یہ مستقبل میں ہونے والے مفتیٔ اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی علیہ الرحمہ۔ موصوف کی قرآن وحدیث، فقہ اور تصوف پر گہری نظر تھی۔ جس موضوع پر اظہار خیال فرماتے، حتی الامکان سامنے والے کو مطمئن کرنے کی کوشش فرماتے۔ موصوف کے اخلاق وخلوص اور شفقت ومحبت کو دیکھ کر ہر شخص متاثر ہوتا تھا۔ وہ اس حدیث کے مصداق تھے "اکملکم ایمانا احسنکم اخلاقا"، ہم لوگ بھی ان کے اخلاق ومروت اور شفقت ومحبت سے متاثر ہوتے۔ اگرچہ ہم

ان کے کلاس فیلو تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے آپ کو ''راسخون فی العلم'' کے مرتبے پر فائز فرمایا تھا۔ کبھی کبھی تاج العلماء علیہ الرحمہ فتاویٰ کا جواب تحریر فرما کر مفتی محمد عبداللہ نعیمی علیہ الرحمہ کو نظرِ ثانی فرمانے کے لئے عنایت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مفتی عبداللہ کو ''تفقہ فی الدین'' میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور محبوب کی برکت سے مقام عطا فرمایا۔

اس سے موصوف کے علمی مقام کا پتا چلتا ہے، مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود موصوف میں عجز وانکساری اور تواضع بدرجہ اتم موجود تھی۔ ایک طرف ظاہری علم میں حصہ تھا دوسری طرف شب بیداری، تہجد گذاری اور ذکر وفکر شغل بھی جاری وساری تھا، فرائض واجبات اور سنت مؤکدہ کے ساتھ ساتھ سننِ غیر مؤکدہ اور حتی الامکان مستحبات کی پابندی کرتے تھے اور ''الذن یذکرون اللہ قیاما وقعودا۔۔ الی آخرہ الایۃ'' کی تصویر نظر آتے تھے۔ ہم پانچ افراد کی دستار بندی 1960ء کو آرام باغ کراچی میں ہوئی، جہاں تاج العلماء علیہ الرحمہ جمعہ کی اعزازی خطابت فرمایا کرتے تھے۔ وہ پانچ افراد یہ تھے۔ (۱) مفتی محمد عبداللہ نعیمی علیہ الرحمہ (۲) حافظ محمد اظہر نعیمی (۳) مولانا غلام مصطفیٰ کشمیری (۴) مولانا تعظیم الدین بنگالی (۵) حضرت مولانا عبدالباری صاحب۔

راقم الحروف جمیل احمد نعیمی ضیائی اس موقع پر اس جلسہ دستار بندی میں مندرجہ ذیل پیکر علم، فضل، زہد وتقوی عظیم المرتبت شخصیتوں نے شرکت فرمائی: غزالی دوراں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ، سراپا خیر وبرکت شیخ طریقت پیر فاروق صاحب رحمانی علیہ الرحمہ، فاضل جلیل عالمِ نبیل محقق ومؤرخ اور مترجم علامہ حکیم سید علامہ معین الدین نعیمی اشرفی علیہ

الرحمہ، حکیم الامت قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آئندہ شوال المکرّم 1431ھ میں دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کا پچاس واں سالانہ جلسہ ہوگا۔ یہ چند سطور احقر نے عزیزم مفتی محمد جان نعیمی کے حکم پر تحریر کردیں۔ یہ سن کر انتہائی خوشی ہوئی کہ اس موقع پر عزیزم صاحبزدہ فیض الرسول صاحب نورانی کی مرتب کردہ کتاب بنام ''مفتیٔ اعظم صوبۂ سندھ و بلوچستان'' مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی منظرِ عام پر آرہی ہے، احقر جشن پچاس سالہ اور اس کی طباعت پر دونوں حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہے۔

مولائے کریم اپنے حبیب رؤف رحیم ﷺ کے طفیل اس ادارے کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی سے ہمکنار فرماتے ہوئے یہاں کے طلباء کو علمِ نافع کی دولت سے مالا مال فرمائے، نیز عزیزم مفتی محمد جان نعیمی اور دیگر برادران اور اہل خانہ کو صحت و عافیت اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ تادیر قائم و دائم رکھتے ہوئے مزید دینِ متین کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

آئے خزاں نہ رونق باغ نعیم میں
ہر شاخ اے کریم ہری کی ہری رہے

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ
بلاک 15 فیڈرل بی، ایریا، کراچی

خراجِ عقیدت محبت

حضرت ادیبِ ملت محمد عبدالقیوم (طارق سلطان پوری)

۷۸۶

۹۲

کتاب فیض مآب

"حیات نعیمی"

داستان حیات حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ازقلم: صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی زید مجدہ سال اشاعت: ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء

"بازیب خیر حیات نعیمی"

۱۴۳۱ھ

"عظمت علم و جمال فقر"

۲۰۱۰ء

قطعہ تاریخ سال اشاعت

"علم و عرفاں کی ضیا سے ہر ورق اس کا منیر

یہ صحیفہ جلوہ گاہ لاجواب فیض ہے

اس کتاب خوب میں ہیں اس کے احوال حیات"

جو مہِ خیر و صواب و آفتابِ فیض ہے

از رہ لطف و کرم، ہاتف نے مجھ سے یوں کہا

واقعی خلد " نظر حسنِ کتاب " فیض ہے ۱۴۳۱ھ

"خورشید سمائے صفا"

" آہنگ تیمن اہل معرفت "

"شریعت کا عرفان"

"تنویر ادب وطیب بصیرت"

"ادب وحب حبیب طابہ، رحمۃ اللہ علیہ"

۶۲-۱۳۴۰ = ۱۴۰۲ھ

قرآنی مادہ تاریخ (سال وصال)

"فی روضات الجنان"

۱۹۸۲ء

نتیجہ فکر محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

حسن ابدال

رفتید و لے نہ از دل ما

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۳۴۴ھ وصال: ۱۰ شوال ۱۴۰۲ھ

بہ الفاظ بحساب ابجد ۳۰ جولائی ۱۹۸۲ء

"چراغ المدینہ" (۱۳۴۴ھ)

"فروغ علم، فلاح و فکر" (۱۹۲۵ء)

مادہ ہائے تاریخ

سال وصال

۱۴۰۲ھ ---------------------------------- ۱۹۸۲ء

"مظہر جہاں اسلاف پاک"	"چراغ بام صدق و سعادت"
" باب کنز فضیلت "	"زیبائی محفل ریاضت وعبادت"
"زیبا دُرّا اخلاص و محبت"	"حسن محافل شریعت و طریقت"
" بلیغ ، رفیع "	"عظیم و زیبا سرمایۂ سُنّیت"
"پیکر پاکی، تقویٰ و طہارت"	"خوبی ادراک، توکل و تورع"
"جاوداں خدمت دین مصطفیٰ"	" وحید فیض بخش انسان "

"شمع باب فیضان مدینہ"　"قندیل خوبیء فیضان مصطفیٰ"

"نشان اعتلائے فقر مدینہ"　"وجیہ جہان خوبی گفتار"

(ا) قطعات تاریخ (سال وصال)

(ا)

خوبیاں موجود تھیں اس میں عباد خاص کی
اہل دل اہل نظر کا مظہر اوصاف تھا
حسن گفتار و عمل کا ایک پیکر دل نواز
گفتگو پاکیزہ تھی، کردار اس کا صاف تھا
تذکرہ اس کے فضائل کا زبان وقت پر
اس کے علم و فقر کا چرچا چہار اطراف تھا
وہ خود آگاہ و خدا آگاہ، شان اہل حق
مرد حق، لاریب "شمس عظمت اسلاف" تھا

۱۹۸۲ء

(۲)

دین نبی کا کام کیا عمدگی کے ساتھ
کرتے ہیں یاد اس کو غلامان مصطفیٰ
عشق نبی کا درس دیا اس نے عمر بھر
وہ شخص ہے عزیز محبان مصطفیٰ
طارق سروش غیب کی تائید سے کہا

سال وصال "پیکر فیضان مصطفیٰ"

۱۴۰۲ھ

(۳)

اس حق آگاہ، مردِ حق نگر کی
مجددالف ثانیؒ سے تھی نسبت

نعیم الدین کے خوانِ علم سے بھی
ہوا وہ فیض یاب عالی جبلت

مشرّف قادری فیضان سے بھی
ملی اس کو سعادت پر سعادت

خدائے معطی ومنعم نے اس کو
عطا کی دولت علم و فضیلت

عظیم الشان مفتی و مدرس
مُسلّم اس کی تحقیقی بصیرت

وجود پاک اس حق آشنا کا
تھا اک مجموعہ علم و فراست

کمال زہد و تقویٰ کا وہ پیکر
حبیب حق سے تھی غایت محبت

وہ مایہ دار تھا عشق نبی کا
جو ہے ایمان والوں کی سعادت

وہ بیت اللہ کا، طیبہ کا زائر
طویل اس کی ہے فہرستِ فضیلت

مثالی، معتبر، عمدہ، موثّر
جو کی ہے دین حق کی اس نے خدمت

نظام مصطفیٰ کا وہ مجاہد
دکھائی زندگی بھر استقامت

وہ درویشی واستغنا کی تصویر
ملی اس کو فقیرانہ طبیعت

بحق جان رحمت، اس کو حق نے
عطا فرمایا اعزاز شہادت

زمانے کی نگاہوں سے بظاہر
ہوا دور آفتاب علم و حکمت

اس عبد مصطفیٰ کا، اس میں کیا شک
رہے گا فیض جاری تا قیامت

الٰہی اس کا مرقد ہو منوّر

بنے جنت کی کیاری اس کی تربت

گہر افشاں لحد پر اس کی دائم

رہے تیرا سحاب لطف و رحمت

رقم کی "جلوہ طابہ" سے تاریخ

وہ "ایثار و خلوص وللہیت"

۱۹۲۱ء

رقم کی ''جلوہَ طابہ'' سے تاریخ

۶۱

وہ ''ایثار و خلوص وللہیت

۱ ۲ ۹ ۱ء

۵

۶۱

۱۹۲۱

۱۹۸۲ء

ھدیۂ اخلاص وارمغان عقیدت

منجانب

''غبار راہ طیبہ''

۱۴۳۱ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

بابِ دوُم

مفتی اعظم سندھ مفتی محمّد عبداللہ نعیمی (شہید) قدس سرہ العزیز

ابتدائی حالات

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی جمہوریہ ایران، خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ سرکار دوعالم ﷺ مسجد نبوی شریف میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے اردگرد ایک صاحب پنکھا جھول رہے ہیں امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ صاحب کون ہیں کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی: دوسرے دن یہ خواب میں نے اپنے شیخ طریقت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سامنے بیان کیا، ان سے اس کی تعبیر پوچھی خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ صاحب جو اس سعادت سے مستفید ہو رہے تھے۔ وہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کو یہ مقام مرتبہ اس بناء پر نصیب ہوا کہ انہوں نے آقا کریم ﷺ کی شان اقدس میں مشہور زمانہ رباعی:

بلغ العلی بکمالہٖ   کشف الدُّجیٰ بجمالہٖ

حَسُنَتْ جمیع خصالہٖ   صلُّوا علیہ و آلہٖ

تحریر فرمائی تھی یہ رباعی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اتنی مقبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس رباعی کو شرق و غرب تک پھیلا دیا۔ دوسری طرف حضرت شیخ سعدیؒ کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ نبی محتشم ﷺ کے دربار اقدس میں پنکھا جھول رہے ہیں۔

حضرت شیخ سعدیؒ کشتہ عشق مصطفیٰ تھے۔ مدارسِ دینیہ میں ابتداءً فارسی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھائی جاتی تھی، اہل محبت بڑے ذوق وشوق سے حضرت شیخ سعدیؒ کی گلستان،

بوستان، کریما پڑھا کرتے تھے۔ ان انمول ہیروں سے مستفید ہو کر اپنے قلب کی تطہیر کیا کرتے تھے حضرت شیخ سعدیؒ کا آبائی وطن ایران تھا۔ اسی ایران کے صوبے (سیستان) موجودہ ایران ، ضلع دشتیاری محلّہ کارانی میں ایک خاندان نسل درنسل خدمت دین کے جذبے سے سرشار چلا آرہا ہے۔

حضرت شیخ سعدیؒ کا علمی ، ادبی اور روحانی فیض اللہ رب العزت نے ایک خداترس، صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ صوفی محمد رمضان کو منتقل کردیا۔ آپ ہی کے گھر میں حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ (شہید) متولّد ہوئے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا سلسلہ نسب یوں بنتا ہے۔ عبداللہ بن رمضان بن بچہ بن حاجی بن نندو بن بجار بلوچ **نور الله قبورهم وغفر الله ذنوبهم۔**

ابتدائی حالات

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی ولادت اسلامی جمہوریہ ایران کے علاقہ کارانی، ضلع دشتیاری میں تقریباً ۱۳۴۴ھ بمطابق 1925ء میں مشہور بلوچ قبیلے جدگال کی شاخ لالوائی میں صوفی محمد رمضان کے دولتخانہ پر ہوئی۔

آپکا نام

آپکا پیدائشی نام عبداللہ تھا۔ آپ نے اپنے نام کی صحیح معنوں میں لاج رکھی۔ اندرون سندھ میں آپ کو سائیں ملیر والے اور مفتی حاجی عبداللہ مکرانی کے نام سے، کراچی میں مفتی محمد عبداللہ نعیمی صاحب جبکہ طلبہ میں بڑے سائیں اور استاذ العلماء، شمس الفقہاء کے لقب سے مشہور وملقّب تھے۔ خود اپنا نام ''الفقیر عبداللہ نعیمی عفی عنہ'' لکھتے تھے بسا اوقات اپنے نام سے

پہلے حقیر اور خادم الطلبآء بھی لکھتے تھے ۔ مہر کے اندر آپ کا نام عبدالمصطفٰی ،خادم العلمآء فقیر عبداللہ نعیمی نقشبندی مکرانی عفی عنہ تھا۔انبیاء کرام علیھم السّلام میں سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے۔جس کے معنی عربی میں عبداللہ کے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے غلط عقیدے کی تردید کرتے ہوئے اپنے لئے فرمایا میں تو ''عبداللہ ہوں'' اللہ نہیں ہوں۔

صحابہ کرام علیھم الرضوان میں جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ ابن عمر، سیدنا عبداللہ عبداللہ ابن عباس، سیدنا عبداللہ ابن مسعود، سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین اسی اسم سے موسوم ہیں ۔ مشہور تابعی محدث ابن مبارک کا نام بھی عبداللہ ہے ۔حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے جب مشہور تابعی اور کشتہء عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی سے ان کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا ''میرا نام عبداللہ ہے'' (اظہار بندگی کے طور پر کہا)۔

قرآن میں مستعمل ہوا ہے۔**قال انی عبداللہ** (سورۃ مریم آیت نمبر۳)۔

"اولیا رجال الحدیث" میں مشہور محدثین حضرت عبداللہ خدائیؒ ،حضرت عبداللہ فہری، حضرت عبداللہ کوفیؒ ،حضرت عبداللہ قعنبیؒ، حضرت عبداللہ دارمیؒ کے اسماء نمایاں ہیں۔اسے حسن اتفاق کہیے کہ آپ کے شیخ طریقت کا نام بھی خواجہ محمد عبداللہ سولنگیؒ ہے ۔ ازروئے اصحابِ ابجد محمد عبداللہ کے اعداد (۱۴۵) بنتے ہیں جو کہ اسماء الحسنی ''اسم مُهَيْـمِـنْ'' کے مساوی ہیں جسکی خاصیت یہ ہے کہ دشمن کے قلب کو مرغوب کرتا ہے۔سخت دلوں کو موم کرتا ہے۔ تسخیر کا اثر بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

بعد از وصال اکابر علمائے کرام نے مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہید) کو ان کے تبحرِ علمی اور دینِ فہمی کے اعتراف میں ''مفتی اعظم سندھ'' کے خطاب سے نوازا۔ آپ علوم ظاہری میں

نعیمی نسبت اور علومِ باطنی میں نقشبندی، مجددی وقادری مشربُ کے حامل تھے۔نعیمی نسبت اعلی حضرت عظیم البرکت کے خلیفہ اکبر صدرالافاضل السّید نعیم الدّین مرادآبادی سے چلی آرہی ہے جبکہ نقشبندی، مجددی نسبت حضرِت امام ربّانی مجدّدالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حضرت خواجہ نقشبند سے اور قادری نسبت پیرطریقت سیّدعبدالخالق شاہؒ سے قادری سلسلہ میں بیعت کی وجہ سے چلی آرہی ہے، قادری سلسلہ کے پیشوا محبوب سبحانی، شہبازِلامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی ہیں۔مذہباً آپ حنفی سیّدنا اِمام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے پیروکار تھے او مسلکاً سُنی حنفی تھے۔

ایران سے ہجرت:۔

امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ جناب سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:" معراج کی شب ہم ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جوایک دن فصل بوتی تھی دوسرے دن فصل کاٹ لیتی تھی، جتنی فصل کاٹتے تھے اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی۔میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟انہوں نے عرض کی کہ یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کرنے والے ہیں۔انکی نیکیوں کوسات سوگنا بڑھادیا گیا ہے۔ سلف صالحین کی راہ پر چلتے ہوئے آپکے والد ماجد صوفی محمد رمضان (جوخوداگرچہ مکمل تعلیم یافتہ نہ تھے صرف قرآنِ شریف پڑھاتھا تاہم علم دوست انسان ضرور تھے،امیر نہ تھے مگرغریب پروراور مہمان نوازضرور تھے۔اعمال صالحہ میں "فاستبقوا الخیرات" کی عملی تفسیر تھے)ایران کے ضلع دشتیاری محلّہ کارانی سے 1935ء میں ہجرت فرماکر پاکستان ملیر میں آکرآبادہوئے۔کچھ رشتے داروں نے مسقط کارخ کیا، دراصل اللہ تعالی نے ملیر کوعلوم مصطفوی

کا گلستان بنانا تھا اس لئے آپ نے وہاں سے ہجرت فرمائی اور ملیر کراچی میں آباد ہونے کے بعد آپ کے والد ماجد نے انبیاء کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو کر اپنے ہاتھ سے کام کو ترجیح دی اور خاندان کی کفالت فرماتے رہے۔ صوفی محمد رمضان صاحب کے ساتھ دولتِ ایمان کے علاوہ ایک رفیقہ حیات، ایک صاجزادی اور دو بیٹے تھے۔ یہ مختصر سا کنبہ غربت وافلاس کی چکّی میں پستے پستے یہاں آپہنچا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ میں ''بھوک وافلاس، خوف، مال وجان کی کمی سے تمہیں ضرور آزماؤں گا، اور صبر کرنے والوں کا ساتھ دوں گا''۔ (سورۃ بقرہ)

گرامی قدر صوفی محمد رمضان صاحب کے صبر کا صِلہ اللہ ربّ العزت نے مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی صورت میں دیا آپ کے دوسرے بیٹے محمد سلیمان عرف مُلا جنگ یان سلیمانی چائے بیچنے لگے۔ جس کی وجہ سے چائے والے بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ چائے کا کوئی باقاعدہ ہوٹل نہ تھا چلتا پھرتا ہوٹل تھا۔ سلیمانی چائے کی بڑی کیتلی، بہار ہوا کہ خزاں کی قید سے آزاد ''الکاسب حبیب اللہ'' پر عمل پیرا ہو کر گلی گلی، محلّہ محلّہ چائے فروخت کرتے تھے آپ کے چہرے پر داڑھی مبارک سنت کے مطابق تھی۔ سر پر عمامہ سجا ہوتا تھا صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے ۷۶ سال کی عمر بسر کی۔ یکم ستمبر 2005ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مفتی نور محمد نعیمی آپ کے صاجزادے ہیں۔ آپ کے والد صوفی محمد رمضان میمن گوٹھ کی جامع مسجد میں بطور مئوذن ومدرس دین متین کی خدمات سرانجام دینے لگے، اس کے ساتھ ساتھ کنواں سے پانی نکال کر وضوخانے کی ٹینکی بھرتے اور شام کو بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم بھی دیتے۔

تعلیم وتربیت

حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے قرآن مجید ناظرہ اپنے والد گرامی سے پڑھا جب ۱۲ سال کی عمر کو پہنچے تو آپکے والد ماجد نے آپکو میمن گوٹھ میں ایک بزرگ عالم دین اور اس وقت کے ممتاز خطیب مولانا الحاج حکیم اللہ بخش سندھی رحمۃ اللہ کے ہاں داخل کروایا۔ کافیہ تک ابتدائی کتب آپ سے پڑھیں، اسی دوران آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اب آپ کے کندھے پر دوسری ذمہ داریاں عائد ہوگئیں تھیں ۔عموماً اگر ایسا ہو جائے ، بچے یتیم رہ جائیں غربت وافلاس کا بھاری بوجھ بھی کندھوں پر سوار ہو تو ایسا دشوار ہے کہ کوئی خاندان کی کفالت بھی کرے اور اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھے یہاں صورتحال اس سے برعکس اور نور علیٰ نور تھی۔

مفتی صاحب قبلہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر دن کو محنت مزدوری فرماتے اور رات کو علم کی پیاس بجھاتے یہ مصائب وآلام آپ کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکے۔آپ حصول علم کے لئے متواتر کئی کئی دن پیدل سفر فرماتے۔ گھریلو مسائل کچھ عرصہ حصولِ تعلیم میں حائل رہے۔ جسکی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔آپ نے داؤد گوٹھ (ملیر کراچی) کے ایک ہندو کے باغ میں بطور مالی ملازمت حاصل کرلی، اسی دوران مُلّا داؤد نقشبندی پیش امام مسجد اقصیٰ داؤد گوٹھ ملیر جو کہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ سولنگی کے مرید تھے انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ ایک ماہ کے لئے بڑہ ضلع دادو (سندھ) چلے جائیں اور مرشد کامل خواجہ محمد عبداللہ سولنگی کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصوف کی منازل طے کریں۔آپ نے جواباً فرمایا کہ میں تو محنت مزدوری کر کے گھر کی کفالت کرتا ہوں ایک ماہ کی طویل مدت گھر سے باہر رہوں گا تو گھر کی کفالت کون کریگا۔تو مُلّا داؤد نے فرمایا کہ ایک ماہ کا خرچہ میں دیتا ہوں آپ تشریف لے جایئے ،چنانچہ آپ دادو (سندھ) تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ سولنگی کے دست حق پرست پر بیعت کر کے حلقہ

ارادت میں داخل ہوگئے اور راہ سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے۔

درگاہ ویہڑ شریف کے بانی مبانی ولی کامل حضرت خواجہ آغا فقیر محمد نقشبندی نے قبلہ مفتی اعظم سندھ کے سر پر عمامہ لپیٹ کر ارشاد فرمایا کہ میں آپکو مفتی بناتا ہوں اب جا کر بقیہ علوم دینیہ کی تکمیل کریں تب آپ نے مسکرادیا اور فرمایا ہاں ہاں میں نے آپ کو مفتی بنا دیا جاؤ اور بقیہ علوم کی تکمیل کرو اس کے بعد آپ نے علوم شریعہ کو جاری رکھا۔ اب آپکا یہ معمول رہا کہ صبح کو باغیچے میں درختوں کی آبیاری کر کے حلال روزی کماتے اور شام کو تعلیم حاصل کرتے ۔جسکے لئے ملیر کینٹ فوجی چھاونی میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد بخش جھلمیؒ کے پاس چلے جاتے۔

چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ نے ان کے پاس فقہ، فلسفہ، منطق ،اور علم اصول کی کچھ کتابیں پڑھیں ۔اسکے علاوہ کتب حدیث میں مشکوٰۃ شریف اور کتب تفسیر میں جلالین شریف پڑھی ،بعد میں علم میراث جسے کل علم دین کا نصف قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد عثمان مکرانیؒ سے پڑھا۔

حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے قائم کردہ ادارے مخزن عربیہ بحرالعلوم آمد

فنون علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تکمیل کے بعد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمیؒ کے زیر سایہ دارالعلوم مخزن عربیہ آرام باغ کراچی میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل کر کے 1960ء میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت تاج العلمآء اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا نے پوچھا کہ تمہارا عمل کیا ہے تو میں مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ کو پیش کروں گا۔ جمیل العلمآء علامہ جمیل احمد نعیمی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ محترم تاج العلمآء مفتی محمد عمر نعیمی سے برادر مکرم مفتی محمد عبداللہ نعیمی

(شہیدؒ) کے علم وفضل زہدوتقوی، شوقِ مطالعہ رسول اکرم ﷺ سے والہانہ عشق ومحبت کی تعریف کرتے بارہاسنا۔

حضرت تاج العلمآء سب طالب علموں سے زیادہ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ سے محبت وشفقت فرماتے تھے۔ محبت کی وجہ آپکا بروقت کلاس میں پہنچنا اور ذہین وفطین ہونا تھا۔ حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمیؒ نے اپنے شاگردِ رشید مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کو اپنی شیروانی تحفے میں عنایت فرمائی۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ صبح ساڑھے سات بجے ملیر سے آرام باغ پہنچ جایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ آپکی تعلیم مکمل ہونے میں ۲۳ سال سے زائد عرصہ لگا۔

دستارفضیلت

آرام باغ کراچی میں 1960ء میں آپکی دستارفضیلت ہوئی۔ آپکو سندفراغت عطا کی گئی آپکی دستارفضیلت میں غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سیداحمد سعید کاظمی مشہور مصنف ومترجم حضرت علامہ مولانا سیدغلام معین الدین نعیمی۔ حضرت علامہ مولانا ضیاء القادری بدایونی، حضرت علامہ مولانا سیدعبدالسلام باندوی، حضرت پیر فاروق رحمانی، حضرت مفتی صاحبداد خان (پیر گوٹھ جامعہ راشدیہ)، حضرت مفتی محمد صالح (جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ خیر پور)، حضرت مولانا مسعوداحمد، مفتی صاحب قبلہ کے استاذ محترم تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی اوراس وقت کے سفیر عراق پیر عبدالقادر نے شرکت کی مفتی صاحب قبلہ جس سال فارغ التحصیل ہوئے اسی سال جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی اور حافظ محمد اظہر نعیمی لختِ جگر حضرت تاج العلمآء فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کاعقدِ نکاح

آپ کا عقدِ نکاح عفت شعار، پاکباز، خوشحال خاتون کے ساتھ ہوا۔ آپکا عقد محترم جناب شاہ مراد جدگال کی صاحبزادی سے ہوا، شاہ مراد مالدار شخص تھے انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے ساتھ کر کے اپنی دینداری اور شرافت پسندی کا واضح ثبوت دیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ان کی عفت شعار، خوشحال دختر نیک کو مفتی محمد عبداللہ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا تو اس عظیم خاتون نے سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا اور عمر بن عبدالعزیز کی زوجہ فاطمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین میں مفتی محمد عبداللہ نعیمی کا ہاتھ بٹایا۔

ہر عورت فطری طور پر اپنے زیورات سے بڑی محبت رکھتی ہے خاص طور پر وہ زیورات جو والدین نے اسے جہیز میں دیئے ہوں لیکن اس عظیم خاتون کو جب مفتی محمد عبداللہ نعیمی نے کہا کہ مجھے مدرسے کی تعمیرات میں نقدی کی ضرورت ہے تو اس عظیم خاتون نے اپنے زیورات اٹھا کر دے دیئے کہ انہیں مدرسے کی تعمیر میں صرف کر دیا جائے۔ اسی طرح جب آپ نے اپنی اکلوتی بہن سے مدرسے کے اخراجات کے بارے میں ذکر فرمایا تو اس نیک سیرت خاتون نے بھی اپنے زیورات مدرسے کی تعمیر کے لئے دے دیئے۔ مہمانوں اور طلبہ کے لئے آپ اپنے باورچی خانے میں لکڑیاں جلا کر خود کھانا تیار کرتی تھیں اور باورچی خانہ کے در و دیوار کی یہ حالت تھی کہ دھواں کی وجہ سے سیاہ بن چکے تھے۔

یہ عفت مآب خاتون یتیم غریب اور مسافر طلبہ کے لئے کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کرتی تھیں زہد و تقوی کا یہ عالم تھا کہ کبھی بھی تہجد کی نماز کو نہیں چھوڑا چاشت اشراق اور اوابین کی پابند تھیں۔ اس نیک سیرت خاتون نے اپنی زندگی میں بہت دکھ دیکھے اپنے خاوند کی شہادت، خون میں لت پت لاش کی گھر میں آمد، پھر چھ ماہ بعد اپنے چھ سالہ فرزند صاحبزادہ منیر احمد جان، کی وفات ابھی وہ زخم ہرے ہی تھے کہ پانچ سال بعد 1987 میں جواں سالہ بیٹے صاحبزادہ

مفتی غلام محمد نعیمی (شہیدؒ) کی خون آلودہ لاش (میت) گھر لائی گئی صبر و استقلال کی پیکر خاتون نے یکے بعد دیگرے یہ تمام زخم برداشت کیئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوا اسے شہادت کا درجہ ملتا ہے یوں اس پاکباز خاتون کے حصے میں بھی جمعۃ المبارک آیا ۶۴ سال کی عمر میں ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۶ نومبر 2004ء بروز جمعۃ المبارک خالق حقیقی سے جاملیں۔

آپکے لختِ جگر حضرت مفتی محمد جان نعیمیؔ دامت برکاتہم نے اپنی والدہ ماجدہ کا جنازہ پڑھایا اور اُنکے جسدِ خاکی کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اُتارا۔

طریقت و ولایت

صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمیؒ بہار شریعت حصہ اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولایت ایک قرب خاص ہے جو اللہ تعالی اپنے برگزیدہ بندے کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے ۔ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو۔یا اس مرتبے پر پہنچنے سے پہلے اللہ تعالی نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں۔تمام اولیاء اولین و آخرین سے امت محمد یہ ﷺ کے اولیاء افضل و اعلی ہیں۔سب سے زیادہ معرفت و قرب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہے ،پھر سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ پھر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ ہاں مرتبہ کمالات نبوۃ حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولی علی مشکل کشا کو، جملہ اولیاء مابعد نے مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ ہی کے گھر سے نعمت پائی اور ان کے دست نگر تھے، ہیں اور رہیں گے۔

طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہیں۔بعض جاہل صوفی یہ کہہ

دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے اور شریعت اور یہ محض گمراہی ہی ہے اور زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت مطہرہ سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔ احکام شریعت کی پابندی سے کوئی ولی کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے۔ راستے کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہو ہم تو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ ان کے بارے میں کیا خوب کہتے ہیں کہ وہ سچ کہتے ہیں "بیشک وہ پہنچے گا مگر جہنم کے گڑھے میں"۔

"حلیۃ الاولیاء طبقات الاصفیاء" میں حضرت امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفھانی شافعی تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے یقین کی طاقت سے چٹانیں شق ہو جاتی ہیں اور ان کے اشاروں سے سمندر پھٹ جاتے ہیں۔ یعنی راستہ دے دیتے ہیں۔

یہاں مناسب ہوگا کہ اختصاراً ان دو عظیم المرتبت شخصیات کا تذکرہ کیا جائے۔ جن کے چشم فیض سے حضرت مفتی صاحب قبلہ سیراب ہوئے ہیں اور ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب کو خلافت کا سہرا عنایت فرمایا۔

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حاجی محمد عبداللہ سولنگی نقشبندی نوراللہ مرقدہ

باب الاسلام سندھ، محبت، اخوت، بھائی چارے کی سرزمین ہے۔ اس سرزمین میں امن کے امین حضرت خواجہ عثمان مروندی (لعل شہباز قلندر) حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی ،حضرت سچل سرمست، حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی، حضرت شاہ عقیق، حضرت خواجہ عبداللہ شاہ اصحابی، حضرت عبداللہ شاہ غازی، حضرت پیر آغا عبدالرحمٰن جان سرہندی مجددی فاروقی، حضرت پیر سائیں روضے دھنی حضرت پیر پگارا، پیر صاحب

بھر چونڈی شریف، حضرت خواجہ ولی محمد کا تیاری، حضرت غلام احمد ملکانی صاحب، حضرت مخدوم عبدالغفور ھمایون، حضرت پیرابرہیم جان سرہندی وغیرہ جیسے اکابرین امت ہیں۔ اسی سلسلے رشدو ہدایت کی ایک کڑی آستانہ عالیہ ویہڑ شریف سے ملتی ہے۔

حضرت شمس شریعت، بدر طریقت حاجی محمد عبداللہ سولنگی نقشبندی دادو شہر سے جانب شمال چند کلومیٹر کے فاصلے پر گوٹھ (بٹھڑہ شریف) کے رہنے والے تھے۔ طریقت میں کامل واکمل تھے، خوش الحان واعظ تھے، مزاجاً بڑے جلالی تھے۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہ سولنگیؒ، حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی المعروف روضے دھنی اور انکے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد اشرف جان المعروف مصلے دھنیؒ کے مرید تھے۔ جب آپ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو مرشد نے دو شرائط رکھیں ایک یہ کہ آج کے بعد آپ واعظ نہیں کروگے یہ شرط ہر لحاظ سے بڑی کڑوی تھی کیونکہ سولنگی صاحب کا ذریعہ معاش فقط مجالس میں وعظ وتقریر کرنا تھا نیز ایک عالم کو وعظ سے روکنا خلاف شرع بھی ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس علم باطن کے میدان جو کچھ ہوتا ہے، ہم اس کی توجیہہ نہیں کرسکتے یا ہم اسے عدل وحکمت کے تقاضہ کے منافی سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے تو ان کا عین عدل وحکمت پرمبنی ہونا اظہر من الشّمس ہو جائے۔

مرشد نے دوسری شرط یہ رکھی کہ قرآن شریف بھی نہیں پڑھوگے خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد مرشد نے وعظ کی اجازت مرحمت فرمائی اور قرآن شریف کی تلاوت کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ بیعت وخلافت کے بعد جب آپ نے قرآن کی تلاوت فرمائی تو حیران رہ گئے کہ پہلے قرآن کی تلاوت کا لطف اور تھا اور اب کچھ اور ہے۔ حضرت عبداللہ سولنگی نے بیعت وارشاد کے سلسلے کا آغاز اپنے ضلع دادو میں کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مرشد نے فرمایا کہ سولنگی صاحب اب تم دادو میں کسی کو مرید مت بناؤ اب سندھ میں لاڑ والا علاقہ میں تمہیں دیتا ہوں

۔چنانچہ اقلیم ولایت میں لاڑ کا علاقہ زیر نگیں دے دیا گیا۔آپ نے فاتح قلوب کی حیثیت سے
لاڑ کا رخ کیا۔آپ جس جس دیہات اور گوٹھ میں تشریف لے جاتے تو مساجد میں اعلان
کردیا جاتا کہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ سونگی تشریف لارہے ہیں لوگ جوق درجوق چلے آتے آپ
اپنے نورانی خطاب سے لوگوں کے دلوں کو چراغ مصطفوی سے منور فرماتے۔

مجالس کے بعد کئی لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوجاتے۔لاڑ میں بالواسطہ
یابلاواسطہ سب سے زیادہ فیض آپ ہی کا ہے۔قبلہ مفتی اعظم سندھ کے ہاں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ
تشریف لاتے رہتے اور کئی دنوں تک یہاں قیام پذیر ہوتے تھے۔درخت کی پہچان ہمیشہ اس
کے پھل سے ہوتی ہے۔حضرت خواجہ عبداللہ سونگی کو پہچاننے کے لئے ان دوخلفاء اوران کے
فیوض وبرکات کودیکھنا ہی کافی ہے۔ایک فقیہ العصر مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ
اوردوسرے پیر طریقت رہنمائے سالکین الحاج الٰہی بخش مندھرہ نوراللہ مرقدھما جن کے نظر فیض
اورتربیت سے آج لاکھوں لوگوں کا اپنے خالق سے رابطہ جڑا ہوا ہے۔اوران کی سانسوں کی
تاریں اس ذاتِ اللہ ھو کے ساز سے نغمہ سرا ہیں۔

حضرت خواجہ عبداللہ سونگی پانچ ذوالقعد جمعۃ المبارک کی شب ۱۳۹۲ھ بمطابق
۲۹ اکتوبر 1976ء اس دارفانی سے دار بقا کی طرف عازم ہوئے۔آپکا مزار پرانوار دادوشہر سے
چندکلومیٹر جانب شمال علاقہ بڑہ میں مرجع خاص وعام ہے ایک کثیر تعداد آپکے مریدین کی ہے۔

شجرہ مبارک حضرات نقشبندیہ

(رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(۱) شفیع المذنبین، رحمۃ العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ

(۴) حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ

(۶) حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۷) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۸) حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۹) حضرت خواجہ محمد یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۰) حضرت خواجۂ جہاں خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۱) حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۴) حضرت خواجہ باباسماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۵) حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۶) حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۷) حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۸) حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۹) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۰) حضرت خواجہ محمد زاھدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۱) حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۲) خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۳) حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۴) حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۵) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۶) حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۷) حضرت خواجہ نور محمد بداونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۸) حضرت خواجہ شیخ مرزا جان جاناں مظہر شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۹) حضرت خواجہ شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۰) حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۱) حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۲) حضرت خواجہ محمد مظہر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۳) حضرت خواجہ ولی محمد کاتیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۴) حضرت خواجہ ابوالمصطفیٰ غلام احمد ملکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۵) حضرت خواجہ فقیر محمد ویڑائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۶) حضرت خواجہ محمد اشرف ویھڑائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۷) حضرت خواجہ عبداللہ سولنگی بڑائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۸) حضرت خواجہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ سیّد عبدالخالق شاہ بخاری راشدی قادری نوّراللہ مرقدہٗ

آپکا اسم گرامی عبدالخالق اور والد گرامی کا نام یار محمد تھا، سیّد حاجی عبدالخالق شاہ کے نام سے مشہور تھے آپ نسباً بخاری سید تھے، بڑے متقی پرہیز گار، صابر وشاکر اور عبادت گذار تھے عدیم المثال زہد وتقوی کے مالک تھے۔ مریدین ومعتقدین کی طرف سے ھدیہ وتحفے اور نذرانے بڑی مقدار میں ملتے تھے۔ سب کے سب راہ خدامیں خرچ کردیتے تھے۔ زہد کا یہ عالم تھا کہ نوٹ نہ پہچان سکتے تھے۔ کہ آیا یہ کتنی مالیت کا نوٹ ہے۔

آپ روحانی علوم میں سلسلہ قادریہ میں کامل واکمل پیر طریقت جامع شریعت تھے۔ مگر بالخصوص سلسلہ قادریہ میں شاہِ مردان (شاہ اول) راشدی کے مرید تھے۔ ایران سے آپ کے پڑداداسیّد جان محمد شاہؒ تشریف لائے۔ حضرت سیّد جان محمد شاہؒ آپ کے پیرومرشد سیّد محمد راشد شاہ کے خلیفہ تھے۔

درگاہ سوئی شریف، درگاہ بھرچونڈی شریف، درگاہ مشوری شریف حضرت شیخ طریقت سید محمد راشد شاہ (روضے دھنی بادشاہ) کا فیضان ہے۔ آپ علیہ الرحمہ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔ آپ کا اڈیرولال، گوٹھ خلیفہ یار محمد میں کھجوروں کا باغ تھا جس میں درختوں کی نگہداشت وآبیاری کیا کرتے تھے۔ اپنی پسند کی چیزیں راہ خدامیں خرچ کیا کرتے تھے۔ کسی مرید نے آپ کو ایک بیل نذرانے کے طور پر دیا تھا جو کہ بڑا خوبصورت تھا جس نے بھی دیکھا عرض کیا بیل بڑا اچھا ہے۔ یہ آپ ہمیں عنایت فرمائیں ہم آپ کو اس کی جگہ دوسرا بیل دے دیتے ہیں۔ آپ نے تو ویسے بھی ذبح کرنا ہے۔ پھر آپ نے خود بھی پوچھا کہ یہ بیل تمہیں کیسا لگتا ہے سب نے کہا قبلہ بہت عمدہ ہے تو آپ نے فرمایا سب کو پسند ہے تو پھر میرے پروردگار رب العالمین کو بھی

پسند ہوگا، چنانچہ آپ نے اسے ذبح کرواکے خیرات کردیا۔

آپکی کرامات

آپ کے ایک مرید (قادر بخش موروجو) کے بقول کہ حضرت نے رمضان المبارک میں مجھے ایک بکری عنایت فرمائی کہ تم اس کا دودھ پینا میں اسے گھر لے آیا تو نہ جانے بکری کو کیا بیماری لگ گئی وہ تڑپنے لگی میرے والد نے کہا کہ بیٹا اسے ذبح کردے حلال جانور ہے کہیں مردار نہ ہوجائے۔ میں نے کہا کہ بابا یہ مرشد سائیں کی بکری ہے کیسے ذبح کروں۔ مگر والد نے کہا کہ مردار ہوجائے گی ذبح کرو۔ چنانچہ میں نے اسے ذبح کردیا اتنے میں حضرت کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ سائیں نے فرمایا ہے کہ بکری کی ایک ٹانگ مجھے بھیج دو باقی تم کھالو۔

روھڑی کینال ندی

ایک مرتبہ روھڑی کینال ندی کے بند ٹوٹنے کی وجہ سے بہت بڑا سیلاب آیا سیلاب کی وجہ سے زرعی زمینیں اور کئی گاؤں زیر آب آگئے ایک گوٹھ کے گرد حفاظتی بند تھا مگر سیلاب سے نہیں بچ سکا حضرت سید عبدالخالق شاہ صاحب نے اپنے گاؤں (خلیفہ یار محمد اڈیرو لال) کے گرد لکڑی سے ایک لکیر کھینچ دی جو کہ سیلاب سے بچاؤ کے لئے دیوار چین ثابت ہوئی پانی اس لکیر سے اندر داخل نہیں ہوا۔

حضرت سیّد پیر عبدالخالق شاہ علیہ الرحمۃ کا آبائی وطن ایران تھا۔ لیکن یہاں سندھ میں گوٹھ خلیفہ یار محمد اڈیرو لال نزد ٹنڈو آدم نصر پور روڈ میں عرصہ دراز تک مقیم رہے۔ اور کئی سالکان راہ سلوک کو اپنے روحانی چشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ اپنے مرشد کے پاس گوٹھ خلیفہ یار محمد اڈیرو لال میں کئی مرتبہ حاضر ہوئے۔ سید عبدالخالق

شاہ علیہ الرحمۃ اپنے مرید باصفا کو اپنی حویلی کی مسجد میں بٹھاتے اور خاندان کے اور لوگ بھی حاضر خدمت ہوتے ۔ پھر قبلہ مفتی اعظم سے دینی مسائل کے بارے میں استفادہ کرتے ۔ اور آپ اپنے مرشد سے معرفت کے اسرار ورموز معلوم کرتے تھے۔

حضرت سید عبدالخالق شاہ صاحب خود بھی کافی مرتبہ مفتی اعظم سندھ کے پاس دارالعلوم میں تشریف لائے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ جو کہ ان دنوں مٹی کے دوعدد کمروں پر مشتمل تھا قبلہ مفتی اعظم ان کمروں کو پختہ تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ مگر وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تعمیراتی کام انتہائی سست روی کا شکار تھا ان دو کمروں کے پختہ تعمیر میں سید عبدالخالق شاہ کی بہن نے بڑا تعاون کیا۔ سیدہ نے اپنے تمام زیورات ایک رومال میں باندھ کر اپنے بھائی سید عبدالخالق کو دیئے کہ انہیں مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کیا جائے۔ سید عبدالخالق شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے آبائی وطن سید باراں علاقہ دشتیاری (ایران) گئے تو وہاں پر آپ نے ایک مدرسہ بنام فیض العلوم مجددیہ نعیمیہ قائم فرمایا جس کے صدر مدرس حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم رئیسی نعیمی فارغ التحصیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ بنے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ میں اس دنیائے فانی سے دارالبقاء کی طرف کوچ کیا۔

آپ کا مرقد انور گوٹھ سید باراں ایران علاقہ دشتیاری ضلع چاہ بہار صوبہ سیستان میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے والد سید یار محمد شاہ علیہ الرحمۃ (ایران) کوٹ فتح علی میں مدفون ہیں یہ کوٹ میروں کے کوٹ سے مشہور ہے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ اڈیرہ لال والی چھراؤ شریف کے نام سے مشہور ہے۔ آپکے وصال کے بعد آپ کے بھتیجے سید یار محمد شاہ گدی نشین ہوئے۔

اس وقت آپ علیہ الرحمۃ کے گدی نشین سید باراں ایران میں حضرت پیر طریقت سید نواز علی شاہ ہیں۔

شجرہ مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ

(۱) سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) حضرت خواجہ داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) حضرت خواجہ عبدالواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱) حضرت خواجہ ابوالفرج طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) حضرت خواجہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳) حضرت خواجہ ابی سعید المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۴) حضرت خواجہ غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) حضرت خواجہ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۶) حضرت خواجہ صوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۷) حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۸) حضرت خواجہ مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۹) حضرت خواجہ سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۰) حضرت خواجہ شاہ میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۱) حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۲) حضرت خواجہ محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۳) حضرت خواجہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۴) حضرت خواجہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۵) حضرت خواجہ حامد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۶) حضرت خواجہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۷) حضرت خواجہ شمس الدین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۸) حضرت خواجہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۹) حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۰) حضرت خواجہ محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۱) حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۲) حضرت خواجہ صالح شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۳) حضرت خواجہ سید عبدالقادر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۴) حضرت خواجہ سید محمد بقا شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۵) حضرت خواجہ سید محمد راشد روضے دھنی (پیر صاحب پگارا) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۶) حضرت خواجہ سید صبغت اللہ شاہ اول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۷) حضرت خواجہ سید علی گوہر شاہ اول رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۳۸) حضرت خواجہ سید حزب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۳۹) حضرت خواجہ سید علی گوہر شاہ ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۴۰) حضرت خواجہ سید شاہ مرداں شاہ اول رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۴۱) حضرت خواجہ حاجی عبدالخالق شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۴۲) حضرت خواجہ محمد عبداللہ (مفتی اعظم سندھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

بیعت وخلافت

جیسا کہ گذشتہ صفحات پر تفصیلاً تحریر کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ مُلّا محمد داوٗد پیش امام صاحب (مسجد اقصی داوٗد گوٹھ ملیر) کی ایماء پر ضلع دادو حضرت پیر طریقت عبداللہ سولنگی کے پاس حاضر خدمت ہوئے ۔ درگاہ ویہڑ شریف کا ہمیشہ سے دستور یہ رہا کہ درگاہ کے خلفاء نامدار اپنے مریدین کی دستار بندی درگاہ ویہڑ شریف کے سالانہ جلسہ ۲۷ رجب المرجب (جو کہ رجبی کے نام سے مشہور ہے) کے موقع پر کرواتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قبلہ مفتی اعظم سندھ کی دستار بندی بھی آپ کے مرشد خواجہ محمد عبداللہ سولنگی نے درگاہ ویہڑ شریف میں اسی موقع پر کرائی ۔ اس وقت تقریب سعید میں آپ کے دادا مرشد یعنی مرشد کے مرشد حضرت خواجہ آغا فقیر محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی دونوں تشریف فرما تھے۔

حضرت سید عبدالخالق شاہ علیہ الرحمۃ قبلہ مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ کے خاندانی مرشد تھے ۔ اور آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی طرح سلسلہ قادریہ میں بھی زمانہ طالبعلمی ہی میں اپنے خاندانی مرشد کے دست حق پرست پر بیعت کر لی تھی البتہ خلافت واجازت صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حاصل کی تھی ۔ آپ کے مرشد مخدوم محمد اشرف نقشبندیؒ نے آپ کو چاروں سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی ۔

آپ نے زندگی کے آخری ایام میں چند اشخاص کو بیعت کیا:

یاد رہے کہ مرشد کی طرف سے خلافت اور اجازت کے باوجود آپ کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے ۔ طالبان راہ سلوک کو کسی اور شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مشورہ دیتے تھے ۔ کیونکہ آپ کو پیر بننے کا شوق نہیں تھا تعلیم و تعلم سے شغف تھا۔

مفتی طفیل احمد میمن صاحب حالیہ خطیب درگاہ عبداللہ شاہ اصحابی (ٹھٹھہ) بتاتے ہیں کہ میں قبلہ مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ کے پاس بیعت کے قصد سے حاضر ہوا صبح کا وقت تھا ۔آپ درس وتدریس میں مصروف تھے ۔ پیر الٰہی بخش میندھرہ علیہ الرحمۃ (جوآپ کے پیر بھائی تھے) بھی تشریف فرما تھے۔

جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے اپنی حاضری کا مقصد عربی میں عرض کیا کہ میں بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "**لست باھل**" میں اسکا اہل نہیں ہوں (یہ آپکی کسر نفسی تھی) پھر فرمایا کہ آپ میندھرہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اوراس کے باشرع ہونے کی ضمانت میں دیتا ہوں ۔ مفتی طفیل صاحب کہتے ہیں کہ میری مولویت نے دل ہی دل میں بغاوت کی کہ تم مولوی ہوکر طلباء وغیرہ کے سامنے ایک غیر عالم کے ہاتھ پر بیعت کیسے کروگے ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ میری اور مفتی اعظم سندھ کی ساری گفتگو عربی میں ہوئی تھی میندھرو صاحب نے نہ صرف اسے ہی سمجھ لیا بلکہ میری مولویت کی اندرون بغاوت کو بھی سمجھ لیا اور مفتی اعظم سندھ سے کہنے لگے کہ سائیں یہاں طلباء وغیرہ بیٹھے ہیں ۔آپ سبق پڑھائیں میں اور مولوی صاحب،ہم دونوں مسجد شریف میں تنہا جاکر بیٹھتے ہیں پھر مجھے بیعت کیا۔

آپ نے جن حضرات کو بیعت فرمایاان کے اسماء گرامی

قبلہ مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات طیّبہ کے آخری ایام میں چند طلبا کو بیعت فرمایا تھا جن میں آپ کے شاگرد رشید مفتی وقاضی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی ۔مولانا رحیم بخش نعیمی ، حافظ خلیل احمد نقشبندی، عبدالمجید پریس والے، مولانا نظر محمد جت نعیمی، فقیر محمد صالح تھہیم جاتی ، حاجی عبداللہ میمن جاتی ، مولوی محمد ہاشم چارن نعیمی علیہ الرحمۃ ، میاں جی محمد حسن پلیجو

وغیرہ۔

حج وزیارت

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور فحش کلام نہ کیا اور فسق نہ کیا وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا"۔(متفق علیہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے وفود ہیں۔اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے اللہ سے سوال کیا اس نے انس دیا اسی کے مثل ابن عمر وابو ہریرۃ سے مروی ہے۔(متفق علیہ)

دار قطنی وبیہقی میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "**من زار قبری وجبت له شفاعتی**" جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوئی۔

آپ نے 1971ء میں حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہندوستان سے شہزادہ اعلی حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بھی اس سال حج بیت اللہ کی سعادت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔اس سفر میں آپ نے شاہ مصطفیٰ رضا خاں سے مختلف علمی مسائل پر گفتگو فرمائی۔اس سال تمام حجاج کرام کو حج اکبر کی سعادت نصیب ہوئی۔ (**ذلک فضل الله یوتیه من یشاء**)علاوہ ازیں کئی مرتبہ عمرہ شریف کی سعادت بھی حاصل کی۔1982ء میں حج کا ارادہ کیا لیکن یہ خواہش خواہش ہی رہی۔

گرامی قدر مولانا محمد اسلم نعیمی زید مجدہ نے ۲۵ جنوری 1971ء کو یہ اشعار قبلہ مفتی صاحب کے سامنے ہزاروں عقیدت مندوں کے ہجوم میں بطور تہنیت نظم کی شکل میں پیش کئے

واقعتاً عشق ومحبت میں ڈوب کر تحریر کئے گئے ہیں۔

عازم حج ہوئے میرے استاد　　قبلہ و کعبہ مفتی محمد عبد اللہ

منبع و فیض و مخزن حکمت　　ذات اقدس ہے ایک دانش گاہ

عالم دین با عمل با شرع　　زاہدوں و عابدوں کے شاہ

رہبر دین رہبر منزل　　جادۂ حق کی ایک مشعل راہ

حرم پاک کی زیارت کا　　شرف ان کو عطا ہو یا اللہ

تیرے محبوب کا بھی ہو دیدار　　فیض یابی ہو ان کی خاطر خواہ

الوداع کہہ کہ آپکے خادم　　واپسی کیلئے ہیں چشم براہ

عافیت خواہ آپکا اسلم　　سر بسجدہ بارگاہ الٰہ

مرحبا ایں سفر مبارکباد　　قرب خیر البشر مبارک باد

سیرت وکردار

آپکا لباس

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہماری طرف ایک پیوند دار چادر اور ایک موٹا تہبند نکالا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ ان دو کپڑوں میں فوت ہوئے''۔ (متفق علیہ)

آپکا لباس سادگی کا حسین امتزاج ہوتا تھا۔ نبی محتشم ﷺ اور آپکے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرین امت کی راہ پر چلتے ہوئے۔ آپ اپنے لباس پر پیوند لگاتے تھے لباس انتہائی پاکیزہ اور سفید رنگ کا پہنتے تھے۔ صرف دو جوڑے کپڑوں کے رکھتے تھے استری اور نیل سے اجتناب فرماتے تھے۔ ایک معمولی سی واسکٹ لباس انتہائی سادہ بڑی سی بڑی تقریب میں جانا ہو سادگی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے سر پر ٹوپی اور اس کے اوپر عمامہ عجلت کیساتھ نہایت عمدہ طریقے سے باندھتے اور یہ عمامہ ہر وقت آپکے سر مبارک پر رہتا۔ اس کے اوپر سادہ ململ کی چادر ہوتی تھی۔ اپنے شاگردوں سے بھی عمامے کی پابندی کرواتے اکثر کپڑے خود دھویا کرتے۔

ایک مرتبہ مولانا صدیق راہوٹو نے آپکے کپڑے دھوئے، لاعلمی کی وجہ سے ان کو نیل اور استری لگا کر حاضر کیئے، جب آپ نے کپڑے دیکھے تو ناراض ہوئے۔ مولانا صدیق سے فرمایا کہ تم نے میرا پروگرام بھی خراب کر دیا میں نے ایک جلسہ میں جانا تھا۔ اب یہ کپڑے میں کیسے پہنوں، اور پھر کپڑے دوبارہ دھلوائے۔

حضرت مفتی اعظم کشمیر مفتی غلام قادر صابر کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے تلمیذ حضرت مولانا مفتی محمد غوث صابری مہتمم

دارالعلوم محمدیہ ماڈل کالونی ملیر نے راقم کو بتایا کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر اُستاد محترم نے جو لباس پہنا ہوا تھا اُسے پیوند لگے ہوئے تھے، میں نے عرض کی کہ حضرت آج عید کا دن ہے آج آپ نیالباس پہنتے۔ آپ نے جواباً فرمایا: کہ میری عید اُس دن ہوگی جس دن سلامتی ایمان کے ساتھ دُنیا سے رخصت ہونگا۔

انداز سفر

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کہنا اس شخص کو جس کو جانتا ہے یا نہیں (متفق علیہ)

حضرت مفتی صاحب ایسی پر کشش شخصیت تھی کہ جب راستے میں چلتے کوئی جاننے ولا ہوتا یا انجان متعارف وغیر متعارف سے کمال شفقت وخلوص سے ملتے سلام میں پہل کرتے، مفتی صاحب قبلہ کا چلنے کا انداز انتہائی نرالہ ہوتا قد آور اور بارعب شخصیت نہایت خوبصورت چہرہ، حیادار آنکھیں کہ شاذ ونادر ہی اوپر اٹھتیں اور جب کبھی پیدل سفر فرماتے تو دائیں ہاتھ میں عصا ہوتا یہ آپکا طرہ امتیاز رہا۔ ہمیشہ آپ کی دو کوششیں ہوتیں۔

ایک نگاہیں نیچے رہتی اور دوسری کوشش یہ ہوتی کہ ہر ایک سے معانقہ ہو جیسے کہ ارشاد ربانی ہے"**وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا**" رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی کیساتھ چلتے ہیں، آپ اس حکم ربانی کی عملی تفسیر تھے۔

دوران سفر چند کتابیں اپنے پاس رکھتے دورانِ سفر کتب بینی و وظائف آپکی زبان پر جاری رہتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے جہاں وضو کی ضرورت محسوس کرتے فوراً تازہ وضو فرماتے، تازہ وضو کے ساتھ ہی دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔ جب سندھ کے پسماندہ دیہاتوں میں

تشریف لے جاتے تو جس گوٹھ اور بستی میں مسجد نہ ہوتی تو جلد از جلد وہاں مسجد اور مدرسہ تعمیر فرماتے۔

آپکی غذا

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ گھر والے بھوکے نہیں کہ جن کے پاس کھجوریں ہیں" ایک روایت میں آپنے ارشاد فرمایا "اے عائشہ جس گھر میں کھجوریں نہیں ہیں اس کے اہل بھوکے ہیں" (مسلم)۔

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے اس روز اسکو زہر اور جادو ضرر نہیں پہنچائے گا (متفق علیہ)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک درزی نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو دعوت دی میں آپ کے ساتھ گیا۔ اس نے جَو کی روٹی اور شوربہ آپ کے قریب کیا جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کنارے سے کدو تلاش فرماتے تھے۔ اس روز کے بعد میں ہمیشہ کدو پسند کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

حضرت مفتی صاحب قبلہ کدو شریف اور کھجور تناول فرمایا کرتے تھے۔ اگر کھانا وغیرہ کم ہوتا تو خود بھوکے رہتے اور طالب علموں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے۔ اگر گھر سے کھانے کے لئے دو روٹیاں لاتے تو ایک طالب علم کو دے دیتے۔ اور دوسری روٹی خود کھاتے۔

ابتداءً جب آپ نے مدرسہ کا آغاز فرمایا اتنے افلاس کے دن تھے کہ کبھی روٹی ہوتی

توسالن نہ ہوتا تو کبھی سالن ہوتا تو روٹی نہ ہوتی ۔آپ سرکار دوعالم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کے مصداق بنے رہے "یعنی اللہ! مجھے فقیری کی حالت میں زندہ رکھ، فقیری کی حالت میں موت دے اور فقیروں کے زمرے میں میرا حشر فرما۔"

باورچی جب سبزی وغیرہ کے لیئے رقم مانگتا تو فرماتے کہ میرے پاس اس وقت رقم بالکل نہیں ہے آپ تھوڑی دیر انتظار کریں اللہ بہتر سبب فرمائے گا۔آپ کا یہ جملہ کہنا ہوتا کہ یا تو باہر سے کھانا آجاتا یا سبزی اور دیگر اجناس کا بندوبست ہوجاتا۔اگر باہر ہوٹل سے چائے منگوانی ہوتی تو تلامذہ سے فرماتے کہ ایسے ہوٹل والے سے چائے لانی ہے جو پابند صوم وصلوٰۃ ہو۔اکثر طالب علموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے ۔دوران کھانا فرماتے کہ میں خوش قسمت ہوں ان درویشوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمارہا ہوں۔جن کے پاؤں کے نیچے اللہ کے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

مہمان نوازی

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے۔وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے ۔جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے ۔اور جو کوئی روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔وہ زبان سے اچھی بات نکالے ورنہ خاموش رہے۔" (بخاری شریف)۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے مہمان حضرات کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے ۔جب آپ کے پاس مہمان آتے تو خود اپنے گھر سے بغل کے نیچے دسترخوان دبائے ایک ہاتھ میں پانی ،دوسرے ہاتھ میں سالن لے کر آتے ۔گیٹ پر مہمان

کا استقبال کرتے اور گیٹ پر جا کر الوداع فرماتے۔رخصتی کے وقت مہمان کو تحفہ ضرور عنایت فرماتے تھے۔

توکل واستغناء

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت سے ۷۰ ہزار نفوس بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔یہ وہ لوگ ہیں کہ نہ منتر کی طلب کرتے ہیں۔اور نہ شگون بدلتے ہیں۔اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ روزی عطا کرے گا جس طرح جانوروں اور پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔(ترمذی وابن ماجہ)

حضرت مفتی اعظم سندھ میں توکل واستغناء کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور دل کے غنی تھے ایک مرتبہ مفتی سیّد شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ آپ اپنے مدرسے کے کوائف مجھے عنایت فرمادیں۔حکومت نے مدارس کے لئے فنڈ مختص کیا ہے۔حضرت مفتی صاحب قبلہ نے حضرت مفتی شجاعت علی قادری سے فرمایا کہ سید صاحب اگر بالفرض حکومت نے ہماری اعانت کی تو ۲۰ یا ۳۰ ہزار روپے دے گی۔تو ہم اس کو کتنا عرصہ خرچ کریں گے۔وہ رب العالمین جو آج تک بغیر کسی شخصی اور حکومتی سرپرستی کے ادارے کا نظام چلا رہا ہے۔ہم اسی پر توکل کرتے ہیں وہ بہتر انتظام فرمائے گا۔

متعدد علمائے کرام نے راقم کے استفسار پر بتایا کہ مدرسہ کی اعانت نماز تہجد کے وقت آپکے مصلے کے نیچے سے دست غیب سے ہوا کرتی تھی۔ آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا سید اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ میں اس دور میں حضرت کے پاس تحصیل علم کے لئے حاضر ہوا۔ جب ایک درویش اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے چھوٹی مسجد میں بیٹھا کرتا تھا اسباب ظاہری معدوم تھے مگر کمال کی استقامت تھی۔ وہ اللہ کا بندہ کہاں سے رقم لاکر کتب کے خزانے جمع کرتا تھا، اس کے بارے میں تو نہیں جانتا۔

مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اور پھر حالات کی ستم ظریفی کہ علم وادب کے خانوادے اجڑ گئے۔ آباؤ اجداد کی علمی وراثت کو دیمک نے چاٹنا شروع کیا قحط الرجال ہوا ان حالات میں اللہ نے مفتی محمد عبداللہ (شہیدؒ) کو حکم دیا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جو لوگ اس کے دین کی تبلیغ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ ان کی جگہ کسی اور کو عزت دیتا ہے۔ جب بھی قبلہ مفتی صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں جگہ دینی کتب ضائع ہو رہی ہیں تو آپ تشریف لے جاتے اور معاوضہ ادا کرتے اور کتب لے آتے۔ اسی طرح پاکستان کی نایاب اور نادر کتب کا ذخیرہ آج دارالعلوم میں موجود ہے۔ صفحہ ہستی پر ایک نئی خانقاہ کا عمل وجود میں آیا جس کے پیچھے اللہ کے پیارے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق، جذبہ عشق کی جیتی جاگتی تصویر قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کرنے والے مفتی غلام محمد نعیمی (نوراللہ مرقدہ) اور مفتی محمد جان نعیمی ہیں۔ قبلہ مفتی صاحب کی باقیات وصالحات اللہ کی مہربانی سے قائم ودائم رہیں گی۔

میں نے حضرت مفتی صاحب کو توکل میں منفرد پایا۔ بندہ کے اقرب الی اللہ ہونے کی نشانی ایک یہ ہے کہ وہ اللہ جل شانہ کی شان بے نیازی میں صبغۃ اللہ کا مظہر ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم کا وجود اللہ کی شان بے نیازی کا ثبوت تھا۔ گھریلو ذمہ داریوں

اور دارالعلوم کے وسیع اخراجات کے لئے میں نے آپ کو کبھی پریشان نہیں دیکھا۔ اور سرمایہ کے حصول کے لئے کبھی امراء کے دروازوں پر آپکو جاتے نہ دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی امیر آدمی نے دارالعلوم سے قرآنی خوانی کے لئے طلباء کو دعوت دی ۔ حضرت نے مجھے طلباء کے ساتھ بھیجا۔ صاحب خانہ نے مجھ سے کہا کہ مفتی صاحب تشریف لاتے تو ہمارے ہاں زیادہ برکت ہوتی۔ لہذا انہیں بلوائیں۔

میں نے ایک طالب علم کو بھیجا کہ مفتی صاحب کو کہو کہ صاحب خانہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی تشریف لائیں ۔ طالب علم واپس آیا اور بتایا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ تم دعا کر دینا میں نہیں آسکتا۔ صاحب خانہ کی عقیدت تھی جس وجہ سے وہ اصرار کر رہا تھا۔ آخر میں خود گیا اور عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لے چلیں وہ آدمی آپ کا عقیدت مند بھی ہے اور رئیس ہے ، مجھے امید ہے کہ وہ دارالعلوم کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب اور رسول سے امید ہے کہ وہ ہماری ضروریات پہلے کی طرح پوری کریں گے ۔ اور ان دنیادار لوگوں کے دروازوں پر جانا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنا درست نہیں ۔ کیونکہ وہ خود اللہ اور اس کے رسول کے محتاج ہیں ۔ میرے اصرار پر آپ تشریف تو لے گئے کیونکہ آپ اکثر اس ناچیز کی ضدیں اور اصرار میری ناز برداریوں کی صورت میں کرتے تھے۔ حضرت وہاں جا کر تھوڑی دیر بیٹھے۔ مگر میں نے آپ کی طبع کے خلاف جو اصرار کیا تھا اس پر مجھے اب بیحد ندامت ہو رہی تھی۔ اور کچھ دیر بعد آپ واپس دارالعلوم تشریف لے گئے۔

بعد میں آپ نے فرمایا کہ میں آج تک مال کی لالچ میں کسی کے دروازے پر نہیں گیا سرکار مجھ پر کرم کرتے ہیں اور تمام اخراجات انکے وسیلہ سے پورے ہوتے ہیں ۔ آج میں پریشان ہو گیا کہ محبوب پاک کے در اقدس کے علاوہ کسی اور کے در سے امیدیں وابستہ کروں

تمھارے اصرار پر میں چلا تو گیا مگر دل میں میں نے قطعاً کوئی امید صاحب خانہ سے نہ باندھی اور جلدی واپس آ گیا۔اب ایسا وقت آ گیا تھا کہ کئی مساجد میں آپکے شاگرد خطابت کرتے تھے۔ اور جدید تقاضوں کے مطابق دار العلوم کی ترقی اور وسعت کی خاطر دار العلوم کو تشہیر کرنا چاہتے تھے ۔تاکہ عوام کی مزید توجہ ہو۔مگر مفتی صاحب فرماتے تھے کہ تشہیر سے ریا کاری کا پہلو نکلتا ہے۔میں جو کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کیا ہے اسے ریا کاری کر کے ضائع نہیں کرنا چاہتا۔پھر ہم نے آپکو آپ کے حال پر چھوڑ دیا۔

حضرت مولانا اللہ بخش ،مولانا محمد اسلم نعیمی کے والد محترم مولانا ولی اللہ اور دیگر ساتھیوں نے حتی المقدور مہم جاری رکھی ۔بڑے بڑے امراء اور رؤسا آپ کے عقیدت مند تھے اور دار العلوم کے لئے انکی خدمات قابل ستائش تھیں۔لیکن حضرت کی شان بے نیازی اور استغناء میں کبھی لچک نہیں آئی۔

راقم نے مفتی صاحب کے بعض شاگردوں سے مفتی صاحب کے توکل اور استغناء کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب قبلہ تشریف فرما تھے کہ شام کا کھانا جس طالب علم کے ذمے پکانا تھا اس نے کچھ رقم طلب کی تاکہ کھانے کا انتظام کر سکے آپ نے حسب معمول اپنی لکڑی کی دراز کھولی اور اپنا ہاتھ رقم نکالنے کے لئے بڑھایا۔لیکن دراز خالی تھی مزید فکر مند ہو گئے طالب علم سے فرمایا کہ صبر کرو فی الحال میرے پاس پیسے نہیں ہیں طالب علم خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔آپ نے تکیہ اٹھایا اور کمرے کے فرش پر آرام فرمانے لگے اسوقت آپکے پاس مولانا نور محمد نعیمی اور مولانا نظر محمد نعیمی موجود تھے۔آپ نے انہیں فرمایا کہ میں تھک گیا ہوں میرے ہاتھ پاؤں دباؤ۔ابھی کم و بیش آپ نے پندرہ منٹ ہی آرام فرمایا کہ یکدم اٹھ بیٹھے مولانا نور محمد نعیمی سے فرمایا کہ میرا تکیہ سرہانے سے اٹھاؤ جب تکیہ اٹھایا تو اس کے نیچے

خطیر رقم پڑی ہوئی تھی۔آپ نے مذکورہ حضرات سے فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا کریم ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد احمد نعیمی کے بقول ایک مرتبہ مذکورہ طالب علم ہی کو بلا کر کچھ رقم دی کہ بازار سے سبزی اور کھانے کی دیگر اشیاء لے آؤ۔ابھی یہ طالب علم گیٹ تک ہی پہنچا تھا کہ فرمایا تمہارا کھانا پکا پکایا آرہا ہے۔ابھی پانچ منٹ ہی نہیں گذرے تھے کہ چار دیگیں کھانے کی آگئیں۔

بقول مولانا محمد اسلم نعیمی کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ مفتی صاحب کا بینک بیلنس اور ذریعہ آمدنی کیا ہے۔میں نے اسی طرح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ لوگ اس طرح آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں فقیر ہوں میرا رب غنی ہے، میرا حال تم پر بھی عیاں ہے۔تم میرے بچے ہو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے کبھی بھی کسی دنیادار حاکم کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔البتہ وہ احکم الحاکمین ہے۔جس سے اس کے محبوب پاک کے صدقے مانگتا ہوں۔آپ نے لکڑی کی دراز کھولی اس میں چند سو روپے پڑے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ابھی مہینہ کی ابتداء ہے مختصر رقم ہے۔جب یہ خرچ کروں گا تو میرا کریم مجھے اور عطا فرمائے گا۔

تقویٰ پرہیزگاری

انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔جس طرح شریعت ظاہر کے لئے ہے اور اسی طرح باطن کے لئے بھی ہے۔جس طرح انسان کو بے شمار انسانی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔اسی طرح اس کے قلب کے اندر بھی بے شمار بیماریاں ہوتی ہیں۔مثلاً کفر، شرک، نفاق، بغض، حسد، کینہ، تکبر، حب مال وجان انسان کا دل اسکے جسم کا بادشاہ ہے۔اور تمام اعضاء کا سردار ہے۔دل

کی اصلاح اور پاکیزگی پر تمام جسم انسانی کی اصلاح کا دارومدار ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "آگاہ رہو انسان کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہوجاتا ہے تو تمام جسم درست ہوجاتا ہے۔ اور جب وہ خراب وفاسد ہوجاتا ہے۔ تو تمام بدن خراب ہوجاتا ہے۔ آگاہ رہو وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے (مسلم شریف)۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم کے اعضاء کی درستگی و پاکیزگی اور ان کا اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی کرنا دل کی درستگی و پاکیزگی پر موقوف ہے۔ اس لئے دل (قلب) کی اصلاح کی کوشش کرنا واجب ہوا اسی کوشش کرنے اور قلب کو ان بیماریوں سے پاک کردینے کا نام تزکیہء قلب ہے۔ جس کی بناپر قرب حق نصیب ہوتا ہے درحقیقت اس اخلاص عمل کا نام تصوف ہے۔ اور اسی اخلاص کے ساتھ کی جانے والی عبادت حقیقت میں عبادت کہلانے کی مستحق ہے۔

مشہور حدیث، حدیث جبرئیل میں بھی تزکیہ نفوس کو خاص کر بیان کیا گیا ہے ۔ارشاد ربانی ہے کہ "**اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَاللّٰہِ اتقاکم**"۔

بے شک اللہ کے ہاں وہ شخص زیادہ عزت والا ہے جو متقی پرہیزگار ہو۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی سرتاپا پرہیزگاری وتقوی کے پیکر تھے۔ مولانا محمد اسلم نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ آپکے تقوی و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ مجھے گھر سے بلوایا اور فرمایا کہ رمضان شریف کا مہینہ ہے اس میں لوگ مال کی زکوۃ دیتے ہیں اور صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں لہذا اسی مضمون کے نام سے چند بینر بنوالاؤ۔ اسی اثنا میں کمرے کے ایک کونے میں کپڑے کے تھان پڑے ہوئے دیکھے میں نے عرض کی کہ کیا ان کے بنوا کر لے آؤں تاکہ بازار کی خریداری سے بچ جائیں تو فرمانے لگے نہیں یہ صرف مدرسے کے طلباء کا حق ہے۔

میں نے عرض کی کہ حضور آپ صدقات وزکوۃ بھی تو مدرسے کے طلباء کے لئے اکٹھا فرما رہے ہیں نہ کہ اپنی ذات کے لئے ۔لیکن استاد محترم نے سختی سے منع فرمایا اور وہ کپڑا میرے سامنے اسی وقت طلباء میں تقسیم کردیا علاوہ ازیں اس بات سے بھی حضرت کے تقوئ وطہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب کوئی شخص دار العلوم کے لئے کسی بھی قسم کی رقم یا عطیہ لیکر آتا تو اس سے معلوم فرمالیتے کہ اس رقم کو کس مد میں لکھوں تا کہ اس مد میں اسی رقم کو خرچ کیا جاسکے۔

مفتی صاحب کے تقوی وپر ہیز گاری کا عالم یہ تھا کہ مشکوک مال سے بھی پرہیز فرماتے تھے۔اکثر مدارس عربیہ والے حکومت کی طرف سے دی جانے والی زکوۃ کو تصرف میں لاتے ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ زکوۃ ملے۔مگر مفتی صاحب نے یہ زکوۃ کبھی قبول نہیں فرمائی۔ان کی نظر میں اس کو قبول کرنے میں یہ رکاوٹیں تھیں۔

(۱) حکومت غاصبانہ طریقے سے زکوۃ وعشر وصول کرتی ہے۔جس میں معطی کی نیت کا دخل نہیں۔جب کہ زکوۃ کے لئے دینے والوں کی نیت شرط ہے۔

(۲) زکوۃ کے لئے تملیک شرط ہے یعنی جس کو زکوۃ دی جائے اس کو مالک بنایا جائے یہ شرط بھی یہاں مفقود ہے۔

(۳) زکوۃ کے لئے ملک صحیح ہونا بھی شرط ہے مال مغصوبہ کبھی مال زکوۃ نہیں ہوسکتا ہے اور حکومت زکوۃ کا مال جبراً خلاف شرع وصول کرتی ہے۔

میرا ضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ اس قسم کا ناجائز مال اپنے طلباء پر خرچ کروں ایسے مال زکوۃ کے علاوہ جو صاحب نصاب براہ راست مدرسے کے لئے پاکیزہ مال دیتا قبول فرمالیتے۔اور اس کو بھی کمال تقوی واحتیاط سے خرچ کرتے جو احتیاط دوسرے مدارس عربیہ میں کم ہی نظر آتی ہے

۔احتیاط کا عالم یہ تھا کہ جب بڑے صاحبزادے مولانا غلام محمد (شہیدؒ) ۱۹۸۲ء میں بی اے کرنے کے بعد بینک میں ملازمت کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا "بیٹا دار العلوم تمہارا ہے اور اب تم کو ہی چلانا ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ بینک کی سود والی رقم تم گھر میں لاؤ" اس نصیحت کے چند روز بعد مفتی صاحب حادثے میں شہید ہوگئے۔

حلیم الطبع

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخ عبد القیس سے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں ہیں جو اللہ تعالی کو پسند ہیں ایک بردباری دوسرا وقار۔" (رواہ مسلم)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک سیرت اور نیک طریقہ اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہیں۔" (رواہ ابوداؤد)۔

آپ بہت حلیم الطبع اور بردبار انسان تھے گفتگو میں اس قدر نرمی کہ دشمن بھی آپ سے مخاطب ہوتا تو اس کا دل نرم ہو جاتا گفتگو میں انتہائی شائستگی ہوتی رعب اور دبدبہ سے کلام کبھی نہیں کیا ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا حضرت مفتی صاحب کا خاصہ تھا روٹھے ہوئے لوگوں کو منانا، اللہ نے آپ کے حصے میں ڈالا تھا تکبر اور انا کو کبھی آپنے قریب نہیں آنے دیا مخالفین کیلئے بددعا تو دور کی بات ہے ان کی برائی بھی سماعت نہیں فرماتے۔ سندھ کے لوگ بڑی محبت عاجزی کیساتھ آپ سے مصافحہ کرتے۔ بقول مولانا مفتی عبد العلیم قادری مدظلہ العالی کہ استاذ محترم مجھے مخاطب کر کے فرماتے کہ علیم بیٹا یہ میرے ساتھ اتنی محبت سے جو سلام کر رہے ہیں اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ شرف اس بات کا ہے کہ میرے سر پر عمامہ اور چہرے پر سنت مصطفیٰ ہے۔

عاجزی وانکساری

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''من تواضع رفعه الله ومن تكبر وضعه الله ''(مشکوۃ)۔

ترجمہ: جوشخص عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اسکو بلند کرتا ہے جو تکبر کرتا ہے اللہ اسے پست کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر ایک آدمی کے سر میں دو زنجیریں ہیں ان میں سے ایک ساتویں آسماں تک ہے دوسری ساتویں زمین تک۔ جب ایک شخص عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس زنجیر کے ذریعے جو ساتویں آسمان تک ہے اس کو بلند کر دیتا ہے۔ جب آدمی تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس زنجیر کے ذریعے جو ساتویں زمین تک ہے پست کر دیتا ہے (رواہ بیہقی)۔

کسی نے کہا اور کیا خوب کہا ہے کہ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔ آج کے دور میں کسی دارالعلوم میں جانا تو کجا اگر کوئی صاحب ٹی وی سے چند مسائل سن لیں تو وہ بزباں خود مفتی اعظم کہلواتے ہیں۔ آفریں ہے مفتی عبداللہ نعیمی نور اللہ مرقدہ پر اللہ تبارک وتعالی کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے آپ کی قبر اطہر پر۔

آپ اپنے نام کے ساتھ فقیر یا حقیر لکھا کرتے تھے یا خادم العلماء یا خادم الطلباء لکھتے تھے یہ طریقہ انہوں نے اپنے استاذ محترم حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی سے سیکھا تھا۔ حضرت تاج العلماء جب کسی کی طرف خط تحریر کرتے یا فتوی لکھتے آخر میں فقط عمر نعیمی ہوتا۔ اسی طرح حضرت مفتی عبداللہ نعیمی (شہید ؒ) بھی اپنے فتاوی جات کے آخر میں ''حررہ الفقیر محمد عبداللہ نعیمی اور کہیں مکرانی'' تحریر فرماتے۔

آپ ایسے جلسوں میں جانے سے گریز کرتے جہاں آپکا نام جلی حروف میں ہوتا مختلف

سنی کانفرنسوں میں آپنے شرکت فرمائی اسٹیج سے منتظمین نے بارہا اعلان فرمایا حضرت اسٹیج پرتشریف لائیں۔لیکن آپ سامعین میں بیٹھنا پسند کرتے۔دارالعلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی (شاہ فیصل کالونی) کے جلسہ سنگ بنیاد کے موقع پر کراچی بھر کے علماء اسٹیج پرتشریف فرما تھے اس موقعہ پر قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ بنیاد کی نقاب کشائی فرمائی نقابت کے فرائض مولانا محمد اسلم نعیمی سرانجام دے رہے تھے مولانا محمد اسلم نعیمی نے اپنے استاذ صاحب کا تعارف استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر جیسے القابات سے کروایا۔

بقول مولانا محمد اسلم نعیمی کے صبح جب میں دارالعلوم میں حاضر ہوا۔تو اُستاذِ محترم نے مجھے بلا کر بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا، فرمانے لگے تم مجھے اکابر علماء کے سامنے شرمندہ کرتے ہو میں اس بات پر تم سے بہت خفا ہوں واقعتاً حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) قرون اولی کی تصویر احسن تھے راقم نے کئی مشائخ اور علماء کو بڑے قریب سے دیکھا ہے کہ جن کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ انہوں نے جس جلسہ میں شرکت کرنی ہو یا تو اس کے منتظمین کو اپنے القاب خود لکھواتے ہیں یا بعض خدام کو مناسب وظیفہ پر اس کام کیلئے مقرر کیا ہوتا ہے۔جن کی ذمہ داری فقط یہ ہوتی ہے کہ وہ حضرت کے خطاب کے دوران جلسہ میں ایک وجدانی کیفیت طاری کردیں کہ لوگ یہ مناظر دیکھ کر عش عش کر اٹھیں اور نعرے لگانے پر مجبور ہو جائیں۔ہم نے ایسے پاکان امت کو بھی دیکھا جو منتظمین سے ایڈوانس میں اشتہار کی رقم وصول فرمالیتے ہیں اور اپنا نام اشتہار میں ان گنت القابات کے ساتھ نمایاں لکھواتے ہیں۔

ہم نے ایسے متبرک چہروں کا دیدار بھی کیا ہے جو پروگرام کیلئے وقت عنایت فرما کر صرف اس بنیاد پر پروگرام کا بائیکاٹ فرمادیتے ہیں کہ یا توان کا نام نمایاں نہیں ہوتا۔یا ان کے القابات میں سے کوئی ایک لقب رہ جاتا ہے۔اللہ تعالی (کروٹ کروٹ) اعلیٰ علیین میں

جگہ عطا فرمائے حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کو اگر احباب تلامذہ عقیدت مند آپکے نام کے ساتھ القابات لگاتے تو آپ اپنے سر کو جھکا لیتے اور استغفار کرتے م۔

مولانا مفتی محمد اسلم نعیمی کے نکاح کی تقریب میں امام اہلسنّت شاہ احمد نورانی صدیقیؒ، حضرت پروفیسر شاہ فرید الحق، حضرت مفتی صاحب اکٹھے ہوئے نماز مغرب سے چند منٹ پہلے مفتی صاحب قبلہ نکاح کی تقریب سے چلے گئے امام الشاہ احمد نورانی نے اہل خانہ سے دریافت فرمایا کہ مفتی صاحب قبلہ کہاں ہیں تو اہل خانہ نے عرض کی کہ وہ تشریف لے گئے تو امام الشاہ احمد نورانی نے نماز مغرب کی امامت فرمائی دوسرے دن کسی صاحب نے گذشتہ رات کا واقعہ مفتی صاحب سے عرض کیا تو مفتی صاحب فرمانے لگے کہ مجھے معلوم تھا کہ حضرت نورانی صاحب دیگر علماء کی موجودگی میں مجھے امامت کیلئے مجبور فرمائیں گے میں اپنے آپکو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا اس لئے چلا گیا۔ عید کے موقعہ پر جب لوگ آپ سے ملنے کیلئے آتے تو آپ فرداً فرداً سب سے کھڑے ہو کر ملتے ۔ اور معانقہ فرماتے ۔ آپ علیہ الرحمۃ مدرسہ، مسجد، لائبریری کی صفائی ستھرائی پر خصوصی توجہ دیتے ۔ ایک مرتبہ نماز عصر کی ادائیگی کیلئے مسجد میں داخل ہوئے تو فرش پر اور دیواروں پر آپ کو گرد و غبار پڑی ہوئی نظر آئی آپ نے فوراً اپنے کاندھے سے چادر اتاری اور گرد و غبار کو جھاڑنا شروع کر دیا۔

محتاج لوگوں کے اعانت

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا نہ اسکی مدد چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالی اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم دور کرتا ہے اللہ تعالی اس سے قیامت کے غم کو دور کرے گا۔ جو شخص کسی کے عیبوں

پر پردہ ڈالتا ہے۔اللہ تعالی اس کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔" (متفق علیہ)۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ اس حدیث مبارکہ کے صحیح معنوں میں مصداق تھے۔آپ انتہائی غریب پرور تھے کئی اشخاص کی کفالت فرمایا کرتے تھے۔جنکا اس دنیا میں اللہ کے سوا کوئی سہارا نہیں ہوتا تھا غریب اور مسافر طلبہ جن کے پاس آنے جانے کے سفری اخراجات نہیں ہوتے تھے حضرت مفتی صاحب اپنی جیب سے ان کی اعانت فرماتے تھے۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں کئی درویش ایسے تھے جن کی کفالت آپ فرماتے تھے عیدین کے موقعہ پر کئی لوگوں کیلئے کپڑوں کا انتظام فرماتے تھے۔اس سلسلہ کو ہنوز آپ کے صاحبزادگان نے جاری رکھا ہوا ہے۔حضرت مفتی محمد جان نعیمی اور آپکے برادرِ اصغر مفتی محمد نذیر جان نعیمی بھی کئی فقراء اور محتاج لوگوں کی اعانت کرتے ہیں۔

بے زبانوں سے محبت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی چڑیا یا جانور کو ناحق مار ڈالے تو اللہ تعالی اس کے مارنے کے بارے میں سوال کرے گا۔

قصوا اونٹی اور یعفور دراز گوش کا آپ ﷺ کے فراق میں رونا، دیوانگی کے عالم میں اپنی جانیں قربان کردینا۔احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

چشم فلک نے ان مناظر کا بھی ملاحظہ کیا اور کئی علماء نے اس کی تصدیق فرمائی کہ آپ کی وہ گائے جس کا آپ دودھ دھویا کرتے تھے آپکے وصال پر اس کی آنکھوں سے آنسوں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں، کھانا پینا بند کردیا اور بیمار ہوگئی، چند دن کے بعد جاں بحق ہوگئی۔آج بھی

آپ کے لخت جگر حضرت مفتی محمد جان نعیمی کے ایک کمرہ میں ایک بلی ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔

راقم کے استفسار پر مفتی صاحب نے بتایا کہ یہ سلسلہ قبلہ والدِ گرامی کے دور سے شروع ہے جب ایک بلی مرجاتی ہے تو دوسری بلی آجاتی ہے، جب اسے حاجت کی ضرورت ہوتی ہے تو باہر چلی جاتی ہے اس نے کبھی بھی کمرہ میں غلاظت نہیں کی۔ راقم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ جتنی دیر تک مفتی صاحب اسباق پڑھاتے ہیں یا کمرہ میں موجود ہوتے ہیں یہ بلی کمرہ میں موجود ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب پیدل سفر فرمارہے تھے کہ راستے میں چیونٹیاں قطار در قطار آگئیں کافی دیر تک انتظار فرماتے رہے۔ لیکن چیونٹیوں کا آنا جانا تسلسل کے ساتھ جاری رہا تو آپ نے راستہ تبدیل فرمالیا اور دوسرا راستہ اختیار فرمایا جو جائے منزل تک پہنچنے میں نسبتاً طویل تھا، فرمانے لگے یہ چیونٹیاں جاندار بھی ہیں اور بے زبان بھی اگر یہ ناحق ہمارے پاؤں تلے روندھی جاتیں تو روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کا جواب دینا پڑتا۔

آپکے معاملات شب و روز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہوکر دو رکعت پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (رواہ مسلم)

طبرانی کی روایت عمار بن یاسر سے مروی ہے جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں صلوۃ اوابین پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ

کرذکرخدا کرتا ہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعت پڑھے تو اسے پورے حج وعمرے کا ثواب ملے گا (رواہ ترمذی)۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ جنت میں اسکے لئے سونے کا محل بنائے گا۔ (ابن ماجۃ)

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے اس وقت ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدا ہوئیں تھیں وہ لوگ کھڑے ہونگے اور جنت میں بغیر حساب داخل ہونگے پھراور لوگوں کیلئے حساب ہوگا۔ (رواہ بیہقی)۔

یادرہے کہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) ان تمام احادیث کے مصداق تھے۔آپ ہمیشہ باوضو رہتے تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نماز اشراق نماز چاشت صلوۃ اوابین نماز تہجد ہمیشگی سے ادافرماتے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "**والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً**"

حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) واقعتاًدن کے غازی اور رات کے نمازی تھے، حضرت مفتی صاحب نماز فجر کے بعد تلاوتِ قرآن کریم، دلائل الخیرات حرب البحراور دیگراوراد ووظائف پڑھنے کے بعد نماز اشراق ادافرماتے اسکے بعد مسند تدریس پرتشریف فرماہوتے، دوران تدریس نماز چاشت کا وقفہ فرماتے۔ بقول مفتی قاضی محمد احمد نعیمی کہ آپ کے درس حدیث میں رقت قلبی پیدا ہوجاتی، دورانِ درسِ حدیث خوشبو لگاتے اور بڑے وقار وادب کے ساتھ احادیث کی تشریح فرماتے جاتے۔ جب احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا نام آتا تو آپکی آنکھوں سے آنسوں کی لڑیاں بہہ رہی ہوتیں آپکی شخصیت پروقار اور آپکے چہرے سے رعب ولایت نظر آتا تھا۔

12:30 بجے تک تدریس میں مصروف رہتے، اس کے بعد آدھا گھنٹہ قیلولہ فرماتے نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد اگر کوئی سبق رہا ہوتا تو اس کی تکمیل فرماتے پھر آپ مطالعہ میں مصروف ہوجاتے۔ نماز عصر کے بعد دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر کا ورد فرماتے اور آئے ہوئے مہمانان گرامی سے ملاقات فرماتے، نماز مغرب کے بعد اوابین کی ادائیگی فرماتے نوافل کے بعد جو طلبہ اسباق کا تکرار کر رہے ہوتے آپ چکر لگا کر رہنمائی فرماتے۔ نماز عشاء کے بعد رات کا ایک حصہ مطالعہ میں صرف فرماتے پھر آرام فرمانے کیلئے گھر تشریف لے جاتے ،رات 3:30 بجے نمازِ تہجد ادا فرماتے اور پھر مدرسے میں تشریف لے آتے اگر کوئی کتاب رہ جاتی تو اس کا مطالعہ فرماتے ورنہ مراقبہ فرماتے، اذان فجر خود دیتے پھر طلباء کو نماز فجر کے لیے اُٹھاتے، بقول مفتی قاضی محمد احمد نعیمی کے حضرت استاذ محترم نے عدیم الفرصتی کے باوجود عبادت اور ذکر و اذکار اور کتب کے مطالعہ میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی۔

ساداتِ کرام کا احترام

جانشینِ مصطفیٰ خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا **"ارقبوا محمداً ﷺ فی اهل بيته "** یعنی حضور علیہ السلام کی تعظیم و توقیر انکے اہل بیت میں کرو آپکے اہل بیت سے محبت جزو ایمان ہے۔ اکابرین امت سادات کرام سے عقیدت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔

حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی سادات کرام کا حد درجہ احترام فرماتے تھے کہ سید صاحب کے کپڑے دھودو اگر کوئی طالبعلم کسی سید صاحب سے مشترکہ امور کے کسی کام کے متعلق کہتا۔

آپ انہیں سختی سے منع فرماتے۔ اگر کوئی سیدزادے مدرسے میں تشریف لاتے تو آپ احتراماً کھڑے ہوجاتے کوشش فرماتے کہ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا جائے۔ اپنی جائے مسند پر اپنے پاس سادات کرام کو بٹھاتے۔ آپکا یہی عمل اپنے تلامذہ کے ساتھ بھی تھا۔

حضرت مولانا محمد حسن قادری صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقیر تو سیدزادوں کا خادم اور غلام ہے یہ دارالعلوم یہ علم یہ سب کچھ سادات کرام کی میراث ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور انکے اہل بیت کی توقیر ہی میری نجات اخروی کا ذریعہ ہوگی۔

بقول مولانا سید محمد ہاشم شاہ نعیمی کے کہ ہم کافیہ کی عبارت پڑھ رہے تھے۔ عبارت میں مجھ سے غلطی ہوگئی آپ سخت ناراض ہوئے چہرہ جلال کی وجہ سے سرخ ہوگیا۔ جب چھٹی ہوئی تو مجھے بلایا اور فرمایا تم آل رسول ہو۔ دوران سبق جو غصہ میں نے تم پر کیا تھا مجھے معاف فرمادینا وہ ازراہ اصلاح تھا۔

ایک مرتبہ ایک سید صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے راستے میں ایکسیڈنٹ کی وجہ سے خون آلودہ ہوگئے۔ جب سید صاحب ادارے میں تشریف لائے تو آپ نے لڑکوں کو حکم دیا کہ سید صاحب کے کپڑے فی الفور دھو دیئے جائیں اپنا کرتہ سید صاحب کو پہننے کے لئے دیا۔ گھر سے گھی اور کھانا منگوا کر سید صاحب کی خاطر خدمت فرمائی۔

سادات کرام جو باشرع نہیں ہوتے تھے ان کا بھی احترام فرماتے تھے۔ ان کا کھڑے ہوکر ادب واحترام سے استقبال فرماتے تھے۔ انکی خاطر تواضع غیر معمولی فرماتے تھے، جاتے وقت نذرانہ بھی دیتے تھے۔ مولانا احمد کمہار نعیمی صاحب بتاتے ہیں کہ ہم مشکوۃ شریف کا درس لے رہے تھے، شفاعت کا بیان چل رہا تھا۔ تو آپ نے ہمارے ساتھی سید یوسف شاہ نعیمی سے

فرمایا کہ شاہ صاحب قیامت کے دن میری شفاعت کرو گے یا نہیں؟ شاہ صاحب بطورِ طالب علم ادباً احتراماً چپ رہے۔ آپ نے کتاب بند کردی اور فرمایا کہ سبق آگے نہیں چلے گا۔ جب تک شفاعت کا وعدہ نہیں کرو گے بالآخر شاہ جی نے وعدہ کیا۔ تب باقی طلباء نے عرض کی کہ قبلہ ہماری شفاعت پھر آپ کرنا۔ فرمایا ہاں میں تمہاری شفاعت کروں گا۔

سید اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی (ضلع اٹک) جو کہ آپ علیہ الرحمۃ کے اولیں شاگردوں میں سے ہیں تحریر کرتے ہیں کہ میں جب حضرت کے پاس دارالعلوم میں پہلی بار حاضر ہوا میں نے آپ کے دست اقدس کو چوما تو آپ نے میرے ہاتھ چوم لیئے۔ بعد میں میں نے اپنا نام بتایا تو اس نسبت سے مجھے بڑی تکریم سے نوازا اور فرمایا کہ سادات کی تعظیم و تکریم سے رسول پاک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

حضور سید المرسلین کا ادب واحترام اس قدر کہ سادات کی تعظیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کرتے۔ ایک دفعہ میں لال مسجد (ملیر) میں عاشورہ محرم کے روز ذکر شہادت امام پاک کرر ہا تھا۔ اور حضور قبلہ مفتی صاحب بھی تشریف فرما تھے اختتام تقریر پر آپ نے میری سرزنش فرمائی کہ شاہ جی میں آپ سے ناراض ہوں۔

میں نے عرض کی حضور کیا کوئی واقعہ غلط بیان ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کا اسم پاک بے ادبی کے ساتھ لیا۔ اور اہل تشیع اور دوسرے گستاخوں کی طرح صرف حسین حسین کہتے رہے ہو۔ ساتھ حضرت امام اور علیہ السلام یا رضی اللہ تعالی عنہ کیوں نہیں کہا۔ میں نے کہا کہ حضور چند مرتبہ تو کہا مگر بار بار انکا اسم پاک لینے پر یہ الفاظ نہیں کہے کیونکہ تقریر طویل ہو جاتی ہے۔

یہ سننا تھا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور جلال میں آ گئے فرمایا انکا نام اگر ادب سے نہیں

لے سکتے تو تقریر کا کیا فائدہ آپ جلال میں آنے کے بعد سنت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے
۔اورنہایت تحمل اور بردباری سے پیش آتے میں نے معافی مانگی اور آئندہ محتاط رہنے کا وعدہ
کیا الحمدللہ کہ میں اس کے بعد سے آج تک اس وعدے پر قائم ہوں اوراحترام اولاد خاتون
جنت **سلام الله عليها وعلى ابيها وعلى زوجها وعلى ابناها** میرے ایمان کی بنیاد
ہے۔

میں نے اکثر دیکھا کہ جب کوئی سیدزادہ دارالعلوم میں تشریف لاتا تو آپ ان کی تعظیم
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے ادب واحترامِ وضع داری اور مہمان نوازی کوملحوظ خاطر رکھتے
۔آپ کو یقین تھا کہ اہل بیت کے احترام میں خوشنودی رسول ﷺ مضمر ہے یہ ہی وجہ ہے کہ
اللہ پاک نے آپ کو غیبی خزانوں سے مالامال کردیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

''اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن
نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی اولاد ماں باپ اوردنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ
ہو جاؤں'' (بخاری شریف)

اہل تصوف، تصوف کا ایک معنی یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کے دیدار کے لئے
تڑپنے اور بے قراررہنے کے عالم میں آرام وراحت محسوس کرنا تصوف کہلاتا ہے۔ عشق مصطفیٰ
کیا ہے؟اقبال نے اس کی خوب ترجمانی کی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

عشق مصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ اس کائنات ارض وسماء کی سب سے بڑی دولت ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی رگ وپے میں آپ علیہ وسلم ﷺ کا عشق موجزن تھا۔ آپ سراپا عشق مصطفیٰ تھے آپ علیہ وسلم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور آپ علیہ وسلم ﷺ کے فضائل ومناقب کا تذکرہ کرتے تو آپ کی آنکھیں نم ہو جاتیں جو بھی آپ کی محفل میں آتا اپنے دل ودماغ کو عشق مصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ کے نور سے منور کر لیتا گستاخ رسول علیہ وسلم ﷺ سے بے انتہا نفرت تھی۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ منع فرماتے اس مسئلے میں آپ کسی کا لحاظ نہ فرماتے تمام رشتوں سے اوّلیت عشقِ مصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ کو دیتے۔ جن احادیث میں آپ کے رخ زیبا کا تذکرہ ہوتا اسے بار بار دھراتے خود بھی اس کی تشریح بیان فرماتے مختلف طالبعلموں سے فرماتے کہ آپ بھی اس کی تشریح اپنے اپنے انداز میں کریں مثنوی شریف کے مختلف اشعار موقع محل کی مناسبت سے آپ کی زبان پر جاری وساری ہوتے کبھی کبھی عالم وجد میں آ کر مثنوی شریف کے اشعار خود بھی پڑھتے اور تلامذہ سے بھی پڑھاتے اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کی مشہور زمانہ نعت:

زمین وزماں تمہارے لئے   مکین ومکاں تمہارے لئے

بڑے شوق سے سماعت فرماتے۔ مولانا حسن رضا بریلوی کی لکھی ہوئی وجدانی نعت:

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو   پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اس نعت مصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ کے بہت شیدائی تھے۔ تڑپتے دل اشک بار آنسوں سے اس نعت کو بار بار گنگناتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے شاگرد رشید سید بسم اللہ شاہ نعیمی صاحب نے جب یہ نعت پڑھی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا اگر اسلام میں ناچنا جائز ہوتا تو آج میں اس نعت رسول پاک علیہ وسلم ﷺ پہ ناچتا اور ہر روز دار العلوم کے درس وتدریس کا آغاز ذکر خدا تعالیٰ

اورذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا تمام طلباء آمنے سامنے دوقطاروں میں کھڑے ہوجاتے سیدنا امام شرف الدین بوصیریؒ کا قصیدہ بردہ شریف اور سیدنا امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کا سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" بارگاہ مصطفوی میں پیش کئے جاتے نذرانہء صلوٰۃ وسلام کے بعد آپ کی دعا بڑی پرسوز اور رقت آمیز ہوتی تھی۔

دعا کے آخر میں یہ شعر ضرور پڑھتے:

الٰہی خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
جو کچھ بھی ہیں مگر تیرے محبوب کی امت میں سے ہیں

سندھی شعراء خصوصاً صوفیاء سندھ کے جو اشعار جو آپ ﷺ کی مدح سرائی میں ہیں انہیں بڑے شوق سے سماعت فرماتے اسباق کے دوران جب نبی مکرم ﷺ کا اسم گرامی آتا تو خود بھی درود وسلام پڑھتے اور طلباء کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ ﷺ کے فضائل وخصائل اور اوصاف حمیدہ کا جہاں تذکرہ آتا تو طلباء کو نصیحت فرماتے یہ عبارت، یہ صفحہ، اور حدیث کا باب نوٹ کرلو دعویٰ کے ساتھ فرماتے کہ اے مخالفین! ہم تحدیث نعمت کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ کسی بریلوی عالم دین نے نہیں لکھا یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ جیسے عظیم محدثین نے نقل فرمائی ہیں اب آپ اس کا کیا جواب دیں گے۔ فضائل ومناقب والی احادیث پڑھ کر آپ اتنا خوش ہوتے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر نمودار ہوتے۔

بقول مفتی شفاعت رسول نعیمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ جب ہم دورہ حدیث پڑھ رہے تھے تب ایک مولوی صاحب جس کا نام مولوی روح البیان تھا اس کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے تھا یہ جامع مسجد طیبہ ملیر آسو گوٹھ کے خطیب وامام تھے۔ روزانہ درس حدیث میں ہمارے ساتھ آکر بیٹھ جاتے تھے ایک دن میں نے اسے کہا کہ تم تو دیوبندی ہو یہاں کیوں آتے

ہو؟ کہنے لگے تمہارے استاذ صاحب بخاری شریف حضور کے عشق ومحبت میں سرشار ہوکر پڑھاتے ہیں جس وجہ سے میری روح کو تسکین نصیب ہوتی ہے ہمارے علماء فقط بخاری شریف کے مسائل ومذاہب پر بحث کرتے ہیں لیکن تمہارے استاذ صاحب مسائل ومذاہب کے ساتھ ساتھ عشق ومحبت کا بھی درس دیتے ہیں۔ آپ واقعتاً فنافی الرسول علیہ وسلم اللہ تھے۔

اساتذہ کا احترام

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا خوب فرمایا کہ ’’جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا وہ میرا استاذ آقا کہلایا‘‘ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی بھی اسی جذبہء صادق سے سرشار تھے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا اللہ بخش سندھی، حضرت مولانا حافظ محمد بخش جھلمی، مولانا محمد عثمان مکرانی کا نام نمایاں ہے۔

حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے زیرِ سایہ جامعہ مخزن عربیہ بحر العلوم آرام باغ کراچی میں آپ نے دورہ حدیث شریف کیا۔ آپ کے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی امام شاہ احمد نورانی کے والد ماجد شیخ طریقت سفیر اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی دعوت پر کراچی تشریف لائے۔

1951ء میں کراچی میں دار العلوم مخزن عربیہ بحر العلوم قائم فرمایا اگر یہ کہا جائے تو درست ہوگا دار العلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کراچی، دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی اور اس کی شاخیں مخزن عربیہ دار العلوم کا ہی تسلسل ہیں۔ حضرت تاج العلماء قیام پاکستان سے قبل تحریک پاکستان کے اولین مجاہدین میں شامل رہے۔ آپ کا تحریک پاکستان میں نمایاں کردار رہا جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی کے شاگرد رشید تھے آپ نے مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں تعلیم حاصل کی ۔ آپ کی دستار فضیلت کی تقریب میں امام اہلسنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی ودیگر مقتدر علماء نے شرکت فرمائی اپنی قابلیت کی بنا پر جامعہ نعیمیہ مراد آبادی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے دقیق سے دقیق مسائل ایک لمحہ میں حل فرما دیتے تھے۔

ماہ نامہ السواد الاعظم میں تحریکی اور بیداری امت پر مشتمل مضامین کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ پر مبنی مضامین لکھا کرتے تھے۔ امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ذات مبارکہ پر جو من گھڑت الزامات لگتے ان کا معقول اور منطقی دلائل سے جواب دیتے۔ اعلی حضرت کے ترجمہ کنز الایمان کی پہلی بار اشاعت بھی آپ نے فرمائی اس کے بعد کنز الایمان شریف کے حاشیہ خزائن العرفان کی اشاعت کا اہتمام بھی آپ نے فرمایا۔

آپ کی زندہ کرامت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی ، جمیل العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی اور حضرت مفتی اطہر نعیمی کی صورت میں ملک وملت کو میسر ہیں۔

ایک مرتبہ دوران تدریس حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ نے بخاری شریف کے حاشیہ پر چند لکھے ہوئے قلمی حروف دیکھے تو بیحد مسرور ہوئے ۔ تحریر کو بوسہ دیا اور احتراماً چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا بعد میں طلباء کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ حاشیہ پر استاذ المحترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کی تحریر کردہ حروف تھے انہوں نے میری یاد ماضی تازہ کر دی یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

آپکے طالبعلمی کے دور میں جب آپ اپنے استاذ کی جوتیاں سیدھی فرماتے تو بعض طالب علم آپ کے اس عمل پر تمسخر اڑاتے ۔ آپ جواباً فرماتے کہ مجھے جو مقام و مرتبہ ملا ہے

یا مستقبل میں اللہ سے ملنے کی توقع ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اسی عمل سے ملے گا۔

توقیر اہل علم

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی مجددی (شہیدؒ) خلوت پسند تھے۔ تنہائی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے ہم عصر علماء کرام سے رابطے میں رہتے تھے بڑے خلیق ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ علماء کرام کے ساتھ بڑے تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے حضرات علماء کرام ومشائخ عظام کا بڑا احترام فرمایا کرتے تھے ان کے لئے اپنی چادر بچھایا کرتے تھے۔ جلسہ دستار فضیلت یا دارالعلوم کی دیگر تقاریب میں مہمان حضرات کے انتظام وانصرام اور سفری انتظامات کا مکمل بندوبست فرماتے تھے۔

ہم عصر علماء کرام میں سے قائد اہلسنّت حضرت امام الشاہ احمد نورانی، شہزادہ اعلیٰحضرت حضرت مفتی اختر رضا خاں بریلوی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت سید شجاعت علی قادری، حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی، حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، حافظ محمد اظہر نعیمی، حضرت مفتی عبدالسبحان قادری، مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی، جمیل العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی، حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عثمان بلوچ، حضرت علامہ مولانا محمد قاسم (گڑھی یاسین شکارپو، حضرت علامہ قاضی محمد یوسف میمن، حضرت علامہ مفتی محمد صالح بھٹو (لاڑکانہ)، حضرت علامہ مفتی کریم بخش مگسی (میہڑ) حضرت علامہ مفتی غلام قادر کشمیری، حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین، حضرت علامہ مولانا استاذ علی محمد خاصخیلی (میمن گوٹھ) مشائخ عظام میں پیر طریقت پیر محمد عبداللہ جان سونگی، حضرت پیر طریقت پیر سیّد عبدالخالق شاہ، حضرت شاہ آغا مجددی، حضرت آغا ہاشم جان مجددی، حضرت پیر غلام مجدد

سرہندی، حضرت پیر حزب اللہ جان سرہندی، شیخ طریقت خواجہ محمد اشرف (ویہڑ شریف) شیخ طریقت پیر ابراہیم جان سرہندی، حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی، شیخ طریقت قاری محمد مصلح الدین صدیقی، شیخ طریقت الحاج الٰہی بخش میندرہ، شیخ طریقت سید یار محمد شاہ، حضرت مولانا حاجی محمد ادریس ڈاھری، حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری، حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب (کیماڑی) حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صدیقی (ٹھٹھوی) حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن (ٹھٹھوی) حضرت علامہ مولانا شاہ تراب الحق قادری، حضرت مولانا غلام یاسین رضوی، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی، حضرت الحاج قاضی دوست محمد صدیقی سے رابطہ میں رہتے اور ان حضرات کا دارالعلوم میں وقتاً فوقتاً آنا جانا رہتا۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی روحانی نسبت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تھی۔آپ کے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کی علمی نسبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے تھی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ ان دونوں نسبتوں کے امین تھے۔اور توازن کے ساتھ ان دونوں نسبتوں کو ساتھ ساتھ لیکر چل رہے تھے۔ہم نے بعض نامور مشائخ عظام کو دیکھا کہ وہ ان دونسبتوں کے درمیان توازن نہ رکھ سکے۔بعض حضرات نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کو آمنے سامنے لانے کی لاحاصل سعی بھی کی۔

اگر تعصب کی آنکھ کے بجائے محبت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ان دونوں عظیم المرتب شخصیات کے افکار ونظریات میں کافی حدتک مطابقت پائی جاتی تھی۔لائق صد تحسین مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ پر کہ وہ ان دونوں نسبتوں کو ساتھ ساتھ لیکر چلتے رہے۔اور آج آپکے لخت جگر حضرت مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ اسی فکر کو آگے لے کر جارہے ہیں۔حضرت مفتی اختر رضا جب بھی (سعود آباد) تشریف لاتے مفتی

صاحب قبلہ بنفس نفیس ان سے شرف ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔

1970ء میں جب تشریف لائے اس موقعہ پر دارالعلوم ہذا میں عظیم الشان جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد کی صدارت فرمائی اس وقت جلسے کے مہمان خصوصی حضرت قبلہ آغا محمد ہاشم جان سرہندی تھے۔ اسے حسن اتفاق کہیے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور اعلی حضرت فاضل بریلوی کی اولاد اکٹھی اسٹیج پر براجمان تھی یہ کتنا حسین منظر ہوگا اور کتنی حسین ہونگی وہ آنکھیں جنہوں نے ان مناظر کا ملاحظہ کیا ہوگا۔ دوسری بار شہزادہ اعلی حضرت مفتی اختر رضا خان ماہ فروری 1983ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ تشریف لائے لیکن اب کی بار حضرت مفتی اعظم کے مزار پرانوار پر فاتحہ خوانی فرمائی اور دارالعلوم کے طلباء کو دورہ حدیث کے افتتاح کے موقع پر پڑھایا حصول برکت کے لئے آپ نے حضرت مفتی صاحب کا کتب خانہ ملاحظہ فرمایا دینی کتب کا مزید قلمی خزانہ دیکھ بیحد مسرت فرمائی لیکن افسوس کہ مفتی اختر رضا خان کے میزبان داغ مفارقت دے گئے تھے۔

شعبان المعظم کی تعطیلات کے موقع پر سندھ کے تبلیغی دورے پر جانے سے پہلے آپ دو تین تقاریب ایسی ضرور کرواتے جس میں خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کو بلواتے اور ان کے مواعظ حسنہ جو عشق و محبت سے لبریز ہوتے تھے، ان کی سماعت فرماتے، آپ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے وعظ کو بہت پسند فرماتے تھے، یہ محبت دو طرفہ ہوتی تھی ۔مولانا اوکاڑوی بھی دارالعلوم میں وقتاً فوقتاً بغیر اطلاع دیئے تشریف لے آتے تھے، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کراچی شہر میں عقائد وافکارِ اہلسنّت، بریلوی مسلک کو تقویت امام شاہ احمد نورانیؒ اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے دی، ان شخصیات سے پہلے کراچی میں مشہور دیوبندی عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی کے زور خطابت کا غلغلہ رہا۔

ہمارے بھولے بھالے سنی حضرات مولانا احتشام الحق تھانوی سے مساجد کا افتتاح کرواتے تھے اور وعظ کی محفلوں میں خصوصی بیان مولانا احتشام الحق تھانوی کا ہوا کرتا تھا، ان دونوں شخصیات نے مذہبی اور سیاسی دونوں محاذوں پر شریک مخالف کو شکست فاش دی۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ کئی دیوبندی علماء اپنی نجی محافل میں کہا کرتے تھے کہ کراچی میں ان دو حضرات نے بدعات کا بیج بویا ہے۔ جب کہ حقیقتاً ان دو حضرات نے شہر کراچی کو درود و سلام کی معطر فضاؤں سے منور کیا ہے۔

دوسری طرف علمی اثاثہ کی حفاظت کا معاملہ درپیش تھا۔ اس اثاثہ کی حفاظت حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ)، حضرت سید شجاعت علی قادری، مفتی ظفر علی نعمانی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مفتی محمد وقار الدین، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا قاری مصلح الدین صدیقی، مفتی عبدالسبحان قادری، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی جیسے زعمائے ملت نے فرمائی۔ تذکرہ ہو رہا تھا حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے اہل علم سے تعلق کا بات سے بات نکل گئی حضرت جسٹس سید شجاعت علی قادری کا علمی مسائل کے سلسلے میں مفتی صاحب قبلہ سے اور مفتی صاحب قبلہ سید صاحب سے ہمہ وقت رابطے میں رہتے تھے۔

حضرت جسٹس سید شجاعت علی قادری علمی وادبی حلقوں میں جانا پہچانا نام تھا آپ نے دینی تعلیم غزالی زماں رازی دوراں السید احمد سعید کاظمی سے حاصل کی تھی۔ جدید تعلیم سے بھی آشنا تھے انتہائی شائستہ اور عام فہم گفتگو فرماتے تھے سننے والا آپ کی گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور مدتوں اس گفتگو کی چاشنی محسوس کرتا تھا۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے مہتمم ہونے کے ساتھ جامعہ کراچی کے بھی عہدیدار تھے، کئی ایک سرکاری عہدوں پر بھی متمکن رہے۔

بقول جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی حضرت امام شاہ احمد نورانی کی مشاورت اور کوششوں سے وفاقی شرعی عدالت کے جج بنے کئی کتابوں کے مصنف اور مترجم بھی تھے۔ چند سال قبل بیرون ملک مطالعاتی، دعوتی اور تبلیغی دورے کے دوران آپ کا ہارٹ اٹیک ہوا اور داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

حضرت مفتی منیب الرحمان کے انداز تدریس و انداز گفتگو میں سید صاحب کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔

حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی سے بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کا نہ ٹوٹنے والا تعلق ہمیشہ قائم رہا۔ حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی اہل سنت کی جیتی جاگتی تاریخ ہیں آپ کا اہل سنت کی تاریخ پر جتنا گہرا مطالعہ ہے شاید ہی اس وقت اتنی تاریخ کسی اور کے پاس محفوظ ہو، اکابرین کی نشانی عشق نبوی ﷺ سے سرشار جمعیت علمائے پاکستان و جماعت اہلسنت کے اولین محرکین میں آپ کا نام نمایاں ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کے در و دیواروں میں سیدی، مرشدی کے نعرے کی گونج پیدا کرنے والے نوجوان آپ ہی کے تربیت یافتہ ہیں اور آپ کو انجمن طلبائے اسلام کے بانی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

راقم نے آپ کی حیات و خدمات پر دو جلدوں پر محیط "حیات جمیل مع افکار جمیل" لکھ کر آپ کی خدمت جلیلہ کو اکھٹا کرنے کی طالب علمانہ کوشش کی ہے۔ حضرت مفتی اعظم سندھ کا جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی سے جو تعلق تھا وہ استاد بھائی ہونے کے ناطے سے تھا۔ علامہ جمیل احمد نعیمی مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی خدمات جلیلہ کے معترف ہیں۔

مفتی صاحب قبلہ کے لخت جگر نور نظر حضرت مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ نے اپنے والد کے اس تعلق کو اب تک قائم و دائم رکھا ہوا ہے۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی ہراہم تقریب میں جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضرور شرکت فرماتے ہیں۔ حافظ محمد اظہر نعیمی جن کا گذشتہ سال وصال ہوا تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے فرزندِ دلبند تھے کئی سال جامع مسجد نعیمی متصل دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا میں قرآن مجید سناتے تھے آپ سے بھی مفتی صاحب قبلہ نے استاذزادہ ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ خلوص ومحبت کے تعلق کو قائم ودائم رکھا۔

حضرت کے دوسرے صاحبزادے مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی اہلسنت کے بزرگ عالم دین ہیں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی دستارِ فضیلت میں صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی نے شرکت فرمائی۔

قائداہلسنّت امام الشاہ احمد نورانیؒ کی کوششوں کے نتیجے میں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر اور رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ تاریخی جامع مسجد آرام باغ کراچی میں عرصہ ۳۵ سال سے خطابت کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ الشفاء شریف، معارج النبوۃ اور دلائل الخیرات کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے۔ اس وقت جامعہ کراچی کے عہدیدار ہیں، حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے معترف ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی استاذزادہ ہونے کی حیثیت سے مفتی محمد اطہر نعیمی کا احترام فرمایا کرتے تھے۔ اب اس تعلق کو مفتی صاحب کے بااخلاق وصالح فرزند مفتی محمد جان نعیمی بڑے احسن طریقے سے نبھارہے ہیں تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران اور مختلف علمی مسائل میں مفتی صاحب کا ایک تعلق حضرت مفتی عبدالسبحان قادری سے بھی قائم رہا۔ مفتی عبدالسبحان قادری ایسے خاندان کے چشم وچراغ تھے جو کئی عرصے سے دین متین کے جذبے سے سرشار چلا آرہا ہے۔

مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل قادری کے لختِ جگر تھے۔ صوبہ سرحد میں مردان کے

مقام پر ایک ادارے کی سرپرستی بڑے احسن طریقے سے فرماتے تھے۔ کراچی میں بھی کئی مدارس کی سرپرستی فرماتے تھے۔ صوبہ سرحد میں یارسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرنا واقعتاً ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن اس کے باوجود اس خاندان کے نفوس اور ان کے تلامذہ نے یہ فریضہ باحسن وخوبی انجام دیا۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ اور مفتی محمد عبدالسبحان قادری جلوسوں کی مشترکہ طور پر قیادت فرماتے تھے۔ مفتی صاحب قبلہ کے ایک فتوے کی آپ کے والد ماجد مفتی شائستہ گل قادری نے بڑی تحسین فرمائی۔

اس وقت آپ کے صاجزادے مفتی محمد عبدالعلیم قادری جو کہ تلمیذ رشید ہیں حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی کی قیادت میں مرکزی جماعت اہلسنت کراچی کے امیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ہر سال بڑی شان وشوکت کے ساتھ عرس اعلی حضرت منایا جاتا ہے مفتی اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی ہمیشگی کے ساتھ عرسِ اعلحضرت میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ مذہبی معاملات میں بھی علامہ ازہری، علامہ مفتی وقارالدین، علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری، علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی، علامہ مفتی محمد حسن حقانیؒ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے۔ شیخ الحدیث علامہ مصطفیٰ الازہری ممتاز علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے سیکڑوں علماء کرام کے استاذ ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ ممبر قومی اسمبلی ہونے کے باوجود بس پر سفر فرماتے تھے۔ قومی اسمبلی کے فلور پر جب مولانا کوثر نیازی نے کہا تھا کہ علماء مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہیں۔

آپ نے ہی مولانا کوثر نیازی کا چیلنج قبول فرمایا تھا۔ بعد میں امام الشاہ احمد نورانیؒ کی قیادت میں مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کی گئی تھی۔ بعض غلط مشیروں کی مشاورت پر ضیاء الحق کی

مجلس شوری میں چلے گئے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں حضرت قائد اہلسنّت سے گلے شکوے دور کر لئے تھے۔ اور حضرت کے سامنے آپ نے یہ اعتراف کر لیا تھا کہ ضیاء الحق کی مجلس شوری میں داخل ہونا ہماری غلطی تھی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ یا مولانا فضل الرحمٰن مدنی پڑھائیں۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ اور شیخ الحدیث عبدالمصطفیٰ ازہری میں یہ قدرِ مشترک تھی کہ دونوں سادگی کا حسین امتزاج تھے۔

یاد رہے کہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی نماز جنازہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری نے ہی پڑھائی تھی۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبداللہ نعیمی کا مفتی وقارالدین سے ایک قریبی تعلق تھا۔ فتوی جات کے سلسلے میں دونوں حضرات اکثر و بیشتر تبادلہ خیال فرماتے تھے۔ حضرت مفتی وقارالدین صدرالشریعۃ مولانا امجد علی کے تلمیذ رشید تھے۔ اہلسنت بزرگ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مستند شخصیت کے حامل تھے۔

حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ الاعظمی دامت برکاتہم العالیہ نے صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمیؒ کی وصیت کے مطابق بہار شریعت کا آخری حصہ مکمل کروانے کے لئے جو بورڈ تشکیل دیا تھا اس میں آپ کا نام نمایاں تھا۔ مولانا محمد شعیب قادری نے آپ کا عظیم علمی ذخیرہ جو آپ نے فتاویٰ جات کی صورت میں باقی چھوڑا تھا۔ اسے یکجا کر کے تین جلدوں میں بنام فتاویٰ وقاریہ منظر عام پر لانے کا شرف حاصل کیا ہے۔ مولانا موصوف حضرت کے دیگر ورثہ کو کتابی شکل میں لانے پر مصروف عمل ہیں۔

مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ دینی مسائل کے سلسلہ میں اکثر و بیشتر حضرت مفتی محمد ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رابطہ میں رہتے۔ مفتی ظفر علی نعمانی عرصہ دراز تک دارالعلوم امجدیہ مفتی کے منصب پر فائز رہے علوم عقلیہ اور نقلیہ پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ جماعت اہلسنت

وجمعیت علمائے پاکستان کے دست وبازو بنے رہے، جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے سینیٹ کے انتخابات کے لئے آپ کے نام کا چناؤ کیا گیا۔ اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے، ابھی چند سال قبل آپ کا وصال ہوا ہے۔

اس وقت دارالعلوم امجدیہ کا انتظام آپ کے لخت جگر صاحبزادہ ریحان امجدی کے ہاتھوں میں ہے شہر کراچی کی اہم مذہبی تقاریب میں صاحبزادہ ریحان امجدی علمائے اہلسنت کے شانہ بشانہ چلتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے باصلاحیت فرزند حضرت مفتی محمد جان نعیمی کا صاحبزادہ ریحان امجدی سے ایک قریبی تعلق ہے۔

کراچی کے علمائے اہلسنّت میں سے علامہ حقانی کا نام نمایاں ہے ابھی چند ماہ قبل راقم نے حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی شخصیت پر نظر ڈالنے کے لئے علامہ حقانی سے عرض کیا تو علامہ حقانی ایک لمبی آہ بھرنے کے بعد کہا کہ اگر سچ پوچھتے ہو تو مجھے اب بھی مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی موت کا یقین نہیں آرہا مجھے لگ رہا ہے کہ ایک گدڑی پوش فقیر نظریں جھکائے دارالعلوم امجدیہ میں مفتی ظفر علی نعمانی یا علامہ عبدالمصطفی ازہری کے سامنے تشریف فرما ہوگا، علامہ حقانی کا مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کے ساتھ ایک گہرا تعلق تھا۔ علامہ حقانی بذات خود بارعب دبدبہ اور جلال والی شخصیت تھی۔ ڈاکٹر سرفراز علی نعیمی شہیدؒ کی طرح علامہ حقانی بھی ممبر اسمبلی ہونے کے باوجود ایک عام سی موٹر سائیکل پر سفر فرماتے تھے۔ جب حقانی صاحب کی موٹر سائیکل دارالعلوم امجدیہ کے مین گیٹ پر پہنچتی تھی۔ تو طلباء میں تھرتھرلی مچ جاتی تھی، مشائخ عظام میں سے جن مشائخ سے آپ کا قریبی تعلق تھا ان میں سے حضرت پیر طریقت خواجہ محمد اشرف جان ویہڑائی، حضرت خواجہ عبداللہ جان سونگی، حضرت خواجہ عبدالخالق شاہ قادری، پیر طریقت آغا عبداللہ جان مجددی، پیر طریقت آغا ھاشم جان مجددی، پیر طریقت آغا عبدالکریم جان مجددی، پیر طریقت

پیر ابراہیم جان سرہندی کے نام نمایاں ہیں۔ مذکورہ شخصیات علمی وروحانی باطنی انوار وتجلیات کے مظہر تھے اور باکرامت ولی تھے۔ اور عالم دین بھی تھے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فرزند عزیز مفتی محمد جان نعیمی آج بھی دارالعلوم کے جلسہ دستار فضیلت میں حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی کے نور نظر پیر طریقت پیر ایوب جان سرہندی کی صدارت اور آستانہ عالیہ ویہڑ شریف کے مسند نشین پیر طریقت فقیر محمد پیر آغا جان مجددی نعیمی کی سرپرستی رکھتے ہیں۔

دعا ہے رب جلیل سے کہ یہ تعلق اسی طرح قائم ودائم رہے۔ (آمین)

باب سوئم

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ)

کی

تدریسی، تصنیفی اور علمی خدمات

اسلام میں تعلیم کا آغاز

اسلام میں تعلیم کا آغاز اس کی پہلی ریاست کی باقاعدہ داغ بیل سے قبل ہی ہو گیا تھا۔ اسلام کی نظر میں تعلیم کی اہمیت کی یہ واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے دار الارقم کو اسلام کے مرکز کے طور پر استعمال کیا۔ اسلام کے اس پہلے مرکز میں اسلام کا پہلا مدرسہ بھی قائم ہوا۔ کوہ صفا کے دامن میں اس محفوظ مقام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین جمع ہوتے تھے اور اس وقت تک نازل ہونے والی آیات مبارکہ یاد کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے نماز کے احکام اور اسکا طریقہ سیکھتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز بھی ادا کرتے۔ ہادی اعظم کا کلام براہ راست سنتے اور آپ ﷺ سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

اسلام کا پہلا باقاعدہ مدرسہ اور مرکز تعلیم مسجد نبوی میں صفہ کے نام سے قائم ہوا۔ صفہ عربی میں چبوترے کو کہتے ہیں یہ ایک ہموار چبوترا تھا اس پر کھجور کے پتوں کا سائبان تھا یہاں بے آسرا اور دور دراز سے علم کی طلب میں آنے والے صحابہ کرام قیام کرتے تھے۔ انہیں قرآن کریم آپ ﷺ کے فرامین و احکامات اور لکھنے پڑھنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے مثلاً حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے لکھنے پڑھنے اور قرآن کریم کی تعلیم دینے پر معمور فرمایا تھا، حضور اکرم ﷺ خود انہیں تعلیم دیتے تھے، اس لحاظ سے یہ ایک اقامتی مدرسہ تھا۔

علم کی فضیلت

علم کا حصول تخلیق انسانی کا ایک اہم جز ہے۔یہی وہ جز ہے جس کی بناء پر انسان کو فرشتوں پر فضیلت عطا ہوئی ارشاد ربانی ہے کہ

''اے نبی وہ وقت یاد کیجئے جب آپؐ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔انہوں نے (فرشتوں) عرض کی کہ کیا آپ اس (زمین) میں ایسے شخص کو خلیفہ بنائیں گے جو اس میں فساد اور خون ریزی کریگا؟ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کرتے ہیں۔اللہ تعالی نے فرمایا کہ بیشک (ان اسرار کو) میں جانتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے اور اس (اللہ تعالی) نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام (چیزوں کے) نام سکھا دیئے پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کہ فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو تم مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ'' (سورۃ البقرۃ)۔

ان آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ علم انسان کے خمیر میں ڈال دیا گیا تھا۔اللہ تعالی نے ابتداء ہی سے وہ صلاحتیں ودیعت فرمائی تھیں جن کی بناء پر اس کو دائمی فضیلت اور دوسری تمام مخلوقات پر اس کی حاکمیت قائم ہوسکتی تھی۔علم کی اہمیت مزید واضح کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ''یہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے (سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں۔ان کو وہی سمجھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں'' (سورۃ العنکبوت)۔

اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر طرح کی خیر و بھلائی کی طرف وہی شخص لپکتا ہے اور اس کو قبول کرتا ہے۔جو علم و آگاہی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔جس کا ضمیر اپنے پروردگار کی عطا کردہ معرفت کی روشنی سے منور ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے کہ ''یہ ایک پیغام ہے جو تمام لوگوں کے لئے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو خبر دار کیا جائے، تا کہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالی تو بس ایک ہے۔اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں'' (سورۃ ابراہیم)۔

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ نصیحت فقط عقل والوں کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور اللہ تعالی کے اولین مخاطبین یہی لوگ ہیں۔اسلئے اسلام امت مسلمہ پر یہ فریضہ عائد کرتا ہے کہ وہ تعلیم یافتہ ہوں بلکہ ان میں خواندگی کا تناسب سب سے زیادہ ہو ناخواندہ حضرات کی تعداد کم سے کم ہو یوں بھی کسی تہذیب یافتہ، ترقی یافتہ اور مثالی ریاست کے لئے تعلیم ہر لحاظ سے ضروری ہے۔اس لئے ایک اسلامی معاشرے میں اس کی اہمیت کا دوچند ہونا ضروری ولازمی ہے۔

اسلام ہی وہ واحد نظام ہے جو ہر طرح کی فلاحی ومثالی ریاست کا عملی تصور پیش کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ جہالت بذات خود ایک اخلاقی کمزوری ہے جو انسان کو پستی اور تنزلی کا شکار کر دیتی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے حصول علم کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے'' (طبرانی)

اور دوسری روایت میں ارشاد فرمایا کہ ''مجھے علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے'' (المستدرک)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب علم ہوگا تو اسکو وہ بصیرت حاصل ہوگی جس سے وہ عبادت کی روح اور اسکے فوائد حقیقی کو سمجھ سکے گا۔اور پھر اسکو عبادت کا حقیقی لطف بھی حاصل ہوگا۔

ایک روایت میں خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قلیل علم کثیر عبادت سے

بہتر ہے" (مجمع الزوائد)۔

اس حدیث مبارکہ میں عبادت پر علم کو فضیلت اور سبب کی جانب ارشاد فرمایا ہے جو عبادت، جہالت کے ساتھ ہوگی اس میں گمراہی کا امکان ضرور ہے جبکہ علم کے بعد گمراہی کا خطرہ باقی نہیں رہتا اور ایک عالم دین کو شیطان دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جبکہ ایک ایسا شخص جو محض عابد ہے وہ شیطان کے لئے ترنوالہ ہوسکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ایک فقیہ ہزار عابدوں کے مقابلے میں شیطان پر بھاری ہے" (ترمذی شریف)۔

ایک حدیث مبارکہ میں نبی محتشم ﷺ نے عبادت کے مقابلے میں تاثیر علم کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی کہ "اے ابوذر غفاریؓ صبح ہوتے ہی تم اللہ تبارک وتعالی کی کتاب (قرآن مجید) سے ایک آیت سیکھ لو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ایک سو رکعتیں پڑھ لو۔ اور یہ کہ روزانہ تم علم کا ایک باب حاصل کرلو چاہے عمل کرو یا نہ کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک ہزار رکعتیں ادا کرو" (رکعات سے مراد نفلی عبادت ہے)۔ (ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت حاصل ہے اور ہر دو درجوں کے مابین تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی ستر سال کی مسافت ہے اس لئے شیطان لوگوں کے اندر بدعت رائج کرتا ہے۔ تو عالم اسے دیکھ لیتا ہے اور لوگوں کو اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ عبادت گزار اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہتا ہے اور اس بدعت کی طرف توجہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسکو اس امر سے واقفیت ہوتی ہے۔

علماء کو (صرف علم کی وجہ سے) اللہ تعالی کے ہاں جو مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ اس کا اندازہ حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالی علماء سے کہے گا جب وہ کرسی پر بندوں کے درمیان فیصلہ

کرنے بیٹھے گا میں نے تمہارے اندر اپنا علم وحلم اس لئے رکھا تھا کہ میں تمہاری خطاؤں کو معاف کرنا چاہتا تھا اوراس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے"(المعجم الکبیر)۔

اگر غور کیا جائے تو علم اور صاحبان علم کی فضیلت کے لئے یہی ایک حدیث کافی ہے۔

علوم اسلامیہ کے حصول میں اکابرین ملت کی جہد مسلسل اور مصائب آلام

علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں مدارس اسلامیہ کا کردار اظہر من الشمس ہے۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صفہ کے نام سے اسکی بنیاد رکھی جہاں فقراء صحابہ کے اعمال صالحہ کو تعلیم و تعلم کا مرتبہ فقط حمد وثناء ذکر واذکار اور نوافل کی کثرت کی وجہ سے سے دوگنا فرمادیا گیا۔صفہ کی مقدس جماعت کا ایک ہی مقصد تھا کہ قال اللہ تعالی وقال الرسول کو عام کرنا اس مقصد کے حصول کی خاطر بھوک وافلاس ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسلسل برداشت کیں۔درختوں کے پتے،جڑیں،پانی وکھجور انکی غذا ہوتی۔

ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھا کر شکم سکڑ گئے ہیں۔جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو ماہ ہوگئے ہیں میرے گھر میں بھی چولہا نہیں جلا ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دین اسلام سے محبت کا یہ عالم کہ کسی نے جناب ابوہریرہؓ سے عرض کی کہ ابوہریرۃ تم نے اپنی حالت کیا بنارکھی ہے دن بدن تمہارا بدن کمزور ہوتا جارہا ہے۔اور کمزوری کا یہ عالم ہے کہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہو کچھ کام کاج کرلیا کرو،کچھ کھا پی لیا کرو۔

ابوہریرہؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس خدشہ کے پیش نظر کہیں نہیں جارہا کہ اگر ایک گھڑی بھی ناغہ ہوگیا تو درس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو جاؤنگا۔

علم کی قدر کوئی حضرت امام شافعیؒ سے پوچھے فرماتے ہیں کہ غربت وافلاس کی وجہ سے اتنے اسباب نہ تھے کہ استاد پڑھائیں اور کاغذ پر لکھ لوں، فرماتے ہیں کہ ہڈیاں تلاش کر کے ساتھ لے جاتا، دوسرے شاگرد کاغذوں پر لکھتے میں ہڈیوں پر لکھتا۔

حضرت پیران پیر شاہ جیلاں شیخ عبدالقادر جیلانی سے علم کی عظمت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب ہوش سنبھالتے ہیں تو والدہ ماجدہ تحصیل علم کے لئے مدرسہ نظامیہ بغداد روانہ فرماتی ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کو دو حدیثیں نہیں تین نہیں بلکہ پوری مشارق الانوار دو ہزار دو سو چالیس احادیث کا پورا مجموعہ آپکو یاد ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے پوتے شیخ عمر نقشبندی فرماتے ہیں کہ مجھے ستر ہزار احادیث سنداً ومتناً یاد ہیں اسی طرح حضرت محمد عالم طیب آپ فرماتے ہیں مجھے علم حاصل کرنے کا جنون ہوا شرح ملا جامی ملتی نہیں تھی میں نے شرح جامی اُدھار لی چار دن کے اندر پوری حفظ کر لی۔

حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت تھی جب اسکو جنوں ہوا کہ قرآن مجید پڑھوں گی ستر دن کے اندر قرآن مجید حفظ کر لیا جب لگن لگتی ہے تو پھر تو میں ایسا کام کر دکھاتی ہیں کہ عقلیں دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہیں۔

حضرت امام ابو حاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں پڑھتا تھا تو میں نے نو ہزار میل کا سفر طے کیا۔ کیونکہ پہلے اس طرح نہیں ہوتا تھا کہ ترمذی، بخاری، مسلم، فقہ، منطق، فلسفہ اور ادب ایک ہی جگہ مل جاتے۔ حضرت امام مالکؒ کی سند یاد آجاتی ہے کہ ہارون الرشید آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ عرض کرتا ہے کہ تمام سہولیات دونگا۔ اٹھو میرے دار الخلافہ میں چلو وہاں ڈیرے

لگاؤ۔ وہاں حدیث پڑھاؤ۔ جواب ملتا ہے کہ اگر درس حدیث سماعت کرنا ہے تو یہیں آنا پڑے گا یہ کبھی بھی نہیں ہوسکتا کہ میں شہر رسول علیہ وسلم صلی اللہ چھوڑ کر بغداد چلا جاؤں۔

امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ بخارا میں تشریف فرما ہیں کہ خالد بن احمد حاکم بخارا سے بطورِ خاص آپ کے پاس حاضر ہوتا ہے، امام صاحب سے عرض کرتا ہے کہ امام صاحب صدر ہاؤس تشریف لائیں اور مجھے حدیث شریف پڑھایا کریں۔ حضرت امام بخاریؒ نے ارشاد فرمایا کہ علم اتنا ذلیل نہیں کہ بادشاہوں کی چوکھٹ پر جا کر پڑھاؤں، اگر پڑھنا ہے تو میرے گھر آؤ میرے مدرسے میں آؤ۔ بادشاہ کو یہ جواب پسند نہیں آیا کچھ دن کے بعد دوسرا پیغام جاتا ہے کہ آپ میرے بچوں کو اپنی مسجد میں پڑھائیں لیکن صرف اتنا کرم فرمائیں کہ انہیں دوسرے بچوں سے علیحدہ وقت عنایت فرمائیں۔

امام بخاریؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ نبی کا فیض عام ہے یہ خاص نہیں ہوسکتا یعنی یہ کسی فرد واحد کے لئے خاص نہیں ہوسکتا۔ اگر بچوں کو پڑھوانا ہے تو انہیں غریب بچوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھوانا ہوگا۔ حاکم وقت کو یہ بات بھی اچھی نہ لگی کہنے لگا کہ آپ کو بخارا سے بدر کیا جائے گا، امام بخاریؒ نے جواباً عرض فرمایا کہ مجھے تیرے بخارا کی کوئی ضرورت نہیں جہاں جاؤں گا بخارا بنا دوں گا۔

''سچ کہا کسی نے گلاب گلاب ہوتا ہے۔ اسے کسی چمن کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ چمن کو اس کی ضرورت ہوتی ہے یہ جہاں کھلے گا اسے چمن بنادے گا''۔ اسی طرح مور کو کسی کی ضرورت نہیں ہوتی اس کے ساتھ بذاتِ خود ایک چمن ہوتا ہے یہ جہاں جائے اپنا چمن بنالے گا ۔ بعینہٖ اسی طرح مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے ایک اجڑی و ویران بستی کو گلستان محمدی کا چمن بنا دیا۔

علم کی عظمت وفضیلت پوچھنی ہے تو حضرت فریدالدین گنج شکرؒ سے پوچھئے جن کے پیدل چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑجاتے تھے پھر پاک پتن جاتے تھے ۔انہی حضرت فریدالدین کے بارے میں حضرت جلال الدین تبریزیؒ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت فریدالدین گنج شکر کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا کہ فرید یہ کیا حال بنا رکھا ہے آپؒ مسکرانے لگے فرمایا کہ تبریزی میں جب پڑھتا تھا تو کیا جانے میں کس حال میں تھا ۔سات سال میں پڑھتا رہا مدرسہ میں رہا میری غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ہاتھ پھیلاؤں میرے پاس ایک چادر تھی اسی چادر کو میں لپیٹ کر مدرسے میں جاتا سات سال تک اسی چادر کو لپیٹ کر میں نے مدرسے میں علم حاصل کیا۔

مدارس دینیہ

مدارس دینیہ اسلام کی نظریاتی سرحدیں ہیں ۔دینی مدارس میں آج کے گئے گذرے دور میں بھی استاد وشاگرد کے باہمی تعلق واحترام کی روایت موجود ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ آج بھی دینی مدارس میں اسلامیات کا جو نصاب پڑھایا جا رہا ہے یونیورسٹی میں ایم اے (M.A) کی سطح پر پڑھایا جانے والا نصاب اس کا صرف ایک حصہ ہے ۔دینی جامعات کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے طلبہ کو غیر اسلامی تہذیب ،فکری روایات واثرات سے محفوظ رکھا ہے اور اصلاح واحوال کے لئے سرگرم ہیں۔

آج ہماری حکومتیں سکولوں ،کالجوں اور یونیورسٹیوں پر جتنے اخراجات کرتی ہیں اگر اس کا چوتھائی حصہ بھی مدراس دینیہ پر خرچ کریں مدارس اسلامیہ کا مذاق اڑانا بند کریں ،ان کے خیال کے مطابق دینی مدارس میں جدید علوم پڑھائے جائیں تو اس سے کوئی ذی شعور انسان

انکار نہیں کرسکتا بلکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ سرکاری، نیم سرکاری، پرائیویٹ یونیورسٹیوں، سکولوں اور کالجوں میں بخاری و مسلم ترمذی اور ھدایہ کولازمی قرار دیا جائے تا کہ مسٹر اور ملا کی تفریق ختم ہو جائے تو آج بھی ابن خلدون، بوعلی سینا پیدا ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں فتنہ قادیانیت کے بعد انگریز نے مسلمانوں کے درمیان رخنہ ڈالنے کے لئے درالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور بھرپور حکومتی سرپرستی کی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ نے دارالعلوم منظر الاسلام (بریلی شریف) قائم فرما کر اس فتنہ کا سدباب کیا اسی طرح مدرسہ امدادیہ (مراد آباد) اور مدرسہ نعیمیہ (مراد آباد) نے اسی کارِ خیر میں حصہ ڈالا۔ قیام پاکستان کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اور مدرسہ بحر العلوم مخزن عربیہ (کراچی) نے دارالعلوم منظر الاسلام (بریلی شریف) کی نہج پر کام کیا۔ جیسا کہ ہم نے گذشتہ باب میں تحریر کیا کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی مدرسہ بحر العلوم مخزن عربیہ کا فیضان ہے۔

مدرسہ مخزن عربیہ کے فاضل شاگرد حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے 1955ء میں صاحبداد گوٹھ ملیر کراچی میں مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی بعد میں اسکو عالم اسلام کی دو عظیم ہستیوں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور صدر الافاضل السید نعیم الدین مراد آبادی کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسکا نام جامعہ مجددیہ نعیمیہ رکھا۔ اس دارالعلوم کا باقاعدہ سنگِ بنیاد 1960ء میں رکھا۔ یہاں مناسب ہوگا کہ دارالعلوم جن عظیم شخصیات کے نام سے منسوب ہے ان کا اختصاراً تذکرہ کیا جائے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے جب ہوش سنبھالا دشمنان اسلام کی سازشوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ جیسا کہ امام ربانی نے مسلمانوں کی زبوں حالی سے رنجیدہ ہو کر دربار اکبری کے اہم رکن شیخ فرید بخاری کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ دور اکبری میں کھلے بندوں اسلامی سلطنت میں کفر کے قوانین غالب و نافذ تھے۔ اور مسلمان احکامات اسلام کے اظہار سے عاجز و قاصر تھے اگر اظہار کرنے کی جرأت کرتے تو گردن ماردی جاتی۔ کیسی حسرت و افسوس کا مقام تھا کہ محبوب رب العالمین کے نام لیوا پستی و تنزلی کا شکار تھے اور ان کے منکرین کو عزت حاصل تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی نے رسمِ شبیری ادا کرتے ہوئے اکبر شاہی کے قوانین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ آپؒ کی شبانہ روز محنت سے ایک انقلاب برپا ہو گیا آپ نے اس دور کے صاحبان علم ودانش اور فہم و فراست کو جھنجوڑا ان کے ضمیروں کو بیدار کیا انہیں بتایا کہ متاع کارواں لٹ رہا ہے، مساجد منہدم کی جارہی ہیں انکی جگہ مندر اور ہسپتال بنائے جارہے ہیں ۔ بزرگوں اور عوام الناس کی قبروں کو منہدم کیا جارہا ہے کفار ومشرکین اور یہود وہنود کو عبادات کی کھلی اجازت ہے انکو ہولی، دیوالی منانے کی کھلی اجازت ہے جبکہ مسلمانوں کو اسلامی تہوار منانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اسلام کے مقدس تہواروں کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ ماہ رمضان المبارک کا بھی ادب نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے اعلاء کلمۃ الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہ بادشاہ وقت جس نے امام ربانیؒ سے ٹکر لی تھی وہ اسلامی شریعت کی طرف متوجہ ہو گیا پھر آگے چل کر دورِ عالم گیری میں پاک وہند میں صرف اسلام کی عمل داری تھی اور فتاوی عالمگیری فقہ حنفیہ کا انسائکلو پیڈیا جسے

اہل عرب فتویٰ ہندی کے نام سے جانتے ہیں مرتب کیا جاتا ہے۔اگر یوں کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ دور اکبری سے حق و باطل کا جو معرکہ برپا ہوا تھا وہ دور عالمگیری میں حق کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اور اسکا سارا سہرا حضرت مجدد الف ثانی کو جاتا ہے۔

آپ نے اپنے وصال سے پہلے ۱۵ شعبان المعظم ۱۰۳۳؁ھ کو لوح محفوظ سے اپنا نام مٹتے ہوئے خود ملاحظہ فرمایا اور ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴؁ھ کو مسکراتے ہوئے جانِ جان آفرین کے سپرد فرمائی ۔صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر مجددی امام ربانی اور اتباع رسول گرامی میں بڑا حسین نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح رسالت مآب ﷺ نے بوقت وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو صدقات وخیرات کرنے کا حکم دیا۔اسی طرح امام ربانی نے مرض وفات کے ایام میں کثرت سے صدقات وخیرات فرمائے ۲۳ صفر المظفر ۱۰۳۴؁ھ

جمعرات کے دن آپ نے درویشوں میں بڑی کثرت سے کپڑے تقسیم فرمائے اسی طرح اس سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل فرمالیا۔وقت وصال آپکی آنکھیں آبدیدہ ہوئیں اور فرمایا کہ ایک چھوٹا بچہ حاضر کیا جائے جب حاضر کیا گیا تو اس کو اپنی گود میں رکھا اس نے چھوٹا پیشاب کر دیا آپکے چہرے پر مسرت کا اظہار ہوا،مریدوں نے عرض کیا تو جوابا ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سنت مجھ سے رہی جارہی تھی الحمدللہ یہ بھی پوری ہوئی اسی کی خوشی ہے،آپ ؒ کا مزار مبارک سرہند شریف میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت السید نعیم الدین مرادآبادیؒ

اعلی حضرت کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ امام احمد رضا خان بریلوی کے تمام خلفاء اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ان میں صدر الافاضل السید نعیم الدین مرادآبادی

کا نام نمایاں ہے۔

آپ یکم جنوری 1883ء ضلع مراد آباد (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے آپ انقلابی، تحریکی، علمی فقہی شخصیت تھے۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان سے برابر رابطے میں رہے۔ اعلی حضرت پرمخالفین جو اعتراضات کرتے السید نعیم الدین مراد آبادیؒ ان کا دفاع فرماتے 1910ء میں آپ نے مراد آباد میں دار العلوم منظر الاسلام کی ایک ذیلی برانچ بنام مدرسہ انجمن اہلسنت و جماعت کی بنیاد رکھی بعد میں 1933ء میں یہ مدرسہ آپ کے نام کی نسبت سے جامعہ نعیمیہ قرار پایا اشاعتی محاذ پر السواد الاعظم کا اجراء فرمایا۔ غیر مسلموں اور بدمذہبوں سے کئی مناظرے فرمائے۔

اعلیٰحضرت کو آپ پر گہرا اعتماد تھا اکثر مناظروں کے لئے صدر الافاضل السید نعیم الدین مراد آبادی کو روانہ فرماتے آپ ہی کی کوششوں سے علی برادران (مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی ہندو مسلم اتحاد کی تائید سے دست بردار ہوئے تھے)۔

آج کی جمعیت علمائے پاکستان حضرت صدر الافاضل کے لگائے ہوئے پودے آل انڈیا سنی کانفرنس کا تسلسل ہیں۔ تحریک پاکستان کے اولین مؤیدین میں سے تھے۔ اس تحریک میں خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد کی بھرپور تائید وحمایت کی۔ بنارس سنی کانفرنس کا سہرا بھی آپ کے سر جاتا ہے۔ 23 اکتوبر 1948ء اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی تفسیر خزائن العرفان اور فتاوی نعیمیہ سمیت کثیر کتب آپکا علمی ورثہ ہیں۔

علامہ ابو البرکات سید احمد القادری، مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، علامہ مفتی نور اللہ نعیمی، حضرت پیر کرم شاہ الازہری، علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمہم اللہ سمیت آپکے خلفاء اور تلامذہ کی ایک طویل تعداد ہے

جو آپ کا روحانی ورثہ ہیں۔ اسی طرح آپ کا انقلابی ورثہ جمعیت علماء پاکستان ہے۔

جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ مجددیہ نعیمیہ کراچی، جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، مدرسہ غوثیہ گجرات، دارالعلوم نعیمیہ للبنات لاہور، دارالعلوم نعیمیہ کراچی، ماہنامہ عرفات لاہور، ضیاء القرآن، ضیاء النبی، فتاویٰ نعیمیہ، تفسیر نعیمی، تفسیر حسنات سمیت کثیر تعداد میں آپکے خلفاء اور تلامذہ اور انکے تلامذہ کی تصانیف ہیں اور یہ سب حضرت صدرالافاضل السید نعیم الدین مرادآبادیؒ کا فیضان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے انکے مرقد اطہر پر (آمین)۔

جامعہ مجددیہ نعیمیہ کا قیام

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) بچپن ہی میں تدریس کا شوق رکھتے تھے ابتداء 1955ء میں صاحبداد گوٹھ ملیر کی محمدی مسجد میں قرآنی تعلیمات کا مدرسہ قائم کر کے تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے تھے۔

ابتداء محبت نگر ملیر کراچی مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ فرمایا وہاں باقاعدہ افتتاحی تقریب بھی منعقد کی جس میں تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمیؒ تشریف لائے پھر بعض شرپسند عناصر کی شرانگیزیوں کی وجہ سے اس ارادہ کو ترک فرمایا اس کے بعد کھوکھراپار کی جامع مسجد غوثیہ کی انتظامیہ اور عوام الناس نے اصرار کیا کہ آپ یہاں ادارہ قائم فرمائیں۔ صاحبداد گوٹھ کے رہنے والے باشندوں نے اصرار کیا کہ آپ یہیں دارالعلوم قائم فرمائیں۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نے اپنے پیر بھائی حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حاجی الٰہی بخش نقشبندی سے فرمایا کہ آپ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے مزار پر جائیں مراقبہ کریں اور حضرت سے عرض کریں کہ میں اپنا دارالعلوم کس جگہ قائم کروں

حضرت مخدوم صاحب نے دوران مراقبہ حضرت الٰہی بخش نقشبندی کو فرمایا کہ یہیں صاحبداد گوٹھ میں اسی مدرسہ کو بسائیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ کے حکم کے مطابق مفتی صاحب قبلہ نے صاحبداد گوٹھ میں ڈیرے بسائے ابتداء دو کمرے تھے مٹی کے کچے کمرے اپنے ہاتھوں سے طلباء کی مدد سے بنائے اور تعلیم شروع کی، چند طلباء مقیم رکھے جن کے کھانے پینے کا انتظام محلہ والوں نے کیا تھا۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا باقاعدہ افتتاح 1960ء میں حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمیؒ نے فرمایا۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی تعمیر میں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ (شہید) کی جہد مسلسل

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دارالعلوم کا زیادہ کام ابتدائی طور پر مزدور اور مستری حضرات سے زیادہ طلباء کرام اور مفتی اعظم سندھ نے اپنے ہاتھوں سے کیا حضرت مفتی صاحب قبلہ کا یہ معمول تھا کہ آپ کھجوریں منگواتے اور بارگاہِ مآب علیہ وسلم ﷺ میں ایصال ثواب فرماتے پھر اپنے ہاتھوں سے تقسیم فرما کر کام کا آغاز فرماتے۔

علامہ سید اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ "مقربین جہاں جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں معرفت الٰہی کے چشمے ابل پڑتے ہیں وہ جگہیں انوار وتجلیات کا مرکز بن جاتی ہیں جیسا کہ جبل رحمت آب زم زم شریف صفا مروہ اور بے شمار مقامات روئے زمین پر ہیں" مفتی صاحب ان مقربین الٰہی میں سے ایک ہیں کہ نادانوں اور بے علم لوگوں کی بستی میں قدم رکھا اور علم کے دریاء بہا دیئے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے "ومن یتقی اللہ یجعل لہ مخرجاً" جو اللہ تعالیٰ سے

ڈرے اللہ اسے مشکلات سے نکلنے کا راستہ عطا فرماتا ہے اور وہم وگمان سے زیادہ رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ واقعتاً اہل اللہ میں سے تھے آپ کی آمد سے صاحبداد گوٹھ انوار وتجلیات کا مرکز بن گیا آناً فاناً پرانے دو کمروں کو گرا کر نئے کمروں پر مشتمل عمارت کی تعمیر شروع کی گئی۔ وہ منظر کیا ہی خوب تھا کہ جب ایک روز میں دارالعلوم میں داخل ہوا۔ قبلہ مفتی صاحب کو دیکھا کہ آپ عمارت کی بنیادوں میں اپنے دست مبارک سے پتھر ڈال رہے ہیں بعد سلام میں نے عرض کیا کہ جناب ہم خدام کے ہوتے ہوئے آپ زحمت نہ فرمائیں آپؒ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

''کہ شاہ صاحب یہ مدرسہ بن رہا ہے اس کی بنیاد میں اپنے ہاتھوں سے پتھر ڈال رہا ہوں تاکہ یہ مدرسہ قائم رہے اور یہاں دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم جاری رہے اور مجھے ثواب ملتا رہے''، لاکھوں روپیہ خرچ ہوا عظیم الشان مسجد بھی تعمیر ہوگئی رات کو مزدوری کرنے والے اور دن میں دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی محنت وخلوص نے رنگ لایا اب اس پر جو گلکاریاں ہورہی ہیں سب انہیں کے دم قدم سے ہیں 1975ء میں کراچی سے راولپنڈی آگیا اور 1979ء میں خلافت کانفرنس کے جلسہ میں گیا تو دارالعلوم میں حاضری کا شرف حاصل ہوا سنا ہے اب دارالعلوم ایک عظیم الشان یونیورسٹی بن چکا ہے میرے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی بنیاد اس شخص نے رکھی جو بارگاہ الٰہی کے مقربین میں سے تھا عشق رسول میں قولاً وفعلاً صدیق تھا اور تقویٰ میں بے مثال نمونہ تھا۔

سرکار دوعالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ ''**خیر کم مَن تعلم القرآن وعلمہ**'' تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سیکھائے قبلہ مفتی صاحب نے یہ ذمہ داری

زمانہ طالبعلمی میں ہی اٹھائی تھی اس کے لئے آپ نے اخباروں میں آسامیاں تلاش کیں اور نہ ہی آباد مسجدوں اور مدرسوں میں انٹرویو دیئے کیونکہ قبلہ مفتی صاحب کا مقصد اچھی سے اچھی تنخواہ اور بہترین مراعات کا حصول قطعاً نہ تھا ان کا مقصد صرف دین متین کی خدمت کرنا تھا اس کے لئے آپکو ایک ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں دین کی خدمت کی جائے داؤد گوٹھ (ملیر) جس میں آپؒ رہتے تھے اس میں ایک ہی مسجد تھی مسجد اقصیٰ ۔ان دنوں پیش امام مولانا حاجی ملاّ داؤد بلوچ تھے اور موذن ملا شیر محمد تھے ۔اللہ تعالی دونوں کی قبریں منور فرمائے۔

ایک مرتبہ مولانا داؤد کی پاس ان کے دادا مرشد حضرت خواجہ فقیر محمد ویہڑائی تشریف لائے داؤد گوٹھ اور اس کے مضافات سے بہت سے مریدین حاضر تھے حاضرین میں ملاّ عیسٰی ، مولانا عبدالغنی نعیمی کے والد ملا صدیق صاحبداد گوٹھ میں آئے ہوئے تھے انہوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارے گاؤں صاحبداد گوٹھ میں مسجد خالی ہے اس میں پیش امام اور معلم قرآن کی ضرورت ہے لھذا آپ مولانا عبداللہ نعیمی سے کہیں کہ یہ ہماری مسجد میں نماز اور بچوں کو قرآن شریف پڑھائیں ہم ان کو ماہوار وظیفہ ۳۰ روپے دینگے ۔دادا مرشد نے مولانا عبداللہ نعیمی کی مرضی معلوم کی ،آپ نے فرمایا آپ کا جو حکم ہوگا اُس کی تعمیل ہوگی۔

آپ نے صاحبداد گوٹھ کی مسجد میں کام شروع فرمایا یہ مسجد چھوٹی سی تھی اور پوری مسجد مٹی کی بنی ہوئی تھی اس مسجد کے ساتھ دو خستہ حال کمرے مٹی کے کمرے بھی تھے اب قبلہ مفتی اعظم سندھ کا یہ معمول تھا کہ صبح دار العلوم میں پڑھنے چلے جاتے شام میں اس مسجد میں آکر بچون کو قرآن کی تعلیم دیتے یہ زمانہ 1955ء کا ہے ۔قرآن پڑھنے والے بچے رفتہ رفتہ بڑھنے لگے ، نوبت بایں جارسید کہ مسجد کی صحن میں ایک درخت تھا مدرسہ وہاں تک پھیلتا چلا گیا گاؤں والے خوش ہوئے کہ ان کے بچے سدھرنے لگے بایں وجہ گاؤں کے بہت سے لوگ آپ سے محبت

کرنے لگے آپ اعیان وانصار بن گئے مفتی اعظم سندھ نے پانچ سال تک زمانہ طالبعلمی میں
اس مسجد میں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ ناظرہ تعلیم قرآن کو بھی جاری رکھا اسی اثنا میں آپ کو تپ
دق عارضہ لاحق ہوگیا جس کی وجہ سے آپکی تعلیم کا سلسلہ ایک بار پھر چند عرصہ کیلئے موقوف ہوگیا
نمازیں اور بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم کا کام مولانا عبدالغنی نعیمی نے سرانجام دیا ماہوار وظیفہ جو کہ
مبلغ ۳۰ روپے تھا مولانا عبدالغنی نعیمی صاحب وہ وظیفہ آپ کو داؤد گوٹھ پہنچاتے رہے مسجد کے
متولی ملا عیسی خارانی بلوچ مورخہ ۱۳ رجب ۱۳۶۸ھ بروز بدھ 83 سال کی عمر پا کر درالفناء سے
درالبقاء کی طرف کوچ کر گئے اب مسجد کے متولی ان کے بیٹے ملا صدیق خارانی بنے۔اب اگرچہ
سارے انتظامات قبلہ مفتی اعظم سندھ کے دست اقدس میں تھے تاہم ملا صدیق نے وظیفہ جاری
رکھا بعد میں اس میں اضافہ بھی کیا بالآخر یہ وظیفہ ۳۰ سے بڑھ کر ۵۰ روپے تک پہنچا ملا صدیق یکم
ربیع الاول ۱۴۱۲ھ بمطابق 1991ء بروز بدھ وصال فرما گئے اب یہ وظیفہ آپ کے بیٹے مولانا
عبدالغنی نعیمی نے جاری رکھا۔

قبلہ مفتی اعظم کی شہادت کے بعد آپکے صاجزادگان کے سپرد کیا جاتا تھا لیکن اب یہ
سلسلہ بند کر دیا گیا ہے 1960ء میں بعد از فراغت علوم دینیہ آپ نے مسافر طلباء کو ٹھہرایا
اور درس نظامی کا آغاز فرمایا وسائل کا یہ عالم تھا کہ مسجد شریف میں لاؤڈ اسپیکر تک نہیں تھا لیکن
مسافر طلباء کے قیام وطعام کی ساری ذمہ داری مفتی صاحب نے اپنے سر اٹھائی اس ہمت
وعزیمت جو قوت کارفرما تھی وہ قوت محرکہ توکل علی اللہ جو مومن کی پہچان ہے۔مسجد شریف کے
ساتھ دو عدد مٹی کے بنے ہوئے خستہ زبوں حال کمرے تھے جو کہ 1961ء میں مسافر طلباء
کے لئے اقامت گاہ بنی، مسجد شریف میں ضرورت کی اشیاء نہ ہونے کے برابر تھیں اور نہ اسکی
آمدنی سے اشیاء ضرورت کو پورا کیا جاسکتا تھا۔مسجد، کمروں، وضوخانہ وغیرہ کی تعمیر کی جاسکے لیکن

اس مردمجاہد کے پاس توکل علی اللہ کے کوئی کمی نہیں تھی لھذا اللہ تعالی کا نام لیکر بنیادی کھدائی کا کام شروع کیا کام میں مزدورں کے ساتھ آپ نے اپنے طلباء سمیت شریک رہے مخیّر حضرات نے دل کھول کر تعاون کیا جن میں آپ کے شریک حیات نے بھی اس کار خیر کیلئے اپنے زیورات پیش کیئے۔

آپکی بہن اور آپکے مرشد پیر عبدالخالق شاہ بخاری کی بہن بھی سرفہرست ہیں۔ اس طرح ایک چھوٹی مسجد اور دوعدد کمرے مسجد کی شرقی سمت میں شمالاً جنوباً پختہ تعمیر ہوگئے اس کے بعد جیسا کہ گذشتہ سطور میں تحریر کیا گیا ہے کہ حضرت تاج العلماء نے باقاعدہ افتتاح فرمایا دارالعلوم کے باقاعدہ افتتاح کے بعد بہت سی بنیادی ضروریات جن کا پورا ہونا پہلے ہی باقی تھا اب تو ناگزیر ہوگیا تھا بیت الخلاء صرف ایک تھا طلبہ رفع حاجت کے لئے جنگل میں جاتے تھے کنویں سے پانی رسی کے ڈول کی مدد سے نکالا جاتا تھا یہاں کوئی گھر بھی نہیں تھا۔

آپ روزانہ بعد نماز عشاء داؤدگوٹھ جاتے تھے پھر آنے جانے کے لیے کوئی ذاتی سواری بھی نہیں تھی لیکن آپ ہمت وعزیمت کے ساتھ اللہ تعالی کے پیارے محبوب ﷺ کے لائے ہوئے دین متین کی خدمت کا کام جاری رکھا، چند سال کے بعد آپکی قربانیاں رنگ لائیں لیکن خدا تعالی کا ارشاد گرامی ہے "ان مع العسر یسرا" بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے سواب رفتہ رفتہ مشکلات کے بادل مٹنے لگے اور مشکل کشائی ہونے لگی خدا تعالی کے نیک بندوں نے دل کھول کر تعاون فرمایا۔

1969ء میں مسجد کی توسیع کی گئی اور مسجد کے بائیں جانب شرقاً غرباً چار عدد کشادہ کمرے اور ایک بڑا کشادہ ہال تعمیر کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ دیگر ضروری تعمیرات بھی کی گئی مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں مسجد حرام مسجد قبا اور مسجد نبوی کی یاد تازہ ہوگی یعنی استاذ اور انکے روحانی اولاد

طلبہ مستریوں کے ساتھ کھدائی بھرائی چنائی اور اشیاء ضرورت نقل وحمل میں شانہ بشانہ برابر کے شریک رہے آپکی رہائش گاہ کا مسئلہ یوں حل ہوا کہ مدرسے سے بہت کم فاصلے پر واقع ایک چھوٹا سا مکان تھا جسکے مالک محمد ابراہیم بلوچ تھے وہ اب یہاں سے نقل مکانی کرنا چاہتے تھے آپ نے یہ مکان -/1660 روپے میں خریدا اور داؤد گوٹھ سے صاحبداد گوٹھ منتقل ہو گئے یاد رہے کہ اب دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ایک عظیم الشان کمپلیکس کی صورت اختیار کر گیا ہے جہاں طلبہ وطالبات کو جدید وقدیم تعلیم دی جاتی ہے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی کئی شاخیں اندرون وبیرون ملک میں دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی دوسری مرتبہ تعمیر نو حضرت مفتی غلام محمد نعیمی (شہیدؒ) اور تیسری تعمیر جدیدہ حضرت مفتی محمد جان نعیمی نے کروائی دارالعلوم سے ملحق جامع مسجد محمدی کی تعمیرِ جدید کا افتتاح قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔

انداز تدریس

حضرت مفتی اعظم سندھ کا انداز تدریس انتہائی مشفقانہ ہوتا تھا جو طالب علم اسباق کا ناغہ نہیں کرتا تھا اس سے محبت فرماتے تھے مختلف طلبہ سے نام پوچھتے اس کے بعد فرماتے تمہارا نام ہفت اقسام میں سے کیا ہے اور شش اقسام میں سے کیا ہے صرفی اور نحوی تحقیق کرواتے اسی طرح عربی عبارت میں اجراء کرواتے جب تک سبق کا اجراء مکمل نہ ہوتا اگلا سبق نہ پڑھاتے تھے کبھی کبھی طلبہ کو ڈانٹ بھی دیا کرتے تھے۔

مختلف احادیث پر نشانات بھی لگواتے اور فرماتے کہ کل جب تم مناظرے کرو گے تو یہ حدیث مبارکہ تمہارے بہت کام آئے گی تدریس کے دوران طلبہ سے شفقت کا یہ انداز ہوتا تھا

کہ ہر طالب علم یہ سمجھتا تھا کہ استاذ مکرم سب سے زیادہ مجھ سے پیار فرماتے ہیں۔ جو طالب علم غبی ہوتا تھا اسے ہلکے پھلکے انداز میں ڈانٹ دیتے اور اسکی حوصلہ افزائی فرماتے یہ آپ کے نگاہ فیض ہی کا اثر تھا کہ آپکے حلقہ درس میں آنے والا کوئی طالب علم خالی ہاتھ نہیں لوٹا ایک بہترین مدرس منتظم مناظر بن کر نکلا ہے اس کی زندہ جاوید مثال سندھ کے ہر گوٹھ ہر بستی میں بے شمار مدراس کا ہونا اور ان مدارس کا تعلق براہ راست دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی سے ہونا ہے۔

طلبہ کے ساتھ شفقت

آپ طلباء کرام پر بہت شفیق اور مہربان تھے علاقائی یا لسانی بنیاد پر نہیں بلکہ مہربان والد کی حیثیت سے چاہے کوئی طالب علم کسی شہر اور کسی صوبے کا کیوں نہ ہو اس کا تعلق چاہے کسی زبان سے بھی ہو مفتی صاحب قبلہ کیلئے وہ ایک بیٹے کی حیثیت رکھتا تھا اسی لئے آپ گھر میں کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، طلبہ کو درسی کتب فراہم کرنا آپ کا ہی خاصہ تھا (راقم نے ایسے مدارس کا مشاہدہ بھی کیا ہے جہاں وافر فنڈز اور کتب کے ہونے کے باوجود بھی تین یا چار طلبہ کو پڑھائی کے لیے ایک کتاب دی جاتی ہے)۔

ایک مرتبہ آپ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ اپنے بچوں پر توجہ فرمائیں آپ نے جواباً عرض کیا کہ وہ مسافر طلباء جن کا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے، ہم اگر ان کی دلجوئی کریں گے تو ہمارے بچوں کا اللہ وارث ہے وہی ان کے لئے بہتر اسباب پیدا فرمائے گا رات کے پچھلے پہر دار العلوم میں تشریف لے آتے سوئے ہوئے طلباء کو دیکھ کر فرحت و مسرت کے ساتھ آپ کا چہرہ چمکنے لگتا فرماتے کہ اللہ اور اسکے رسول کے مہمان سوئے ہوئے ہیں۔

مولانا سید اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ مدرسہ میں طلبہ کے لئے قیام وطعام لباس وعلاج معالجہ اور دیگر لاتعداد ضروریات کی فراہمی درس وتدریس کے لئے درسی کتب فراہم کرنا یہ سب ذمہ داریاں قبلہ مفتی اعظم سندھ نے کس طرح پوری کی میں نے اپنے مشاہدات میں کبھی انہیں پریشان نہیں دیکھا۔ مجھے جب وہ وقت یاد آتا ہے کہ جب سرورکون ومکان کے دین کا یہ خادم سادہ روٹی جو طلبہ کو دینے کے بعد آپکے حصے کی ہوتی تھی چائے کے ساتھ کھا کر سارا دن والی کائنات کے دین کی تعلیم دیتے یہ تو قوت لایموت کیلئے کرنا ہی تھا مگر اس مختصر خوراک کے باوجود بڑی بھاری دفائی مشقت کا ادا کرنا جسمانی تھکاوٹ کا چہرے پر عیاں ہونے کا کبھی سبب نہ بنا بلکہ مفتی صاحب کا چہرہ حسن وجمال میں یکتا اور قابل دید تھا اس درس گاہ میں اکثر اہل اللہ کی آمد ورفت دیکھی حضرت قبلہ مفتی صاحب انگریزی رسم ورواج سے ازحد نفرت فرماتے تھے انگریزی کالر اور تل والی ٹوپیوں کے استعمال سے اور بڑے بڑے بال رکھنے سے طلباء کو سختی سے منع فرماتے تھے۔ اگر بڑے بڑے بال رکھے ہوئے طلبہ کو دیکھتے تو سامنے کے بالوں کو کٹوادیتے۔

مفتی محمد اسلم نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ اپنی جان سے زیادہ طلبہ کی پرورش اوران کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے تھے طلبہ میں طعام خود تقسیم فرماتے تھے ان ہی کے ساتھ تناول بھی فرماتے علاوہ ازیں جتنی ہی گرانقدر چیز میسر ہوتی وہ بھی طلبہ میں تقسیم فرمادیتے اگر کوئی طالب علم بیمار ہوجاتا تو آپ بیتاب ہوجاتے اور ہر ممکن علاج ومعالجہ کے تدابیر کرتے تھے آدھی رات تہجد کے لئے اٹھتے تو طلبہ کے ہاسٹل میں جاتے، طلباء کو چین کی نیند سوئے ہوئے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوتے اور اکثر ہاتھ اٹھا کر طلباء کے لئے دعائیں فرماتے اے اللہ! یہ طلبہ میرا قیمتی سرمایہ ہیں گلستان محمدی کے خوش رنگ پھول ہیں ان کو ہمیشہ تروتازہ رکھنا ان کو میرے مدرسے سے فیضیاب

فرمانا تا کہ یہ تیرے محبوب کے گیت گاتے رہیں اور تیرے نبی کا چرچہ کرتے رہیں آپ اپنے طلبہ کو سادہ لباس پہننے کی تلقین فرماتے خود بھی اس پر عمل فرماتے یہ ہی وجہ ہے کہ اکثر علماء کی زبانی سنا گیا ہے کہ مفتی صاحب قبلہ کے طلبہ میں نسبتاً دوسرے دینی طلبہ کے حسن عمل زیادہ پایا جاتا ہے اکثر مدارس میں طلبہ گروہ بندیوں کا شکار ہو جاتے ہیں مفتی صاحب کے دارالعلوم میں کسی قسم کی گروہ بندی کا شبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

گدڑی والے فقیر کے شاگرد

آپکو دارالعلوم کے طلباء پر بڑا ناز تھا اور کیوں نہ ہو آپ کے پاس تعلیم حاصل کرنے والے اکثر طلبہ ایسے تھے جنہوں نے ناظرہ قرآن سے لیکر دورہ حدیث تک آپ سے تعلیم حاصل کی۔

ایک مرتبہ جب آپ کے شاگرد تنظیم المدارس کا امتحان دے کر دارالعلوم واپس آئے تو فرمایا ان شاء اللہ میرا یقین ہے کہ اس گدڑی والے فقیر کے شاگرد اگر زیادہ پوزیشن حاصل نہ کر سکے تو کسی ادارے کے طلبہ سے کم درجہ نہیں حاصل کریں گے بحمدہ تعالی اسی سال دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے طلبہ نے تنظیم المدارس کے امتحان کو اعلی کارگردگی اور اچھے نمبروں سے پاس کیا۔

دار العلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبان فکر دانش وعلماء ومشائخ کی نظر میں

قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی نوّر اللہ مرقدہٗ

فقیر ہمیشہ دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضر ہوتا رہتا ہے اور دار العلوم کی تیز رفتار ترقی کا قریب سے مشاہدہ کرتا رہا یقین ہے کہ یہ بانی دار العلوم مفتی اعظم سندھ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے اخلاص کی کرامت ہے بے شمار حفاظ کرام وقراء کرام وعلمائے کرام فارغ ہوکر اس دار العلوم کے فیوض وبرکات سے امت مسلمہ کو مستفید فرمارہے ہیں مولی تعالی بطفیل حبیب لبیب حضرت صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ کی نگرانی میں جو بے مثال ترقی اس دار العلوم نے کی ہے اس میں مزید برکت عطا فرمائے۔(آمین)

حضرت اختر رضا خان قادری دامت برکاتہم العالی

(بریلی شریف انڈیا)

فقیر دار العلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبداد گوٹھ میں حاضر ہوا مدرسین کرام کی خاصی تعداد پائی حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کا فیضان عام ہے طلبہ بھی یہاں بکثرت ہیں جو بفضلہٖ تعالی استفادہ علوم کررہے ہیں مولی کریم اس ادارے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔(آمین)

حضرت پیر طریقت علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن مجددی دامت برکاتہم العالی

(مسند نشین آستانہ عالیہ فیض پور شریف میرپور آزاد کشمیر)

دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر میں حاضر ہوکر جامعہ کی عمارت مکتبہ اساتذہ وطلبہ کو دیکھ کر دل میں بے حد مسرت حاصل ہوئی الحمد للہ تدریس کا نظام بہت اعلی منفرد پایا حضرت مفتی اعظم سندھ

علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کا قائم کردہ ادارے کو حضرت مفتی صاحب کے لخت جگر فاضل جلیل علامہ مفتی محمد جان نعیمی جس باکمال طریقے سے چلارہے ہیں وہ سب اہلسنت کے لئے قابل فخر ہے اور یہاں کی علمی وعملی تربیت جو دیکھنے میں آتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بندہ کی دلی دعا ہے کہ یااللہ:

سدا بہار دیویں اس باغے کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزار تائیں ہر پکھاں پھل کھاوے

شیخ القرآن علامہ مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالی

فقیر چونکہ وقتاً فوقتاً دارالعلوم میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔ طالب علموں کا جھمگٹا، گہما گہمی اور تعلیمی انہماک اور مدرسین کا شوقِ تدریس محنت بتاتا ہے کہ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی روحانیت ادھر متوجہ ہے عزیزم مفتی محمد جان نعیمی کی موجودہ کارگردگی قابل تحسین اور لائق صد آفریں ہے کہ اپنے والدگرامی کے لگائے ہوئے باغ کو سدابہار بنادیا ہے۔ دعا ہے کہ یہ گلستان علم تاقیامت پھیلتا پھولتا رہے۔

علامہ سید مظہر حسین کاظمی دامت برکاتہم العالی
(امیر جماعت اہلسنّت پاکستان)

آج مؤرخہ 14 جون 1991ء فقیر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضر ہوا الحمدللہ مدرسہ کی پرسکون عمارت اور دارالعلوم کا انتظام وانصرام دیکھ کر مسرت ہوئی بے شک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ اہلسنت کی قابل فخر دینی درس گاہ ہے۔

مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی دامت برکاتہم العالی

(مدیر رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

فقیر کی حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید اور مفتی غلام محمد صاحب کے مزارات اور آپ کے دارالعلوم جامعہ مجددیہ نعیمیہ میں حاضری ہوئی جس سے نہایت درجہ روحانی فرحت ہوئی دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب کے فیوض وبرکات میں مزید ترقی فرمائے آپکا یہ علمی وروحانی گلستان ہمیشہ پھیلتا پھولتا رہے۔

حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری دامت برکاتہم العالی

(زیب سجادہ حضرت سلطان باھو)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ دیکھ کر دل انتہائی مسرور ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالی اس گلستان محمدی کو زیادہ تازگی عطا فرمائے اور یہاں سے دین کے چشمے جاری رہیں۔

علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب دامت برکاتھم العالی

(مہتمم جامعہ رضویہ راولپنڈی- سرپرست اعلی تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان)

مفتی اہلسنت حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی فاضل جلیل علامہ غلام نبی فخری کے ہمراہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضری ہوئی مزارات پر حاضری تسکین روح کا باعث بنی دارالعلوم کی درسگاہ اور دارالاقامۃ کی حسین وجمیل بلڈنگ دیکھ کر دل مسرور ہوا دارالعلوم واقعتاً اہلسنت کے مدارس میں ایک خوش نما اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دعا ہے کہ یہ گلستان اسی طرح آباد رہے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فقیر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں کئی بار حاضر ہوا عزیز گرامی مفتی محمد جان نعیمی کا خلوص

محبت نا قابل فراموش ہے۔ دارالعلوم حضرت مفتی اعظم سندھ کی علمی یادگار ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ دارالعلوم ترقی کے منازل اسی طرح طے کرتا رہے۔

حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کو صبح قیامت تک آباد اور فیض بادر کھے۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں آکر صحابہ کرام کے دور کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالی

(ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

مؤرخہ 7 جنوری 1997ء دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی کی عظیم دینی درسگاہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔ جامعہ کی خوبصورت عمارت متاثر کن نظم وضبط اساتذہ وطلبہ کے حسن واخلاق کو دیکھ کر روحانی تسکین اور قلبی مسرت حاصل ہوئی خاص طور پر حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی کے علمی تبحر اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ اللہ تعالی حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کے اس چمنستان علمی کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اس ادارے کو تا قیامت ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

حضرت مفتی محمد معظم احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی

(نائب امام جامع مسجد فتح پور ''دہلی'')

مدرسہ مجددیہ نعیمیہ کی عمارت دیکھی یہ وہ خدمت ہے جو ہر مسلمان کو اپنی استطاعت کے مطابق انجام دینا چاہیے شعبہ قرآن اور شعبہ حدیث پر جتنی توجہ دی جارہی ہے یہ واقع ہی

قابل دید ہے۔ مفتی محمد جان نعیمی نقشبندی مجددی کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

حضرت پیر عبدالخالق بھرچونڈی قادری دامت برکاتہم العالی

(سجادہ نشین بھرچونڈی شریف)

آج دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ (صاحبداد گوٹھ ملیر کراچی) حاضری ہوئی۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی اور دیگر علمائے کرام، اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی طلباء کرام کو محو تعلیم دیکھا اور مسند علم وعمل پر حضرت مفتی صاحب کو پایا از حد قلبی خوشی ہوئی۔ حق تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس دینی مرکز اہلسنت حضرت مفتی صاحب کے زیر قیادت قائم ودائم رکھے۔ اور روز بروز ترقی عطا فرمائے۔

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بحر العلوم مرکز علوم فنون چمنستان رسالت مآب کی خوشبو جامعہ مجددیہ نعیمیہ کو دیکھ کر از حد دلی خوشی ومسرت ہوئی۔ اللہ تعالی اسے آباد وشاد رکھے۔ یہاں سے محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جماعت نکلے جو کہ علم کے پیاسوں کی پیاس بجھاتی رہے۔

جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت برکاتہم العالی

(چیئر مین سپریم کونسل J U P)

آج بروز ہفتہ ۱۰ شوال المکرم برادر محترم فاضل جلیل عالم نبیل مفتی اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کے عرس شریف کے موقع پر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ حاضری کا شرف حاصل ہوا، عزیزم گرامی قدر صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی کی سرپرستی میں دارالعلوم کو ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر دلی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالی اپنے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مزید ترقی عطا فرمائے۔

کرنل (ر) محمد انور مدنی

مجھے علمائے حق سے مل کر بہت خوشی ہوئی وہ اپنے محبوب کا حق وراثت بڑی نیک نیتی سے ادا کر کے نئی نسل کو راہ راست پر چلا رہے ہیں میرے خیال میں اس سے بڑھ کر اور نیک کام کیا ہو سکتا ہے۔ دار العلوم مجددیہ نعیمیہ انسانیت کو راہ راست پر لانے کا فریقہ سرانجام دے رہا ہے

علامہ مقصود قادری دامت برکاتہم العالی

(سابق خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور)

دار العلوم کی پر شکوہ عمارت اور خوبصورت مسجد دیکھ کر حیرت ہوئی کہ آج معاشی اور اقتصادی ناگفتہ حالات میں مخیّر حضرات مخلصانہ تعاون حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا اس میں مفتی اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی کا فیضان اور ان کے لخت جگر حضرت مفتی محمد جان نعیمی کا خلوص کارفرما ہے۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی سے محبت اخوۃ کا رشتہ قائم ہے۔ اور انشاء اللہ یہ رشتہ تا دیر قائم و دائم رہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اپنے مقرب بندوں کے طفیل ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالی

(سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی)

حضرت مولانا محمد عبداللہ نعیمی کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ مولانا موصوف نے ملیر میں دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کے نام سے جو پودا لگایا تھا وہ ایک تناور درخت بن چکا ہے تشنگان علوم دینیہ و علوم عربیہ خواہ انکا تعلق ملک پاکستان سے یا بیرون ملک سے اس چشمہ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں۔

محترم نثار احمد کھوڑو

(اسپیکر سندھ اسمبلی)

دینی تدریس کی اس درس گاہ کو دیکھ کر دل کو راحت ہوئی ہے کہ جہاں معاشرے سے ایسی چیزوں کی اہمیت کم ہو رہی ہے وہاں یہ مشعل جل رہی ہے۔ اور امید ہے کہ ہمیشہ جلتی رہے گی۔

حضرت مولانا سعید احمد مجددی دامت برکاتہم العالی

(سابق خطیب مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ)

جامعہ مجددیہ نعیمیہ اور جامع مسجد محمدی ملیر کراچی میں حاضری کا موقعہ ملا دار العلوم کی عمارت اور مسجد کا حسن اہتمام اساتذہ کرام کی تعلیمی وتدریسی سرگرمیاں یہ حضرت قبلہ عالم مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی اخلاص بھری کاوشوں کا فیضان ہے۔ حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی مجددی کا علمی ذوق اور جامعہ کا بہترین نظم ونسق اپنی مثال آپ ہے۔ میری دعا ہے۔ رہے۔ لاکھوں برس ساقی آباد تیرا میخانہ۔

شہید اہلسنّت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بفضلہٖ تعالیٰ آج دار العلوم مجددیہ نعیمیہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جامعہ کی خوبصورت عمارت تعمیراتی حسن کا بیش قیمتی نمونہ ہے۔ کلاس رومز کی تزیین ودیگر کمرہ جات نہایت صاف شفاف نظر آئے دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ جامعہ کو تعلیمی اعتبار سے بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ تدریس کا بہترین انتظام ہے۔ جلیل القدر وصاحب علم شخصیات تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں تمام تر خوبیوں اور عمدگی کا سہرہ علامہ مفتی محمد جان نعیمی کو جاتا ہے جو ان کی

انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولا ثبوت ہے۔

محترم فصیح الدین خان

(سابق سیکریٹری مذہبی امور سندھ)

آج اللہ تعالی نے کرم فرمایا ہماری قسمت جگا دی کہ اس عظیم درس گاہ کو دیکھنے کا موقع ملا میں حیران ہوں کہ اپنے تاثرات کیسے بیان کروں یہاں تو بس انسان بیٹھے اور علم کا موتی ہے حضرت قبلہ مفتی محمد جان نعیمی کو اللہ تعالی اس درسگاہ کی خدمت کیلئے چن لیا ہے۔ جو انکے لئے اعزازی بات ہے۔

عاشق حسین سیکریٹری محکمہ سیاحت وثقافت

(حکومت سندھ)

اس عظیم درس گاہ کو خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالی تمام منتظمین کو خصوصاً سائیں محمد جان نعیمی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مولانا شفیق الرحمٰن قادری نورانی دامت برکاتہم العالی (ہالینڈ)

آج بعد نماز مغرب پاکستان کے مشہور دینی مدرسے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضری ہوئی عظیم الشان دارالعلوم کے طلبہ کو مطالعے میں مصروف دیکھ کر اندازہ ہوا کہ تعلیم وتربیت کا نہایت معقول اور قابل اطمینان انتظام ہے۔ ویسے تو قائد اہلسنت قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی کی زبانی بارہا دارالعلوم کے بارے میں سنا الحمدللہ ادارے کو دیکھ کر دل باغ ہوگیا۔ حضرت مخدوم ومحترم مفتی محمد جان نعیمی اہلسنت وجماعت کے ان علمائے کرام سے ہیں جن پر حضرت قائد اہلسنت کو اعتماد تھا حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ساتھ ان کے

برادر عزیز صاحبزادہ حافظ نذیر احمد صاحب زید مجدہم سے بہت توقعات وابستہ ہیں۔ان کی سنجیدگی اور علم دوستی سے امید قوی ہے کہ یہ حضرت مفتی صاحب کے دست و بازو بن کر ادارے کی تعمیر و ترقی میں کوشش کریں گے۔اللہ تعالیٰ اس فیضان کو اسی طرح جاری و ساری رکھے۔

السید یوسف ہاشم رفاعی الکویتی دامت برکاتہم العالی

(سابق وزیر اوقاف کویت)

حمد وثنا کے بعد میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضر ہوا جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہر کراچی میں ہے میں نے اساتذہ کرام اور منتظمین اور طلبہ کرام سے ملاقات کی ۔میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کی توفیق سے یہ جامعہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔اور میں جامعہ کے مدیر مفتی محمد جان نعیمی کا بہترین انتظام وانصرام اور استقبال دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی فتویٰ نویسی

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) انتہائی دقیق مسائل کو عام فہم انداز میں بیان فرماتے تھے، اپنے قول کو ثابت کرنے کے لیے دلائل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ یہاں ہم پہلے یہ تحریر کریں گے کہ ایک مفتی کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے اور بعد میں حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاویٰ پر اہل علم کی کیا رائے ہے اُسے ضبط تحریر میں لائیں گے۔

فتوی دینے سے پہلے تحقیق ضروری ہے

علامہ خیرالدین الرملی وفات ۱۰۸۱ھ نے فتاوی خیریہ کے آخر میں ایک فتوی کے ضمن میں لکھا ہے کے مختلف فیہ مسائل میں راجح مرجوح کو پہچاننا اور قوی وضعیف کو جاننا وعلم فقہ کی تحصیل میں پائینچے چڑھانے والوں کی آخری آرزو ہے۔ مفتی اور قاضی کیلئے فرض ہے کہ تحقیق کے بعد جواب دیں۔ اٹکل پچو نہ ہانک دیں۔ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر کے اللہ تعالی پر افتراء کرنے سے ڈریں۔ یہ مال تو بڑی آفت اور مصیبت کبریٰ ہے۔ غرض فتویٰ دینا نہایت اہم کام ہے۔ اس معاملے میں بے باک، بدبخت و جاہل ہی ہوسکتا ہے۔

ایک آدھ کتاب دیکھ کر یا غیر واضح کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں

علامہ شامیؒ کہتے ہیں کے جب یہ بات معلوم ہوگی کہ مختلف فیہ اقوال میں سے راجح قول کی پیروی واجب ہے اور ترجیح دینے والوں کا حال بھی معلوم ہوگیا تو اب یہ جاننا چاہیے کہ ان فتووں کا کوئی اعتبار نہیں جو ہمارے زمانے کے اکثر مفتی صاحبان زمانے مابعد میں لکھی ہوئی

کتابوں میں سے کی ایک کتاب کو دیکھ کر دے دیا کرتے ہیں۔ خاص طور پر غیر واضح کتابوں سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے۔ مثلاً قہستانی کی شرح نقایہ علامہ حصکفی کی در مختار ابن نجیم مصری کی الاشباہ والنظائر اور اس قسم کی دوسری کتابیں کیوں کہ یہ کتابیں بہت زیادہ اختصار کی وجہ سے چیستان سی بن گئی ہیں نیز ان کتابوں میں غیر راجح اقوال کو ترجیح بھی دی گئی ہے۔ بلکہ دیگر مذاہب کے اقوال کو بھی ترجیح دی گئی ہے۔ جن کا مذہب میں کوئی قائل نہیں ہے۔

محض مطالعہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں

علامہ ابن حجر کے فتاویٰ میں میری نظر سے گزرا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس نے کسی استاد سے علم فقہ حاصل نہیں کیا اور وہ اپنے مطالعہ کے زور پر فتویٰ دیتا ہے تو کیا اس کے لیئے ایسا کرنا جائز ہے آپ نے جواب دیا ہے کہ اس شخص کے لیئے فتویٰ دینا کسی بھی طرح درست نہیں کیوں کہ وہ آدمی جاہل ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے بلکہ جو شخص معتبر اساتذہ سے علم فقہ حاصل کرتا ہے اس کے لیئے بھی ایک دو کتابیں دیکھ کر فتویٰ دینا جائز نہیں اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کے دس بیس کتابیں دیکھ کر بھی فتویٰ دینا جائز نہیں کیوں کہ اتنے آدمی بھی کسی ایسے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں جو مذھباً ضعیف ہوتا ہے اور ضعیف قول میں تقلید جائز نہیں۔

فتویٰ دینے کیلیئے کیا صلاحیتں ضروری ہیں

ہاں جو شخص فقہ کا ماھر ہے جس نے معتبر اساتذہ سے فقہ حاصل کیا اور اس میں فقہ کا فطری ذوق بھی ہے اور اس کو فقہ کا ملکہ حاصل ہو گیا ہے، تو ایسا شخص صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز کر سکتا ہے اور مسائل اور ان کے متعلقات کو قابل اعتماد طریقہ پر جان سکتا ہے غرض ایسا شخص لوگوں کو

فتویٰ دے سکتا ہے یہ شخص اس قابل ہے کہ لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنے۔

نا اھل مفتی کی سزا

اور جو شخص ایسا نہیں ہے اگر اس منصب شرف پر چڑھنے کی کوشش کرے تو اس کو ایسی عبرتناک سزا دینی چاہیے اور اس کو ایسی سخت سرزنش کرنی چاہیے کے وہ سزا دوسروں کو ایسی حرکت کرنے سے باز رکھے کیوں کے ایسے شخص کے مفتی بننے میں بیشمار مفاسد ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

طبقات فقہاء کرام:

علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان نے جن کی شہرت ابن کمال پاشا کے نام سے ہے ۔اپنے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ مفتی کے لئے اس شخص کا حال جاننا ضروری ہے جس کے قول پر وہ فتویٰ دے رہا ہے۔حال جاننے کا مقصد محض نام ونسب اور وطنی نسبت کا جاننا ضروری نہیں ۔محض اتنی بات بالکل بے فائدہ ہے بلکہ یہ جاننا ضروری ہے کہ مسائل روایت کرنے میں اسکا کیا مقام ہے۔اور مسائل کے دلائل سمجھنے میں اسکا کیا مرتبہ ہے۔اور طبقات فقہاء میں سے وہ کس طبقے کا ہے۔یہ باتیں جاننے سے مفتی کو کامل بصیرت حاصل ہوگی۔اور وہ مختلف آراء رکھنے والے فقہاء کے درمیاں امتیاز کر سکے گا۔اور متعارض اقوال میں سے کسی ایک قول کو ترجیح دینے پر اسکو کافی قدرت حاصل ہوگی۔اسلئے ذیل میں ہم فقہاء کے طبقات بیان کرتے ہیں۔

پہلا طبقہ

پہلا طبقہ مجتہدین مطلق کا ہے۔جنہوں نے شریعت میں اجتہاد کیا ہے مثلاً ائمۃ اربعہ اوروہ مجتہدین جوان کی روش پر چلے ہیں ۔جنہوں نے اصول فقہ کے قواعد کی بنیاد رکھی ہے اوراصول وفروع میں کسی کی تقلید کیئے بغیر ادلہ اربعہ،قرآن،حدیث،اجماع اور قیاس سے فروعی احکام مستنبط کیئے ہیں۔

دوسرا طبقہ

مجتہدین فی المذھب کا ہے جسے امام ابویوسف،امام محمد،امام اعظم کے دوسرے تلامذہ جواپنے استاد کے مقرر کردہ اصول وضوابط کی روشنی میں ادلہ اربعہ سے احکام مستنبط کرنے پر پوری طرح قادر ہیں ۔ان حضرات نے اگرچہ بعض جزئیات میں اپنے استاد کی مخالفت کی ہے مگر اصول میں وہ اپنے استاد کی پیروی کرتے ہیں۔

تیسرا طبقہ

مجتہدین فی المسائل کا ہے۔جن جزئیات میں امام اعظم اوران کے تلامذہ سے کوئی روایت منقول نہیں، یہ حضرات اپنے اجتہاد سے ان کے احکام بیان کرتے ہیں، مثلاً طحاوی، کرخی ،حلوانی، سرخسی، بزدوی اور قاضی خان وغیرہ۔یہ حضرت امام اعظم کے اصول میں مخالفت کرسکتے ہیں اور نہ فروع میں ۔البتہ امام اعظم کے تجویز کردہ اصول وضوابط کو پیش نظر رکھ کر ان جزئیات کے احکام مستنبط کرسکتے ہیں جن کے بارے میں امام اعظم سے کوئی قول مروی نہیں ہے۔

چوتھا طبقہ

اصحاب تخریج کا ہے۔ یہ حضرات مقلد ہوتے ہیں۔ مثلاً بصاص رازی اوران کے ہم رتبہ حضرات ان حضرات میں اجتہاد کی صلاحیت مطلق نہیں ہوتی ۔ مگر چونکہ یہ حضرات اصول کو اچھی طرح محفوظ کیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اوران اصول کے ماخذ سے بھی واقف ہوتے ہیں اسلئے صاحب مذہب سے یاان کے کسی مجتہد شاگرد سے منقول کسی ایسے قول کی جو مجمل اور ذ و وجہین ہوتا ہے۔ یا کسی ایسے حکم کی جس میں دواحتمال ہوتے ہیں۔ اپنی خداد صلاحیت سے اوراپنے امام کے اصول پیش نظر رکھ کراور نظائر وامثال دیکھ کر کے تفصیل وتعین کر سکتے ہیں ھدایہ میں جوکہیں کہیں آتا ہے۔ کہ کذانی تخریج الکرخی اور کذانی تخریج الرازی اس کا یہی مطلب ہے یعنی امام کرخی اور امام رازی اور امام بصاص رازی نے ان مسائل کی تفصیل کی ہے۔

پانچواں طبقہ:۔

اصحاب ترجیح کا ہے ۔ یہ حضرات بھی مقلد ہوتے ہیں ان میں بھی اجتہاد کی مطلق صلاحیت نہیں ہوتی جیسے قدوری، صاحب ہدایہ اوراپنے جیسے دوسرے حضرات ان فقہاء کا کام مختلف روایتوں میں سے کسی ایک روایت کوترجیح دینا ہے۔ جس کے لئے عام طور پر یہ تعبیرات اختیار کی جاتی ہیں۔ ہذااولی (یہ بہتر ہے) **هذا رواية صحيح** (اس کی روایت زیادہ صحیح ہے) ہذااوضح (یہ دلائل کے اعتبار سے زیادہ واضح ہے) ہذاارفق القیاس (یہ قیاس سے زیادہ ہم آہنگ ہے) ہذااوفق للناس (اس میں لوگوں کے لئے زیادہ سہولت ہے)۔

چھٹا طبقہ

اصحاب تمیز کا ہے یہ حضرات بھی مقلد ہوتے ہیں مگراقوی، قوی اور ضعیف کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔ نیز ظاہر روایت، ظاہر مذہب اورروایت نادرہ کے درمیان فرق کر سکتے ہیں

،مثلاً متون معتبرہ، کنز، مختار، وقایہ، اور مجمع کے مصنفین ان حضرات کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں مردود اقوال اور ضعیف روایتیں نقل نہ کریں۔

ساتواں طبقہ

ان فقہاء کا ہے جو مقلد محض ہوتے ہیں۔ اور جو مختلف اقوال میں تمیز بھی نہیں کر سکتے نہ کارآمد اور نکمے کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔ نہ دائیں بائیں میں فرق کر سکتے ہیں بلکہ جو کچھ مل جاتا ہے سب اپنی کتابوں میں جمع کر لیتے ہیں۔ ان کا حال رات میں لکڑیاں چننے والے جیسا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔ جو ان کی تقلید کرتے ہیں۔

علامہ حصکفی کی در مختار، علامہ عمر بن نجیم کی کنز کی شرح النہر الفائق، علامہ عینی کی کنز کی شرح رمز الحقائق، ابن نجیم مصری کی الاشباہ والنظائر فتویٰ کے اعتبار سے ضعیف کتب ہیں، اتنی دقیق اور مستند حضرات کی کتب کو علامہ شامیؒ فتویٰ کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس کے برعکس پاکستان میں مفتیوں کے چند طبقات پائے جاتے ہیں۔

علامہ شامی کے اقوال کے تناظر میں موجودہ دور کے مفتیوں پر ایک بحث

پہلا طبقہ

میں جو اردو کی کتب پڑھ کر یا ٹی وی پر چند مذہبی پروگرام دیکھ کر از خود مفتی بن جاتے ہیں)۔

دوسرا طبقہ

جو عرب ممالک مین خاص کر مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں چند سال کاروبار کی غرض سے جاتے ہیں اور واپس آکر رفع یدین کے حق میں دلائل کے انبار لگاتے ہیں اور معمولات اھلسنت

کی کھلم کھلا نفی کرتے ہیں۔

تیسرا طبقہ

جو اپنی جسامت، قد کاٹھ، جبہ و دستار آواز کے ترنم کی وجہ سے مفتی بن جاتے ہیں۔

چوتھا طبقہ

فضائل و مناقب اور نماز کے مسائل یاد کر کے مفتی کے درجے پر فائز ہو جاتے ہیں۔

پانچواں طبقہ

خطباء حضرات جو خطیب سے خطیب اعظم، خطیب اعظم سے خطیب پاکستان، خطیب پاکستان سے عرب و عجم، عرب و عجم سے مناظر اسلام مناظر اسلام سے مفتی اہلسنت بن جاتے ہیں۔

چھٹا طبقہ

حادثاتی مفتیوں کا ہے مثلاً اگر کسی ادارے کا مہتمم انتقال کر جائے تو ان کے وصال کے فوراً بعد ان کے شہزادے اگرچہ محض انہوں نے ایک دو درجے ہی پڑھے ہوں وہ بھی مفتی بن جاتے ہیں۔

ساتواں طبقہ

جس کو دین کی دال اور اسلام کی الف سے بھی واقفیت حاصل نہیں ہوتی جو اسلام کی اپنی منشاء کے مطابق تشریحات کرتے ہیں وہ کبھی حدود آرڈیننس اور کبھی شعائر اسلام کبھی جہاد کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں ان میں جاوید غامدی کی صورت میں ایک منکر حدیث کا ظہور بھی ہو گیا ہے جو اس طبقہ کا پیشوا ہے۔

ان سات طبقات کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

علامہ ابن کمال پاشا فرماتے ہیں کہ ایسے مفتیوں کا حال رات میں لکڑیاں چننے والے جیسا ہے اور ان لوگوں کیلیے بڑی خرابی ہے جو ان کی تقلید کرتے ہیں علامہ ابن حجر مکی کے بقول جو شخص اس منصب شریف پر بیٹھنے کی کوشش کرے اسکو ایسی عبرتناک سزا دینی چاہیئے کہ وہ سزا دوسروں کو ایسی حرکت سے باز رکھے۔

علامہ شامی کے اقوال کے تناظر میں علوم عقلیہ ونقلیہ پر دسترس رکھنے والے اکابرین اہلسنّت کی مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کے فتاویٰ دادِ تحسین

علامہ ابن حجر کے بقول جو شخص فقہ کا ماہر ہے۔ جس نے معتبر اساتذہ سے علم فقہ حاصل کیا ہے وہ فتویٰ دے سکتا ہے یاد رہے کے جن سات طبقات کا علامہ شامی نے تذکرہ کیا ہے حضرت مفتی اعظم سند مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہید) نے ان ساتوں طبقات کی کتب ان کی تشریحات ان کے اقوال ان کو ازبر تھے اور تمام فقہی مسائل ومباحث پر دسترس رکھتے تھے اور انہیں فقیہ کے حالات زندگی کی بھی مکمل آگاہی حاصل تھی آپ کے اساتذہ کرام علوم عقلیہ ونقلیہ میں اپنی مثال آپ تھے جن کی شہرت چہار دانگ عالم میں تھی حضرت مفتی اعظم کا ایک خاص طرز امتیاز رہا ہے کہ آپ کے پاس کوئی اہم ترین فتویٰ آتا آپ اپنے ہم عصر علماء سے اس سلسلے میں ضروری مشاورت فرمانے کے بعد فتویٰ جاری کرتے یہ آپ کی شان کریمانہ تھی حضرت مفتی صاحب کے ھم عصر علماء نے مفتی صاحب کے فتویٰ جات پر یوں تحسین فرمائی۔

صدر العلمآء علامہ غلام جیلانی میرٹھیؒ

کے تلمیذ رشید امام الشاہ احمد نورانیؒ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت مفتی اعظم سندھ کی مسائل فقیہ پر تحقیقی نظر اور انتہائی دقیق مسائل پر تحقیق کے سبب اھم نکات فرماتے تھے۔

غزالی زماں رازی دوراں مفسر قرآن علامہ السید احمد کاظمیؒ

کے تلمیذ رشید حضرت مفتی سید شجاعت علی قادریؒ فرماتے ہیں کہ

وہ (مفتی محمد عبداللہ نعیمی شھیدؒ) باریک بین محقق و مفتی تھے خاص طور پر اندرون سندھ سے ان کے پاس استفتاء بکثرت آتے تھے ان کا فتویٰ ہاں یا نہیں تک محدود نہ تھا بلکہ ان کے فتاویٰ دلائل پر مبنی ہوتے تھے۔

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمیؒ

کے لخت جگر حضرت مفتی محمد اطہر نعیمیؒ تحریر کرتے ہیں کہ

فتوی نویسی میں مفتی محمد عبداللہ کا وہی انداز تھا جو حضرت تاج العلمآء اور استاد محترم صدر الافاضل السید نعیم الدین مراد آبادیؒ کا تھا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادریؒ

کے شاگرد رشید مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزارویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

شہید اہلسنّت استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبداللہ نعیمیؒ اپنے علمی وقار اور حسن عمل کے لحاظ سے برصغیر کے قدیم بلاد العلم (سندھ) میں اسلاف کی یادگار تھے۔

ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی ؒ

کے شاگرد عظیم محدث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تحریر فرماتے ہیں کہ

وہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور مرجع خلائق مفتی تھے۔

تاج العلماء علامہ محمد عمر نعیمی ؒ

کے تلمید رشید مولانا جمیل احمد نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت مفتی اعظم سندھ تدبر و تفکر کا پیکر اور تفقہ فی الدین کا مجسم تھے بلکے اگر میں یوں کہوں تو مناسب ہوگا انکی کتاب سنت اور فقہی جزئیات پر نظر دقیق تھی۔

اتنے عظیم المرتبت اساتذہ کرام کے قابل قدر تلامذہ کا اس بات پر گواہی دینا ہے کہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید ؒ تفقہ فی الدین کی عملی تفسیر تھے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت علامۃ الدھر ابن عابدین شامی نے آج سے کئی سو برس پہلے مفتی کے لیئے جو شرائط فرمائی تھی۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہید ؒ) پر وہ ساری کی ساری صادق آتی ہیں۔

آپکے چند اہم فتاوٰی جات مسئلہ مشینی ذبیحہ

جنرل ایوب خان (سابق صدر پاکستان) کے دور حکومت میں جب مشینی ذبیحہ کا فتنہ اٹھا تو مفتی اعظم سرحد حضرت مفتی شائستہ گل نے ملک بھر کے علمائے کرام کے فتاوٰی جمع کیئے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید ؒ کا تحقیقی فتوٰی دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ اور انکے صاجزادے حضرت مولانا عبدالسبحان قادری سے استاذ صاحب نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے کہ جس کے فتوے نے میری زبردست رہنمائی کی بلکہ آپکے تسلی بخش جوابات کو دیکھ کر مولوی محمد

یوسف بنوری (نیوٹاون کراچی) نے بھی آپ کی تحقیق کی تعریف کی۔

چاند کی شہادت

آپ نے اعلائے کلمتہ الحق بیان کرنے میں اکابرین کی راہ اختیار کی مصائب کے باوجود حق گوئی و بے باکی کا دامن نہیں چھوڑتے تھے چنانچہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں جب چاند کے مسئلہ پر اختلاف ہوا تو آپ نے چاند کی شہادت کے سلسلے میں تحقیق کے لیے ملیر سے ۱۵ میل دور کاٹھور کا سفر طے کیا لیکن ان لوگوں نے چاند کی شہادت پر حلفاً بیان دینے سے انکار کر دیا۔

آپ نے اعلان فرمادیا کہ آئندہ کل عید نہیں ہے۔ چند شر پسند عناصر نے دار العلوم پر حملے بھی کروائے۔ آپ کے ساتھ زبان درازی بھی کی آپ نے ۱۵ میل سفر طے کیا۔ لیکن ایک فقیہ ہونے کی حیثیت سے فقیہ کے اقوال کی روشنی میں وہی فتویٰ جاری فرمایا جو قران وسنت کے عین مطابق تھا۔

جن موضوعات پر آپ نے فتوے جاری فرمائے اُن کا اختصاراً تذکرہ

مسلکی واختلافی مسائل میں سے کئی مسائل پر آپ نے بڑی حکمت و دانائی کے ساتھ قرآن وسنت اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں ان پر سیر حاصل بحث فرمائی بایں طور کہ نہ مخالف کی ذات پر حملہ نہ کوئی ایسا جملہ جو کہ عالم دین مفتی کے شایانِ شان نہ ہو، نہ کسی پر مہر کفر ثبت فرماتے۔

فرقہ واریت اور فتنہ تکفیر کے عروج والے زمانے میں ہونے کے باوجود آپ کسی اعلانیہ کافر کے علاوہ کسی دوسرے پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے تھے ایسی صورت میں آپ تاویل کے

قائل تھے آپکے پاس ایک سوال آیا تمام کمالات اللہ تعالی کے ذاتی ہیں لامحدود ہیں اور مخلوق میں جس کسی کو بھی کوئی کمال حاصل ہے وہ اللہ تعالی کی عطا ہے۔ لیکن ایک شخص اس عطا کو بندر بانٹ کہتا ہے اس گستاخی کرنے والے کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔۔؟ جواب میں آپ نے پہلے کتب معتبرہ سے بحث لکھی پھر آخر میں فیصلہ صادر فرماتے ہوئے لکھا کہ صورت مسئولہ میں متکلم کے کلام کو اچھے عمل پر محمول کیا جا سکتا ہے اس لیے متکلم پر کفر کا فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا تاہم ایسے الفاظ کا استعمال شرعاً حرام ہے لہٰذا متکلم پر واجب ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جائے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے۔

اہلسنّت و جماعت کی کئی مساجد میں اذان سے پہلے اور نماز جمعہ کے بعد امام و مقتدیوں کا کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا کیسا ہے جبکہ ایک طبقہ اسے بدعت قرار دیتا ہے قبلہ مفتی اعظم سندھ نے قرآن مجید و احادیث مبارکہ، علماء و متقدمین جو کہ عرفان الٰہی اور محبت رسول ﷺ سے سرشار تھے ان کے اقوال وارشادات کی روشنی میں اذان سے پہلے درود و سلام پیش کرنے کے جواز میں انتہا کی شرح و بحث کے ساتھ تحریرِ دلپذیر لکھی جس میں مخالفین کے سارے اعتراضات اور تمام شکوک وشبہات کا ایک ایک کر کے جواب لکھا۔

اس تحریر کو جید علماء کے روبرو پیش فرمایا جن میں شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری ،علامہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ، علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز رضوی، شیخ الحدیث مفتی سیّد ابوالبرکات، حضرت علامہ مفتی شائستہ گل قادری، شیخ الحدیث علامہ پیر محمد چشتی مذکورہ تمام علمائے کرام نے حضرت مفتی اعظم سندھ کے تحریر کردہ جواب کی موافقت میں جواز پر فتویٰ دیا جسکی پوری تفصیل فتاویٰ نعیمیہ جلد اول صفحہ نمبر ۳۹۲ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اس تحقیقی فتویٰ کو ربِّ ذوالجلال نے شرف اجابت بخشا اور قبولِ خاص و عام عنایت

فرمایا۔ اکثر مساجد کی انتظامیہ نے اس کا فریم بنا کر اسے نمایاں جگہ چسپاں کیا یہ فتویٰ، رسالہ اور پمفلٹ دونوں شکلوں میں موجود ہے تقریباً دس ایڈیشن ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔

جن مسائل پر مفتی صاحب نے فتویٰ جاری فرمایا ان میں عقائد پر نبی کریم عالم ما کان یکون، نورانیت مصطفیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کب ملی۔

نماز کے مسائل میں لفظ ''قد قامت'' پر امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا۔ گھڑی میں ریشم۔ چاندی، لوہا، پیتل، تانبا، اسٹیل کا چین استعمال کر کے امامت کرنا۔ مٹھی بھر داڑھی ایک قُبضہ سے کم کرانے والے کی امامت۔ دیوبندی وہابی کی امامت ناجائز ہے۔ بلاوجہ شرعی امام کو معزول کرنا۔ ندائے یارسول اللہ۔ ختمِ قرآن کی نیاز و خیرات اور اذان سے قبل درود و سلام کے منکر کی امامت۔ امام گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو توبہ کرنے کے بعد امامت کر سکتا ہے۔ عمامہ ہوتے ہوئے ٹوپی سے امامت کروانے کا حکم۔ جماعتِ ثانیہ کا حکم۔ گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم۔ سنتوں کی نیت ہو تو سنت رسول اللہ کہنا۔

نمار جنازہ کے متعلق طریقہ:۔ میت کو بغیر جنازہ دفنایا گیا اب کیا کرنا چاہیئے۔ میت کو اٹھانے کا طریقہ۔ زکوٰۃ، عشر و خراج کے متعلق مسائل:۔ بنک کی زکوٰۃ وصول کرنا کیسا ہے۔ پیسہ اور چاندی مقدار نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ حج کے متعلق مسائل:۔ پر مختصر احکام۔ حج پر قربانی کی رقوم سے تعمیر مدرسہ بلاشبہ جائز ہے۔

نکاح کے متعلق مسائل:۔ مرد کے اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کی حیثیت۔ منگنی نکاح نہیں ہے۔ دخول اور خلوتِ صحیح کے بغیر مطلقہ پر عدت لازم نہیں۔ باپ دادا کے علاوہ کوئی اور وارث کا نکاح کسی فاسق فاجر سے کرائے اس نکاح کا حکم۔ چچا کے ہوتے ہوئے ماموں صغیرہ

کا نکاح کرائے اس نکاح کا حکم۔ نکاح بالجبر کی ایک صورت بیوہ حاملہ بالزنا کے احکام تفصیل۔ نکاح زن سنی یا شیعہ ولی اگر بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرائے اس کا حکم۔ سوتیلی نانی ،نواسی کا نکاح۔ ایک شخص سے بیک وقت نکاح کی حیثیت۔ بہو کو سسر کے پاوں دباتے ہوئے شہوت ہوگئی اس کی حیثیت۔ نامرد خاوند کی بیوی کا حکم۔

رضاعت کے متعلق مسائل:۔ سن رسیدہ عورت اگر کسی بچے کو پستان منہ پر لگادے اس کا حکم۔ رضاعی بہن کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا۔ رضاعت پر گواہوں کا عرصہ دراز تک خاموش رہنا اس کا حکم۔

طلاق کے متعلق مسائل:۔ عورت کو غصہ میں کئی مرتبہ دہرا کر کہنا تو میری ماں بہن ہے ۔خط وکتابت کے ذریعے طلاق کا حکم۔ ایک ہی محفل میں تین طلاق کا حکم۔ طلاق طلاق طلاق کہنے سے کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ ایک شخص محرر سے طلاق نامہ لکھوالیتا ہے لیکن محرر سے پڑھکر سنتا ہے تو کیا حکم ہوگا۔ جب دونوں طلاق کا انکار کریں اور گواہ طلاق کی گواہی دیں اس صورت میں کیا حکم ہوگا۔ حالتِ غصہ میں شوہر اپنی بیوی کو یوں کہے اسے طلاق اس کا حکم۔ طلاق نامے پر گواہوں کے ہوتے ہوئے شوہر کا طلاق نامے سے انکار کرنا۔

وراثت کے متعلق مسائل:۔ کسی نام پر کوئی چیز خریدی جائے تو کس کی ہوگی۔ زید کی وفات کے بعد حکومت سے وصول شدہ پنشن میں تمام ورثاء شریک ہونگے۔ اگر میت اپنی زندگی میں کچھ جائیداد بطور ہبہ تحریر دے تو ہبہ معتبر ہوگا۔ عرف عادت کے طور پر زیورات یا جو کچھ دیا جاتا ہے اس کا حکم۔ مزارات اولیاءِ کرام پر جو نذرانہ پیش ہوتے ہوں اس کے لینے کا مستحق کون ہوگا۔

بیع اور شراء کے متعلق مسائل:۔ گم شدہ چیز کے دعویدار جب دو آدمی ہوں تو فیصلہ کس طرح سے ہوگا۔ ورثاء کی تقسیم کا کیا حکم ہوگا۔

مضاربت • اجارہ کے متعلق مسائل:۔ مرض الموت میں صبر کا حکم اور اس کی تفصیل۔ وصیت کے متعلق مسائل:۔ اوقاف کے متعلق مسائل۔ مسجد کے نام سے حاصل کردہ زمین پر مدرسہ تعمیر کرنا ناجائز ہے۔ واعظ کا مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا، مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں۔ سرکاری زمین یا کسی مملوکہ زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ وقادریہ کے پیشوا کون ہیں:۔ پیر کامل کی پہچان۔ مسلمانوں کا مسلمان سے ناراض ہونا۔ کیا وفات کے بعد روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ ٹی وی پر مذہبی و غیر مذہبی پروگرام دیکھنا کیسا ہے۔ شادی کے موقع پر سہرا باندھنا کیسا ہے۔ باآواز بلند مسجد میں ذکر کرنا کیسا ہے۔ ٹیپ ریکاڈر پر قرآن شریف سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے یا کے نہیں۔ اذان کے بعد انگوٹھے چومنے کا حکم۔ نماز تراویح میں ہر دو رکعت کے بعد نبی کریم علیہ السلام پر بلند آواز سے درود پڑھنا جائز ہے۔ نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔ نماز جنازہ کے لیے میت کے لیے اسقاط کا حکم۔ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم۔ قبر پر اذان دینے کا حکم۔ زیارتِ قبور کیلئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کیا مزارات اولیاء کرام سے خاکِ شفا کھانا جائز ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات پر جانوروں کا ذبح کرنا جائز ہے۔

راقم نے فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کی جلد اوّل سے چند مسائل کا اختصاراً تذکرہ کیا، مفتی صاحب نے جن مسائل پر تحقیق کی اس سے آپ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ واقعتاً مفتی صاحب قبلہ نے اپنے مسائل کے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی سعی کی جن ممتاز علمائے کرام نے فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کی اشاعت پر کلمات تحسین ادا کیے۔

ان میں امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ، مولانا عبدالسبحان قادری، حضرت مولانا قاری رضا المصطفیٰ اعظمی، حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی، حضرت مولانا اطہر نعیمی، حضرت مولانا قاری فصیح

الدین صدیقی، حضرت مولانا محمد حسن حقانی، حضرت مولانا سید حسن قادری، حضرت مولانا محمد شفیع اکاڑوی، حضرت مولانا خلیل احمد برکاتی، حضرت مولانا طفیل احمد نقشبندی، حضرت مولانا مفتی غلام قادر کشمیریؒ، حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری، مجاہد ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی وغیرہ۔

حضرت مفتی اعظم کی فتویٰ نویسی پر حرف آخر

راقم نے حضرت مفتی اعظم سندھ کے مختلف فتاویٰ جات پڑھے ان پر علماء کرام کی گراں قدر آراء کو بھی دیکھا ایک طالب علم کی حیثیت سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ہر مسئلہ پر دلائل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اور حوالہ جات کی ایک لمبی فہرست عام فہم انداز میں تحریر کی جو عام قاری بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے عقائد کی پختگی اختلاف برائے اختلاف نہیں بلکہ اختلاف برائے اصلاح ہے، انتہائی شائستہ اندازِ تحریر اور تہذیب کے دائرہ کے اندر رہ کر اپنا موقف بیان کرنا، حضرت مفتی اعظم سندھ کے فتویٰ میں ہر قاری کو ملے گا۔

الغرض خلاصہ تحریر یہ ہے کہ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کا مطالعہ ہر مفتی کے لئے ضروری ہے اور یہ فتاویٰ ہر لائبریری کی زینت ہے۔

تصنیفی خدمات

تحریر کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی اس کائنات کی۔ ارشادِ ربانی ہے کہ " وعلم الانسان بالقلم" رسالت مآب ﷺ کے زیرِ تربیت بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف مضامین میں تخصیص و امتیاز حاصل کرلیا تھا۔ جن میں بعض خوش نصیب ایسے تھے جنہیں اس اختصاص کی سند خود زبان نبوت سے ملی۔ آپ ﷺ نے مختلف صحابہ کو القابات سے نوازا فرمایا کہ سب سے بڑا قاری ابیّ بن کعب ہیں۔

حضرت علی کو قضاۃ میں امتیاز حاصل تھا۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علی اور سب سے بڑے قاری ابی عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، اسی طرح علومِ قرآنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ امتیاز کے حامل تھے۔ عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ صحابہ میں سب سے زیادہ علم قرآن رکھتے اور علم تفسیر و فقہ میں ابن مسعود کو شہرت ملی، خود آپ ﷺ نے یہ فرما کر سند عطا کی کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔ علم الفرائض میں زید بن ثابت ممتاز ہوئے۔

آپ کا قول مبارک ہے کہ میری اُمت میں علم الفرائض میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ ممتاز ہوئے آپ کا قول مبارک ہے کہ میری امت میں علم الفرائض زید بن ثابت زیادہ جانتا ہے (کنز العمال) اور حلال و حرام کے علم میں معاذ بن جبل درجہ امتیاز کے حامل تھے۔ احادیث مبارکہ کو حضرت عبداللہ بن عمر تحریر فرمایا کرتے تھے اسی طرح پہلی تفسیر، تفسیر ابنِ عباس حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے اور موطا امام مالک احادیث کا مجموعہ حضرت امام مالک نے جمع فرمایا مختصراً یہ سلسلہ ازل سے شروع ہے اور ابد تک جاری رہیگا۔ دینی طالب علم جب وہ

سالہ درس نظامی کا کورس مکمل کرتا ہے اس کہ لئے ضروری ہے کہ یا تو وہ مدرس بن کر علم پھیلائے یا مصنف بن کر یا مقرر بن کر اسمیں عظیم صدقہ جاریہ ہے۔ وہ انسان کو دار بقا کی طرف جانے کے بعد بھی زندہ رکھتا ہے۔

اللہ رب العزت نے ان صفات عظیمہ سے بھی حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی عبداللہ نعیمی شہیدؒ کو نواز تھا۔ یہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے کہ تمام خوبیاں ایک انسان میں جمع کردے عدم الفرصتی کے باوجود حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ نے چند رسائل تحریر فرمائے، جنہوں نے عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کی ۔حضرت مفتی اعظم سندھ نے اپنی زندگیٰ کے آخری ایام میں فتاویٰ کو جمع کیا تھا اور اسے کتابی شکل میں شائع کروانا چاہتے تھے لیکن آپ کی زندگی نے وفانہ کی۔آپ کے وصال کے بعد صاحبزادہ مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ نے فتاویٰ جمع کرنے کا کام شروع کیا مگر انکی حیات نے بھی وفانہ کی پھر یہ کام آپکے لختِ جگر نورِ نظر حضرت قبلہ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے تخریج کے ساتھ سرانجام دیا اور حضرت مفتی صاحب کے ''فتاویٰ بنامِ مجددیہ نعیمیہ'' کی صورت میں منظر عام پر لائے دیگر رسائلِ کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تحفہ الاخون فی جوازِ صلوٰۃ والسلام قبل الاذان

۲۔ **تفسیر وما اھل بہٖ لغیر اللّٰہ**

۳۔ دعا میں **اِنّ اللّٰہ و ملآئکتہٗ یُصَلُّونَ علَی النَّبِی** ودرود پڑھنا

۴۔ پیغام حق

۵۔ تعویز گنڈا جائز ہے

۶۔ نورانیتِ مصطفیٰ

ان کتب میں سے کتنی ہی کتب اردو اور سندھی زُبان میں چھپ کر ملک و بیرونی ملک

مقبولِ خاص وعام ہو چکی ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت مفتی صاحب فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ سمیت اپنے والد ماجد کی دیگر کتب ورسائل کی اشاعت کو بڑھائیں ماشاءاللہ حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی نے مخدومِ ملت فنافی المصطفیٰ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، مخدوم محمد عابد سندھی مدنی سمیت دیگر اکابرین سندھ کی کتب عربی زبان میں تحقیق وتخریج فرما کر اشاعت کروا رہے ہیں۔

حضرت مفتی محمد جان نعیمی کو چاہیے کہ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کی عربی میں اشاعت کا اہتمام فرمائیں تاکہ یہ فتاویٰ عرب ممالک میں فتاویٰ ہندیہ کی طرح مقبول ہو اور اہل عرب اس سے مستفید ہوں۔

مکتبہ لائبریری مجددیہ نعیمیہ

نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مومن کبھی بھی علم سے سیراب نہیں ہوتا" حضرت جابر بن عبداللہؓ کو ایک حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر ہوئی کہ فلاں شخص کے پاس یہ حدیث ہے اور وہ شام میں رہتا ہے آپ نے فقط اس مقصد کے لیے ایک اونٹ خریدا ایک حدیث کی طلب کے لیے ایک ملک سے دوسرے ملک گئے کئی مہینے لگ گئے، کسی نے کہا اتنا طویل سفر کیوں فرما رہے ہیں جواب میں فرمانے لگے کہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کر رہا ہوں۔

حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ میں وہی جابر بن عبداللہ والا جذبہ صادقہ پایا جاتا تھا لق ودق صحراء ہو یا کہ خزاں، گرمیوں کے تپتے دن ہوں یا سردیوں کی ٹھنڈی راتیں، گاڑی کا سفر ہو یا پیدل، ہر ایک قید سے آزاد ہو کر فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنی پیاس بجھاتے

رہے آپ نے قلمی نسخوں اور کتب کے لے میلوں پیدل سفر طے فرمایا ہر خانقاہ ہر گوٹھ اور ہر شہر کا سفر کیا، موسموں کی سختیاں، مالی وسائل کی عدم فراہمی آپ کے آڑے نہ آسکی اسی مقدس سفر کی جستجو میں اپنی جان جان آفرین کی سپرد کردی۔ کبھی کبھار طلبہ سے از راہِ تفنن فرمایا کرتے کہ اگر میں لالچ کرتا تو ان کتب کی جگہ ایک بس خرید سکتا تھا یہ آپ ہی کا فیضان ہے کہ اب دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں آپ کے فرزند دلپسند مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم کی انتھک اور شبانہ روز کوششوں سے تمام سہولیات سے آراستہ ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری قائم ہو چکی ہے جس کا باقاعدہ افتتاح حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے 3 اپریل ۱۹۹۹ کو اپنے دستِ مبارکہ سے فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم سندھ کتاب دوست شخصیت

مشہور ماہر تعلیم حضرت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہریؒ تحریر فرماتے ہیں جب جامع مسجد مکلی (ٹھٹھہ) میں حضرت مفتی صاحب سے فقیر کی پہلی اور آخری ملاقات ہوئی عرض کیا کہ تھوڑی دیر کے لیئے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں حضرت نے فرمایا ایک شادی میں سجاول جا رہا ہوں انشاء اللہ پھر آؤں گا اتفاق سے اس زمانے میں فتاویٰ رضویہ کی ایک غیر مطبوعہ جلد چھپ کر ہندوستان سے آئی تھی فقیر نے چلتے چلتے باتوں میں اس کا ذکر کیا تو سنتے ہی غریب خانے پر چلنے کیلیئے تیار ہو گئے تشریف لائے بڑے ذوق وشوق سے اس جلد کا مطالعہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا مجھے عنایت فرمادیں مطالعہ کے بعد واپس بھیج دی جائے گی۔ چونکہ فقیر نے مطالعہ نہیں کیا تھا اسلئے عرض کیا کہ مطالعہ کے بعد پیش کر دی جائے گی ایسا محسوس ہوا کہ حضرت مفتی صاحب کو اس جواب سے دھچکا سا لگا فوراً فرمایا جب مر جاوں گا؟ یعنی میرے مرنے کے بعد دیں گے فقیر نے یہ کلمات سنتے ہی فتاویٰ رضویہ کی وہ جلد پیش کر دی، اللہ اکبر! یہ تھا ان لوگوں کا ذوق

وشوق اور امانت داری کہ غیر مجلد کتاب لے گئے اور جلد بنوا کر واپس کی۔

آج کل یہ ایمانداری کہاں، کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ حضرت مفتی صاحب اپنی کار میں تلاش علم کے لیے جارہے تھے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے خبر پڑھتے ہی مفتی صاحب کے وہ الفاظ یاد آگئے جب میں مرجاوں گا تب؟ واقعی اگر پہلی ملاقات میں فقیر فتاویٰ رضویہ نہ دیتا تو فقیر کبھی نہ دے پاتا حیف! یادرہے کہ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کو اعلیٰحضرت سے والہانہ اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا ایک مرتبہ مولانا رئیس بدایونی اعلیٰحضرت کا جبّہ اور دستار لائے آپ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرمایا۔

علامہ سید اکبر حسین ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کو مطالعہ سے کبھی بھی سیری نہ ہوتی اس مقصد کی لئے آپ نے وہ کتب آسانی سے حاصل کرلی جو بازار میں موجود تھیں لیکن نایاب تفاسیر احادیث فقہ سیرت اور دیگر علوم پر کتب آپ نے بڑی جدوجہد کے بعد حاصل کیں ان میں ایسی کتب بھی موجود ہیں جو پاکستان کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہیں۔

مجھے ایک واقعہ اچھی طرح یاد ہے جب ایوب کے دور حکومت میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن دارالعلوم میں آئے وہ اس وقت حکومت میں کوئی اہم منصب سنبھالے ہوئے تھے وہ انگریزی لباس میں ملبوس تھے قبلہ استاد صاحب کو مہمان کے آنے کی اطلاع دی گئی آپ نے بغیر کسی تعارف کے بڑے پرتپاک انداز میں ان کا استقبال کیا انہیں اپنے پاس بیٹھایا اور معمول کے مطابق ان کی تواضع کی، آنے کا مقصد دریافت کیا تو انہوں نے کسی نایاب کتاب کے بارے میں استفار کیا کہ فلاں کتاب سے مجھے ایک حوالہ کی تصدیق کرنی ہے میں پاکستان کی تمام لائبریریوں کو دیکھ چکا ہوں مجھے مذکورہ کتاب کہیں نہیں ملی کسی نے بتایا ہے کہ آپ کے پاس مل سکتی ہے آپ کے پاس نایاب کتب کا ذخیرہ ہے آپ نے انہیں دکھائی اور فرمایا آپ اپنا تعارف تو

کروائیں آپ کون ہیں؟ جو دل میں جذبہ تحقیق رکھے یہاں تشریف لائے ہیں تو انہوں نے جواباً عرض کیا اگر میں نے اپنا تعارف کروایا تو ممکن ہے کہ آپ مجھے دھکے دے کر یہاں کے خادم سے نکلوا دیں کیوں کہ اکثر علماء میرے خلاف ہیں استاد صاحب نے فرمایا کہ ہم نبی پاک کے دین کے خادم ہیں، آپکی سنت کی تعلیم دینے والے ہیں کوئی غیر مسلم بھی آجائے ہم اس کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں گے آپ تو ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔

مولانا گل حسن نعیمی نے بتایا کہ حضرت استاد محترم کو دینی کتب حاصل کرنے اتنا شوق تھا کہ جہاں سواری کا انتظام نہ ہوتا بیس بیس میل کتب کے حصول کے لیے پیدل سفر طے فرماتے حضرت کو کتابوں سے اسقدر محبت تھی کہ تلامذہ کو کتابیں خریدنے کی تلقین فرماتے۔ خود کتابیں خرید لاتے اور جو کتاب دوست ذھین طالب علم ہوتا اسے فرماتے کہ بیٹا یہ کتاب اپنے لیے لایا تھا لیکن چاہتا ہوں کہ آپ اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں آپ نصف قیمت دے کر یہ کتاب مجھ سے لے لیں جب چاہو رقم ادا کر دینا بسا اوقات مہنگی کتاب کو چند پیسوں کے عوض طلبہ کو دے دیتے تا کہ طلبہ کا کتب حاصل کرنے میں شغف بڑھے۔

مولانا محمد ابراہیم نعیمی کے بقول ایک مرتبہ مفتی محمد حسین نعیمی لاہور سے تشریف لائے استاد صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ لائبریری کھولو۔ میں نے لائبریری کھولی، حضرت مفتی صاحب نے لائبریری دیکھتے ہی اپنی شہادت کی انگلی منہ میں ڈال دی اور فرمانے لگے آپ نے اتنی کتب کس طرح جمع کر لی؟ استاد محترم نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا جب میں اس بچے کی عمر کا تھا تو کتابوں کا بے حد شوق تھا اپنے گھر کا واحد کفیل تھا لیکن اس کے باوجود کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا، اس شوق کی بناء پر ایسا ہوا حضرت مفتی محمد حسین نعیمیؒ نے جب یہ جواب سنا تو فرمانے لگے اللہ اس میں اور برکت فرمائے۔

حضرت جسٹس سید شجاعت علی قادری فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے ہمیں کتابوں کے معاملے میں دیوبندیوں سے مستغنی کردیا ہے کہ پہلے جب کبھی ہمیں کتابوں کی ضرورت ہوتی تو دیوبندیوں کے مدارس سے منگوا کر کتب کا مطالعہ کرتے مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے روکھی سوکھی روٹی کھا کر کتابیں خریدیں، حضرت نے اپنی زندگی میں قلمی نسخے اور مطبوعہ کتب بھاری داموں میں خرید کر ایک عظیم اثاثہ چھوڑا یاد رہے کہ حضرت سید مفتی شجاعت علی قادری قسطوں پر مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) سے کتابیں خریدا کرتے تھے۔

مفتی محمد اطہر نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ کراچی جسے مادر علمی کہا جاتا ہے یہاں اہل علم حضرات کی کمی نہیں لیکن اس کے باوجود اہل علم حضرات کے پاس کتابوں کی شکل میں کماحقہ علمی خزانہ موجود نہیں تاہم مفتی صاحب ان صاحبان علم وفن میں سے ایک تھے۔ جن کے پاس وافر تعداد میں مطبوعہ کتب ہی نہیں بلکہ کئی قیمتی کتب کے قلمی نسخے بھی موجود تھے۔

حضرت مفتی اعظم سندھ کو کتابوں کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا وہ اپنی کتابیں جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اگر کسی نایاب کتب کا نسخہ کہیں سے دستیاب ہو جاتا تو اس کی فوٹو کاپی بنوالیتے، اس کو مجلد کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اپنے پاس محفوظ فرمالیتے، جب کسی نئی کتاب کو دیکھتے بڑی مسرت کا اظہار فرماتے جیسے کوئی بڑی نعمت حاصل ہوگئی ہو۔ کتب اسلامیہ کا حصول اور انکا مطالعہ مفتی صاحب کا بہترین مشغلہ تھا وہ اپنے طلباء کو بھی کتب دینیہ کے حصول ومطالعہ کی نصیحت کرتے رہتے تھے بلکہ ان سے پوچھا کرتے تھے کہ ان کے پاس کون کون سے کتابیں ہیں۔ پھر ساتھ ہی مشورہ دیتے کہ فلاں فلاں مصنف کی کتاب ضرور خرید لو۔ آپ اپنے علمی خزانے پر فخر اور ناز فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کتب کا عظیم عطیہ عطا فرمایا ہے۔

حضرت جسٹس سید شجاعت علی قادری نے مفتی صاحبؒ کی سوئم کی تعزیتی نشست میں خطاب کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ مجھے ڈاکٹریٹ کے مطالعہ کے لیے مطلوبہ کتب کی ضرورت تھی لیکن وہ مطلوبہ کتب کہیں نہیں مل رہی تھیں اور وقت بھی کم رہ گیا تھا۔اسی اثناء میں مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے نہ صرف مطلوبہ کتب مجھے عنایت فرمائیں بلکہ میری تشنگی کو سیرابی میں بدل دیا۔

حضرت مفتی صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علماء حضرات کا سرمایہ کتابیں ہوتی ہیں جو عالم اپنی کتابیں فروخت کرتا ہے وہ اپنا علم فروخت کرتا ہے، یعنی سستے داموں میں قیمتی علم کو فروخت کردیا ہے۔آپ اکثر اپنے تلامذہ کو عربی کتب خرید کرلادیتے یا اسطرف ترغیب دلاتے۔

مکتبہ مجددیہ نعیمیہ (لائبریری) ذرائع ابلاغ کی نظر میں

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی عظیم یادگار جس کے لیے آپ نے یہ ساری جہدو مسلسل فرمائی بغیر کسی شخصی اور حکومتی سرپرستی کے اتنی بڑی لائبریری قائم کرنا حضرت مفتی اعظم سندھ کا روحانی فیضان ہے کتب میں اضافہ کا سارا سہرا آپ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی کو جاتا ہے۔

مختلف اشاعتی اداروں اور اخبارات نے مذکورہ لائبریری کو دادِ تحسین دی ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۲ کو عالمی نشریاتی ادارے BBC لندن سے ایک خصوصی رپورٹ قدیم کتب اسلامیہ کے موضوع پر نشر ہوئی اس رپورٹ میں سامعین کو بتایا گیا کہ قدیم کتابوں اور قلمی نسخوں کا وافر مقدار میں ذخیرہ پاکستان (کراچی) کے دارالعلوم میں موجود ہے جسکے بانی و مہتمم حضرت مفتی محمد عبداللہ (شہیدؒ) ہیں۔

مکتبہ مجددیہ نعیمیہ (لائبریری) ارباب فہم وفراست وعلماء ومشائخ کی نظر میں

قائداہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آج ۳۱ شوال ۱۳۱۹ھ لائبریری موسوم مکتبہ المجددیہ النعیمیہ کے افتتاح کا شرف حاصل کیا۔مکتبہ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا جس ترتیب سے کتابیں مزین کی گئی ہیں اور تقریباً تمام علوم پر کتابیں اور مخطوطات حسن ترتیب سے رکھی گئی ہیں۔اس پر حضرت صاحبزادہ والاشان مولانا مفتی محمد جان نعیمی کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں یہ مثالی مکتبہ ہے مدارس اہلسنت کواسکی تقلید کرنی چاہیے۔

شاعرِ ہفت زُباں السید نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(زیب آستانہ عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد)

علامہ محمد جان نعیمی صاحب کا مدرسہ جامعہ مجددیہ نعیمیہ اور اس میں موجودہ عظیم کتب خانہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ مولانا کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ آپ اس دور پرفتن میں کتب کی ترویج واشاعت کما حقہ کرسکیں۔

حضرت پیر طریقت پیر محمد عتیق الرحمٰن نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم العالی

(زیب آستانہ عالیہ فیض پور شریف میر پور آزاد کشمیر)

۶ جنوری ۲۰۰۳ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضر ہوا لائبریری کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوگیا نفاست ملاحظہ کر کے امام ربانی مجدد الف ثانی کی تعلیمات ملفوظات وارشادات اور پاک زندگی کی مہک نظر آئی مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد جان نعیمی کے اس عظیم مشن کو اللہ تبارک و تعالیٰ تادیر جاری رکھے۔

مناظر اہلسنّت علامہ سعید احمد اسعد مدظلہ العالی

آج ۳ اپریل ۱۹۹۹ مکتبہ مجددیہ نعیمیہ کے نام سے موسوم عظیم الشان لائبریری کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل کی قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس لائبریری کا افتتاح فرمایا لائبریری دیکھنے سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد کی لائبریری ایک مثالی لائبریری ہے لیکن اب مجھے اپنا خیال تبدیل کرنا پڑا واقعی مبلغ اسلام مفتی اہلسنت حضرت مولانا مفتی محمد جان

نعیمی کے علمی شخصیت کتب بینی سے عشق کی حدتک علوم کتاب سنت کی ترویج مشن سے والہانہ لگن ہے کہ یہ لائبریری جیسا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی ذامت برکاتہم العالی

(سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی)

مفتی محمد عبداللہ صاحب کو دینی کتابوں کو جمع کرنے کا ایسا شوق تھا جسکی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔ مولانا نے ایسے نادر علمی نسخے حاصل کئے جنکے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ انکے نام بھی نہیں سنے گئے اسی علمی ذخیرہ کی نگہداشت اب مولانا محمد جان نعیمی کے ذمے آئی جنکو انہوں نے نہایت سلیقے کے ساتھ نبھایا جواب مجددیہ نعیمیہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

"دارلعلوم مجددیہ نعیمیہ میں موجودہ عظیم الشان لائبریری اہلِ علم محققین کو دعوت نظارہ دیتی ہے جس میں ھزاروں مطبوعہ کتب کے ساتھ ساتھ سینکڑوں علمی اور قیمتی کتب بھی موجود ہیں یہ سب مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کا فیضان ہے۔

گرامی قدر محمد حنیف خان

(معاون مشیر تعلیم وزارت تعلیم اسلام آباد)

آج بتاریخ ۲ مارچ ۹۹ جامع مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی کے معائنے کے دوران دارالعلوم کی لائبریری دیکھنے کا موقع ملا ماشااللہ دارالعلوم کے روحِ رواں جناب مولانا محمد جان نعیمی کی خداداد صلاحیتوں کی جھلک لائبریری کی ترتیب میں موجود ہے لائبریری میں تفسیر حدیث فقہ وغیرہ موضوع پر کافی کتابیں موجود ہیں جو تحقیق کے میدان میں نیز درس وتدریس کے لیے نہایت مفید ہیں۔

محترم نثار احمد کھوڑو

(اسپیکر سندھ اسمبلی)

آج مورخہ ۲ فروری ۱۹۹۹ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ مدرسہ اور کتاب گاہ دیکھنے کا موقع ملا اور یہ مناظر دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ کس خوب صورتی سے کتابوں کو رکھا گیا ہے اور کس قدر انکی قدر کی جاتی ہے۔

محترم الحاج شمیم الدین

(سابق وزیر اعلیٰ سندھ)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا اور مجھے یقین ہے کہ جلد ہی یہ ذخیرہ کتب پاکستان بھر کے کتب خانوں پر فوقیت حاصل کرے گا۔

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر مجددی دامت برکاتہم العالی

(صدر جمعیت علمائے پاکستان)

آج جامعہ مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا لائبریری کیا ہے؟ حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کا فیضان اور حضرت مفتی محمد جان نعیمی کی لطافت طبع کا مظہر اتم ہے اہلسنّت وجماعت کے مدارس میں ایسی عظیم الشان اور خوبصورت لائبریری فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔

حضرت مفتی محمد منیب الرحمٰن دامت برکاتہم العالی

(چیئر مین رؤیت ہلال کمیٹی)

۲۲ جولائی ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ بغرض امتحان دارلعلوم مجددیہ نعیمیہ حاضری کا شرف حاصل ہوا اس مبارک موقع پر ادارے کا جدید کتب خانہ دیکھنے کو ملا ماشاالله لائبریری اپنی حسن صوری و

معنوی اعتبار سے اہلسنّت کے اداروں میں عدیم النظر ہے جدید وقدیم کتب علوم وفنون ترتیب سے رکھی گئی ہیں تقریباً تمام علوم کے دستیاب مآخذ ومراجع موجود ہیں تمام کتابیں ایک سلیقہ وقرینہ سے جلوہ گر ہیں لائبریری کے شلف، فرش وڈائننگ جاذب نظر ہیں۔

علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالی

(امیر جماعت اہلسنّت کراچی)

آج مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۹ بروز منگل دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں حاضری ہوئی دار العلوم کا دارلمطالعہ دیکھ کر بے حد مسرور ہوا دار المطالعہ میں تمام علوم پر کتابیں دیکھنے کوملتی ہیں۔

مولانا سید ریاض حسین شاہ کاظمی دامت برکاتہم العالی

(ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان)

دار العلوم مجددیہ نعیمیہ حاضری کی سعادت ہوئی کتب خانہ اسلاف کے علمی ذوق کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔

مولانا سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالی

(امیر جماعت اہلسنّت پاکستان)

آج مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۹ دار العلوم کی پرشکوہ عمارت بالخصوص قابل رشک لائبریری دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔

حافظ محمد تقی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(سابق ایم این اے)

مورخہ ۱۲۰ کتوبر ۱۹۹۹ء جب دار العلوم کی بالائی منزل پر لائبریری دیکھی تو بے ساختہ

فقیر کی زبان سے نکلا واقعی یہ ایک ایسی لائبریری ہے جو جملہ سہولتوں سے مزین اور دینی حوالے سے جملہ کتب اس میں موجود ہیں۔ میں نے ملک بھر کے دینی مدرسوں اور جامعات اہلسنّت میں ایسی شاندار اور علمی کتب سے بھری لائبریری نہیں دیکھی۔

علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری مدظلہ العالی

(ممبر اسلامی نظریاتی کونسل۔ صدر جے یو پی سندھ)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی خاص بات یہ ہے کہ جو اسے دوسرے مدارس سے ممتاز کرتی ہے جو اسکی خوبصورت دلآویز دلکش پروقار لائبریری ہے اس لائبریری میں ہر موضوع پر کثیر تعداد میں کتب موجود ہیں لیکن اسکی اصل قلمی نسخے اور مخطوطات میں جو علماء ومشائخ سندھ کا اثاثہ ہیں بلا شبہ یہ قلمی نسخے عظیم سرمایہ ہیں۔

محمد عباس قادری شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(سربراہ سنی تحریک)

آج مورخہ ۲۷ فروری ۲۰۰۰ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا دورہ کیا تو اس میں قائم دینی لائبریری دیکھی جس میں بے شمار قیمتی اور نایاب کتابیں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں یہ ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کی جس طرح خدمت کر رہا ہے جو دوسرے سنیوں کے لیے باعث تقلید ہے۔

علامہ سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی

(سرپرست ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری بلاشبہ جدید ترین لائبریری کھلانے کی مستحق ہے اپنی ترتیب تعظیم اور انتخاب موضوعات کے اعتبار سے راقم کے خیال میں اھل سنت کے مدارس اور

جامعات کے لیے ایک مثال اور نمونہ ہے۔

علامہ سیّد عرفان شاہ مشہدی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا دارالکتب مثالی ہے جو ذخیرہ علمی ہونے کے ساتھ ساتھ لائبریری کے جدید نظام کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

مولانا محمد ابراہیم فیضی کے ہمراہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ حاضری ہوئی دارالعلوم کی لائبریری اہل سنت کے مدارس میں سب سے ممتاز ہے۔ عمدہ نظام اور بہترین سیٹنگ ہے۔ محققین کے لئے یہ مکتبہ اس گئے گزرے دور میں مرجع خاص ہے۔ کئی علماء نے اس مکتبہ کی اس صورت سے ماضی میں استفادہ کیا۔ جو اس کی قدیم صورت تھی۔ جدید دور کے محققین کو اس کی استفادہ کے لئے حاضری ہوئی۔

علامہ مولانا معین الحق علیمی مدظلہ العالی (انڈیا)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری کو بہت منظم اور خوبصورت پایا اہل سنت و جماعت کی ایسی لائبریری پاک و ہند میں اب تک دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کیوں نہ ہو جس درس گاہ کو قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کی سرپرستی حاصل رہی ہو۔

گرامی قدر حافظ سعد اللہ صاحب

(نگراں دیال سنگھ لائبریری لاہور)

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز کی ایماء پر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی خوبصورت لائبریری کتابوں کی

موضوع ترتیب اور سب سے بڑھ کر عمدہ کولیکشن دیکھ کر ایمان تازہ ہو گیا۔

سید احسن اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

(مسند نشین کچھوچھہ شریف انڈیا)

اپنی ترتیب و تہذیب کے اعتبار سے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری ایک جدید ترین لائبریری کہلانے کا بلاشبہ حق رکھتی ہے۔

پیر محمد امین الحسنات مدظلہ العالی

(جگر گوشہ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازھری)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا آج پہلی زیارت کا موقع ملا لائبریری کی حسین و جمیل عمارت اور اس میں کتابوں کی خوبصورت ترتیب حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی کے حسن ذوق کا آئینہ دار ہے۔

شہید اہلسنّت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان)

آج فضیلۃ الشیخ علامہ حسین الدین شاہ سرپرست اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان کی قیادت و سعادت میں درج ذیل علمائے کرام نے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔ مولانا محمد منشاء تابش قصوری، پروفیسر محمد صدیق اکبر، مولانا نذیر احمد سعیدی ،مولانا محمد رمضان سیالوی۔ تمام علماء کرام نے انتہائی خوبصورت دلآویز منظم اور دیدہ زیب دارالمطالعہ کی زیارت کی، کتب خانے کی اپنی تعریف ہے جو تسلسل سے مختلف ادوار اور زمانوں سے گزرتی ہوئی موجودہ شکل میں آئی کتاب کے مواد کے ساتھ ظاہری حسن و خوبی بھی اپنے دامن میں سموئے اہل علم کے فیض رسانی کا ذریعہ بن رہی ہے۔

علامہ خادم حسین رضوی مدظلہ العالی

(استاذ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھنے حاضر ہوا اس سے قبل بھی بہت سے کتب خانے دیکھے لیکن جامعہ مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھ کر دل کی انتہائی گہرایوں سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد جان نعیمی کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔

علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور)

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی لائبریری دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اسکا شعبہ مخطوطات اپنی مثال آپ ہے لائبریری میں انتہائی نادر و نایاب کتب دیکھنے کو ملی واقعی اہلسنّت وجماعت کی لائبریریوں میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی

(ایڈیٹر جہاں رضا لاہور)

کراچی آیا گلی کوچوں سے ہوتا ہوا ایک علمی خیاباں پہنچا، جس کا نام جامعہ مجددیہ نعیمیہ ہے اسکی خوبصورت لائبریری میں چند لمحات گزارے تو محسوس ہوا کہ ابھی ہماری علمی اور کتابی زندگی کی بہاریں موجود ہیں اے کاش میرے پاس وقت ہوتا میں زیادہ سے زیادہ وقت لائبریری میں گزارتا۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے چند تلامذہ

۱۔ حضرت مفتی قاضی محمد احمد نعیمی (غریب آباد ملیر)

۲۔ حضرت مولانا شیخ نجم الدین نعیمی مرحوم (لانڈھی، کراچی)

۳۔ حضرت مولانا اکبر حسین ہاشمی نعیمی (اٹک پنجاب)

۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد بخش نعیمی مرحوم (جہلم پنجاب)

۵۔ حضرت مولانا عبدالطیف نعیمی مرحوم (ضلع ٹھٹھہ)

۶۔ حضرت مولانا نظر محمد نعیمی۔ (جاتی ضلع ٹھٹھہ سندھ)۔

۷۔ حضرت مولانا نور محمد نعیمی (شیرِ ملیر)

۸۔ حضرت مولانا عنایت اللہ نعیمی مرحوم (بٹھورہ ضلع ٹھٹھہ، سندھ)

۹۔ حضرت مولانا فقیر محمد جان اشرفی نعیمی (سجادہ نشین ویہڑ شریف، دادو)

۱۰۔ حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق نعیمی مرحوم (کیمل پور، پنجاب)

۱۱۔ حضرت مولانا شفاعت رسول نعیمی (کیمل پور، پنجاب)

۱۲۔ حضرت مولانا موسیٰ جت نعیمی (گولارچی، بدین، سندھ)

۱۳۔ حضرت مولانا اسلم نعیمی قریشی (ملیر کراچی)

۱۴۔ حضرت مولانا عبدالعلیم قادری نعیمی (شاہ فیصل کالونی کراچی)

۱۵۔ حضرت مولانا نور الھادی نعیمی (شاہ فیصل کالونی کراچی)

۱۶۔ حضرت مولانا فضل ہادی نعیمی مرحوم (مردان)

۱۷۔ حضرت مولانا ولی اللہ نعیمی (بہاولنگر پنجاب)

۱۸۔حضرت مولانا رحیم بخش نعیمی (ملیر کراچی)

۱۹۔حضرت مولانا حافظ محمد رمضان نعیمی (سرگودھا)

۲۰۔حضرت مولانا محمد حسین نعیمی (گجرات پنجاب)

۲۱۔حضرت مولانا عبدالعزیز نعیمی (میمن گوٹھ ملیر، کراچی)

۲۲۔حضرت مولانا اسحاق طاہر القادری نعیمی (کراچی)

۲۳۔حضرت مولانا نظر محمد نعیمی (جاتی ضلع ٹھٹھہ، سندھ)

۲۴۔حضرت مولانا محمد ادریس نعیمی (شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ، سندھ)

۲۵۔حضرت مولانا رئیس احمد بدایونی نعیمی مرحوم (ملیر، کراچی)

۲۶۔حضرت مولانا محمد ابراھیم تھیم نعیمی (جاتی ٹھٹھہ، سندھ)

۲۷۔حضرت مولانا نور محمد لاسی نعیمی (بیلہ، بلوچستان)

۲۸۔حضرت مولانا محمد احمد رئیسی نعیمی (دبئی)

۲۹۔حضرت مولانا رحیم بخش نعیمی (ملیر، کراچی)

۳۰۔حضرت مولانا عبدالرحیم رئیسی (چاہ بار، ایران)

۳۱۔حضرت مولانا ابراھیم بلوچ ایرانی نعیمی (دبئی عرب امارات)

۳۲۔حضرت مولانا گل حسن نعیمی (جاتی ٹھٹھہ)

۳۳۔حضرت مولانا عبدالغنی بلوچ نعیمی (ملیر کراچی)

۳۴۔حضرت مولانا عبدالکبیر کشمیری نعیمی مرحوم (آزاد کشمیر)

۳۵۔حضرت مولانا حافظ شہاب الدین نعیمی مرحوم (سندھ)

۳۶۔حضرت مولانا بلال احمد نعیمی ایرانی (چاہ بار ایران)

۳۷۔ حضرت مولانا محمد اسلم قریشی نعیمی (کراچی)

۳۸۔ حضرت مولانا فیض احمد نعیمی (ورغلام اللہ ضلع ٹھٹھہ)

۳۹۔ حضرت مولانا احمد جت نعیمی (شاہ بندر، ٹھٹھہ سندھ)

۴۰۔ حضرت مولانا محمد حسین نعیمی (گجرات)

۴۱۔ حضرت مولانا خلیل احمد نعیمی مرحوم (شاہ بندر، ٹھٹھہ)

۴۲۔ حضرت مولانا محمد ھاشم نعیمی (بوہارا، ٹھٹھہ)

۴۳۔ حضرت مولانا عبدالکریم نعیمی (کھارادر کراچی)

۴۴۔ حضرت مولانا عبداللہ نعیمی پنہور (ضلع ٹھٹھہ)

۴۵۔ حضرت مولانا محمد عمر لنجھار نعیمی (کیٹی بندر ٹھٹھہ)

۴۶۔ حضرت مولانا سید عبدالکریم شاہ نعیمی (ایران)

۴۷۔ حضرت مولانا برفی بن تاج محمد نعیمی (ایران)

۴۸۔ حضرت مولانا محمد یوسف جتوئی نعیمی (سجاول ضلع، ٹھٹھہ)

۴۹۔ حضرت مولانا محمد یعقوب دل نعیمی (بوہارا ضلع، ٹھٹھہ)

۵۰۔ حضرت مولانا محمد علی زنگیجہ بلوچ نعیمی مرحوم (شاہ بندر ضلع، ٹھٹھہ)

۵۱۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ کنبار نعیمی مرحوم (بوہارا ضلع، ٹھٹھہ)

۵۲۔ حضرت مولانا محمد مندرہ نعیمی (شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ)

۵۳۔ حضرت مولانا نور محمد لاسی نعیمی (بیلہ بلوچستان)

۵۴۔ حضرت مولانا حمید الحسینی نعیمی (ٹھٹھہ)

۵۵۔ حضرت مولانا علی محمد چارن نعیمی (ابراہیم حیدری، کراچی)

۵۶۔حضرت مولانا محمد ہارون خاصخیلی نعیمی مرحوم (کیٹی بندر ٹھٹھہ)

۵۷۔حضرت مولانا مولیٰ ڈینو ماندر یو نعیمی (شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ)

۵۸۔حضرت مولانا عبدالرشید نعیمی (آزاد کشمیر)

۵۹۔حضرت مولانا محمد داوٗد جو یہ نعیمی مرحوم

۶۰۔حضرت مولانا محمد موسیٰ کھٹی نعیمی (سجاول ٹھٹھہ)

۶۱۔حضرت مولانا عبدالحئی نعیمی جتوئی (سجاول ضلع ٹھٹھہ)

۶۲۔حضرت مولانا محمد ابراہیم تھیم نعیمی (جاتی ضلع ٹھٹھہ)

۶۳۔حضرت مولانا محمد ابراہیم راٹھوڑ نعیمی (ٹنڈو غلام علی ضلع بدین)

۶۴۔حضرت مولانا محمد عیسیٰ نعیمی مکرانی (ڈام بندر بلوچستان)۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے زیر انتظام مدارس و مساجد

ایک محتاط اندازے کے مطابق 3200 سے زائد دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے فارغ التحصیل علماء کرام، حفاظ قرآن اور قرآء حضرات بالخصوص اندرون سندھ سمیت کراچی اور بالعموم صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، صوبہ پنجاب بیرون ملک ایران، بنگلہ دیش، شام، ہالینڈ، دبئی، مسقط، امریکہ، افریقہ اور دیگر ممالک میں خطابت، ناظرہ قرآن، تجوید و قرات، درس نظامی کے ذریعے دین متین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ مجددیہ نعیمیہ سے فارغ التحصیل علماء کی تنظیم بنام جمعیت علماء مجددیہ نعیمیہ دارالعلوم سے منسلک مدارس و مساجد کو انتہائی مضبوط اور منظم انداز میں چلا رہی ہے مذکورہ جماعت کے سر پرست اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ اور صدر حضرت صاحبزادہ

حافظ محمد نذیر جان نعیمی اور سیکرٹری جنرل مولانا گل حسن نعیمی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب چہارم

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ

کی

دعوتی، تبلیغی اور تحریکی خدمات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی

حضور خاتم النبیین علیہ وسلم صلی اللہ جس طرح عقائد، معاملات، اخلاقیات، معاشرات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نمونۂ ہدایت بن کر تشریف لائے اور ہر شعبے کے وہ اصول و فروع بتائے جن کے بغیر انسانیت کی تکمیل نہیں ہوسکتی اسی طرح آپ سیاست کے بھی امام اور نمونہ ہیں۔

معروف محقق دانشور جناب ڈاکٹر حمید اللہؒ تحریر کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام جناب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وسلم صلی اللہ کا زمانہ تاریخ عالم میں ایک انقلابی نقطہ اور ایک عہد آفریں کی حیثیت رکھتا ہے ایران اور روم کی سلطنتیں دنیا پر چھانے کی کوشش میں باہم زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا ہوگئی تھیں اگرچہ چین اور ہند میں متمدن قومیں حکمران تھیں لیکن بحر متوسط اس زمانے میں بھی نہ صرف جغرافیائی اعتبار سے بلکہ سیاسی و معاشی حیثیت سے وسط الارض تھا۔

ایک طرف یونان اسی سمندر پر آباد ہے تو روم بھی مصر اور شام بھی اسی کے ساحل پر ہیں خود عرب کی شمالی سرحدیں بھی اسی پر ختم ہوتی ہیں ایران بھی اپنی حدود مملکت اس تک پہنچانے کی کوشش میں تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے کئی بار کامیاب ہو چکا تھا۔

قدرت نے عرب کو ایشیا، یورپ اور افریقہ کے تینوں براعظموں کے بیچوں بیچ پیدا کیا ہے اور اس عرب میں مکہ ساحلی علاقے کے وسط میں واقع ہے اور یہ کوئی شاعری نہیں بلکہ ایک واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ ناف زمین پر آباد ہے اور پرانی دنیا کی کوئی عالمگیر تحریک اس سے بہتر مرکز مشکل سے پاسکتی ہے۔ یورپ کی سردیوں، افریقہ کی گرمیوں اور ایشیا کی سرسبزیوں میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ حصہ حجاز کو عطا ہوا اور اس امر نے وہاں والوں کو تینوں براعظموں کی اخلاقی

خوبیاں عطا کردی تھیں جنگی نقطہ نظر سے بھی اس سے زیادہ محفوظ مقام کم مل سکتے تھے پیغمبر اسلام نے اپنے آبائی شہر مکہ میں اصلاح دین کی کوشش شروع فرمائی چند لوگوں کے ہم خیال ہونے کے ساتھ ساتھ اہل مکہ کی دشمنی اور عملی مخالفت میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا آخر 13 کٹھن سالوں کے اختتام پر آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جا کر رہنا پڑا جیسا کہ معلوم ہے یہاں تشریف لا کر آپ ﷺ نے اسلامی انقلاب کی بنیاد رکھی۔

مدینہ منورہ آنے کے چند ہی ماہ بعد آپ ﷺ نے آس پاس کے قبائلی علاقوں کا دورہ فرمایا اور ان سے حلیفانہ تعلقات قائم فرمانے لگے چنانچہ مدینہ سے ینبوع تک جو علاقہ ہے وہاں کے قبائل (بنی خصرہ و مدلج وغیرہ) نے باوجود اسلام قبول نہ کرنے کے اس بات پر آمادگی ظاہر فرمائی کہ مدینہ منورہ پر کوئی حملہ کرے تو یہ مسلمانوں کو مدد دیں البتہ جارحانہ پیش قدمی میں غیر جانبداری برتی جائے۔

یہ مسلمانوں کیلئے بڑا نازک زمانہ تھا شمال میں خیبر وغیرہ یہودی قوت کے مرکز تھے شمال مشرق میں بنو قریظہ وغطفان کے قبائل خیبر والوں کے حلیف تھے اور ان کی مسلمانوں سے بنتی نہ تھی اور جب موقع ملتا یہ مسلمانوں کی بستی پر حملوں کے در پے رہتے تھے جنوب میں مکہ تھا جس کی قوت چاہے معاشی طور پر متاثر ہو مگر جنگی حیثیت سے برقرار تھی اور وہ سب کے سب غم و غصہ سے بے قرار اور مسلمانوں کے خلاف خار کھائے بیٹھے تھے اور سابقہ ناکامیوں کی جلن الگ تھی آثار نظر آرہے تھے کہ خیبر میں جاتے ہوئے (جلاوطنان مدینہ) بنی النضیر کی کوششیں رنگ لائیں گی اور غطفان اور قریش کی سہ گانہ قوت مدینہ پر ہلہ بول دیگی جس کی مدافعت آسان نہ تھی۔

ضرورت تھی کہ خیبر اور مکہ دونوں کی قوت کا مقابلہ کیا جائے مگر مسلمانوں کے پاس اتنی قوت نہ تھی کہ وقت واحد میں ان دونوں مرکزوں پر حملہ کیا جا سکے یا کم از کم مدینے کی مدافعت کے

قابل محافظ دستہ چھوڑ کر کسی ایک کو تباہ کر سکنے والی فوج روانہ کی جا سکے ساتھ ہی اس کا خوف بھی لگا ہوا تھا (جیسا کہ شمس الائمۃ سرخسی نے کتاب المبسوط میں نہایت بالغ نظر اور دور بینی سے واضح کیا) کہ اگر مسلمان مکہ جاتے ہیں تو خیبر و غطفان مدینہ پر نہ چڑھ دوڑیں۔

اگر مسلمان خیبر کو جائیں تو مکہ والے اپنے حواشی و موالی کے ساتھ مدینہ نہ لوٹ لیں کیونکہ مدینہ بیچوں بیچ واقع ہے۔ مکہ اس کے جنوب میں ۱۲ منزل پر ہے ان حالات میں سیاست دانی کا تقاضہ بھی ہو سکتا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک دشمن سے صلح کر کے دوسرے کے مقابلے میں اس کو دوست ورنہ کم از کم طرفدار مان لیا جائے۔ جب ایک سے فراغت ہو جائے گی تو دوسرا خود بخود ہتھیار ڈال دے گا پھر اسے مقابلہ کی جرأت نہ ہوگی۔

سوال یہ تھا کہ صلح خیبر والوں سے کی جائے یا مکے والوں سے آپ ﷺ کی سیاسی حکمت عملی یہ تھی کہ صلح حدیبیہ کے نام سے ایک دستاویز پر دستخط فرمائے گویا کہ یہ تمام شرائط بظاہر قریش کے حق میں تھیں جیسا کہ ان شرائط سے ظاہر ہوتا ہے۔

جب فریقین کے درمیان معاہدہ طے پا گیا اور معاہدہ کے متن میں بجائے "**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**" کے خالص اسلامی فارمولے کے قریشی فارمولا "**باسمک اللّٰھم**" لکھا جانا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا جانا طے ہوا تو گویا کہ بظاہر فتح قریش کو ہوئی اور مسلمان کو دبنا پڑا اس معاہدہ کے بعد مسلمانوں میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔

حتی کہ حضرت عمرؓ جیسے مدبر بھی اپنی بے چینی کو چھپا نہ سکے لیکن مسلمانوں میں نظم و ضبط اتنا کچھ آ چکا تھا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ طے ہو چکا ہے آپ اسے پسند کرتے ہیں تو پھر کسی کی مجال نہ تھی کہ سوائے خاموشی اور اطاعت کے کچھ اور کرے۔ حدیبیہ کی اس صلح کو قرآن پاک میں فتح مبین اور نصر عزیز کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے لیکن ہم دیکھ چکے ہیں کہ کی

اسلامی حکومت تو قریش کی منہ مانگی شرطیں منظور کرنے کو تیار تھی صرف خیبر سے ان کی غیر جانبداری مطلوب تھی اسے قریش نے منظور کرلیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ریاستیں منظور کرلیں تھیں "باسمک اللھم" یعنی اے اللہ تیرے نام سے" کے فارمولے میں کوئی شرک یا بت پرستی نہیں ہے محمد بن عبداللہ کو منظور کرنے میں مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں تھا۔

اسی طرح عمرے میں رکاوٹ معمولی امر ہے اور "مَنِ استطاعَ اِلیہ سبیلا" کے باعث وہ اس وقت مسلمانوں پر فرض نہ تھا اگر قریش سے کوئی اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے پاس آئے اسے واپس قریش کے سپرد کرنا معاہدہ کی ایک جز تھی یہ آپ ﷺ کی سیاسی حکمت عملی تھی کہ آپ نے اس شرط کو قبول فرمایا جسکا اثر چند دنوں میں شروع ہوگیا اسلامی عمل داری سے باہر نو مسلموں نے قریش کے قافلوں کا کچھ اتنا ناطقہ تنگ کیا کہ خود قریش نے جناب رسالت مآب ﷺ سے التجا کی کہ ان نو مسلموں کو مدینہ بلالیں اور تیسری شرط کو مسلمان خود چاہتے تھے کہ قریش مسلمانوں سے صلح کرلیں اور مسلمانوں کی جنگوں میں غیر جانبدار ہیں اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کیا جاتا کہ مسلمانوں کے لئے سخت ترین نازک زمانے میں حدیبیہ میں اس صلح پر آمادہ ہو جانا اسلامی ریاست خارجہ کی ایک واقعی ہی فتح مُبین اور نصرِ عزیز تھی جسکے باعث ان کے ہاتھ کھل گئے۔ اور فوری خطرات سے نجات ملنے پر انہوں نے آزادی کے ساتھ ہی تین سال میں پر امن ذرائع سے اپنی مملکت کو تقریباً دس گنا پھیلا کر پورے جزیرہ نمائے عرب کو اپنا مطیع وفرمانبردار بنالیا۔

وہاں سے رومی اور ایرانی اثرات بالکل خارج کر کے ایک ایسی مستحکم حکومت قائم کردی جو پندرہ سال میں تین براعظموں پر پھیل گئی جو اس سے ٹکرایا پاش پاش ہو کر رہ گیا اور جس نے سرخم تسلیم کیا وہ اس اسلام کی رنگ وزبان سے بالا قومیت میں برابری کے ساتھ شریک ہوگیا یہی

وہ صلح حدیبیہ ہے جسے عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار کہنا چاہیئے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول تبلیغ اسلام، فتح مکہ، عربی حبشی تعلقات، مختلف بادشاہوں کے نام مکتوبات، عربی ایرانی تعلقات، عام قبائل عرب سے تعلقات، انسانیت کا منشور اعظم خطبہ حجۃ الوداع آپ ﷺ کی سیاسی حکمت عملی کے چند مظاہر ہیں۔

(ماخوذ رسول اکرم کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر حمید اللہ دار الاشاعت کراچی)

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کی تحریکی و سیاسی زندگی

جیسا کہ مختلف شواہد اور دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسالت مآب ﷺ سیاست کے بھی امام اور نمونہ ہیں۔ اس مقدس مشن میں مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی اکابرین اہلسنت کے دست باز و بن کر میدان عمل میں رہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ نہ تو شیخ الحدیث کے منصب کو کل دین سمجھتے تھے اور نہ ہی ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان کرنے کے بعد یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

باوجود اس بات کے حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید میں تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لیکن آپ ختم خواجگاں اور ختم قادریہ کو کل دین نہیں سمجھتے تھے ان کا اس بات پر ایمان تھا۔

کہ ایک مفتی اور فقیہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی طرح وقت کے حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بیان کرے ان کا اس بات پر عقیدہ تھا کہ غیر مسلم کو

مسلمان کرنا بے شک باعث اجر وثواب ہے لیکن نظام مصطفوی کے لئے جدو جہد کرنا امام عالی مقام کی سنت مطہرہ ہے اسی لئے ایک صوفی اور شیخ طریقت مفتی محمد عبداللہ نعیمی نے خانقاہ سے نکل کر رسم شبیری ادا کی۔

پیران پیر شاہ جیلان حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور عطائے رسول خواجہ جواجگاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی سنت کو زندہ رکھا۔ آپ ایک عالمِ دین بھی تھے لیکن ان علماء کی طرح نہیں تھے جنہوں نے ہر دور میں درباری علماء کا کردار ادا کیا ہے بلکہ آپ نے امام ربانی مجدد الف ثانی، امام فضل حق خیر آبادی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ہر غیر شرعی رسم کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار

برصغیر میں دو قومی نظریہ کی بنیاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے دین اکبری کے خلاف ٹکڑ لے کر رکھی۔ اس نظریئے کی آبیاری امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خاں قادری نے کی جس وقت ہند میں یہ فتوے جاری ہو گئے تھے کہ گائے کی قربانی حرام ہے فاضل بریلوی نے فتوی دیا کہ جو ہندوں کا خدا ہے وہ ہماری غذا ہے۔

اس کا تصور حضرت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے خطبہ الہٰ آباد میں پیش کیا اور اسے پائے تکمیل تک حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے علماء و مشائخ اہل سنت کی مدد کے ساتھ پہنچایا تاریخ شاہد ہے کہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے سنی کانفرس پٹنہ اور سنی کانفرس بنارس میں لاکھوں عوام اور ہزاروں علماء و مشائخ کے سامنے اعلان کیا اگر بالفرض مسلم لیگ اور محمد علی جناح الگ وطن (پاکستان) کے مطالبے سے دست بردار بھی ہو جائیں لیکن ہم منزلِ مقصود پر پہنچے بغیر پیچھے نہیں

ہٹیں گے۔

اشاعتی محاذ پر دبدبہ سکندری اور السواد الاعظم کا اجراء کر کے علیحدہ وطن کے مطالبے کی بھرپور تائید اور حمایت کی۔ افسوس کہ اس وقت ایک طبقہ ایسا بھی تھا جس کی طرف سے یہ آوازیں وقتاً فوقتاً آرہی تھیں کہ جو مسلم لیگ والوں کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا قومیں وطن سے بنتی ہیں "**الکُفرُ مِلّۃٌ واحدۃٌ**" کا انکار کیا جارہا تھا اور کہا جارہا تھا کہ "ہندو، عیسائی اور مسلمان ایک ریاست کے باشندے ہیں تو سب ایک ہیں"۔ قائد اعظم محمد علی جناح کو کافر اعظم کہا جارہا تھا یاد رہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی اہلیہ رتن بائی نے حضرت امام الشاہ احمد نورانی کے چچا علامہ نذیر احمد خُجندی کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا تھا اور انہوں نے رتن بائی کا اسلامی نام مریم رکھا تھا۔

اس کے باوجود یہ اشعار پڑھے جارہے تھے "ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا یہ قائد اعظم ہے کہ کافر اعظم"، ستم بالائے ستم اس طبقہ کے ایک عالم دین جس کو حکیم الامت کے نام سے ان کے ہاں جانا جاتا ہے اس نے قائد اعظم محمد علی جناح کو پیش کش کی کہ اگر آپ ہماری مالی معاونت کریں، ہم آپ کے ساتھ شامل ہوجائیں گے۔

لیکن آفریں علماء ومشائخ اہلسنّت پر کہ انھوں نے ہر گلی، ہر محلہ، شہر شہر نگر نگر جا کر پاکستان کی فنڈنگ تحریک میں حصہ لیا۔ جب ۱۹۳۵ء میں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ نے ہجرت فرمائی تھی گو کہ ابھی آپ ۱۵ سال سے ۲۰ سال کی عمر میں تھے کہ پاکستان بن گیا تھا لیکن اس کے باوجود نوعمری میں مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت فرماتے تھے پاکستان بن جانے کے بعد جب تکمیل پاکستان کا مرحلہ آیا آپ نے اس وقت نواب زادہ لیاقت علی خان کے دور حکومت تک مسلم لیگ کی سیاست میں دلچسپی رکھی لیکن لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد

آپ نے سیاست میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی ہاں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران چونکہ آرام باغ کراچی اس تحریک کا مرکز تھا اس لئے تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔

سانحہ مشرقی پاکستان کے وقت حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

جس وقت وطن عزیز پاکستان دولخت ہوا جہاں ہر دردمند پاکستانی رنجیدہ تھا وہاں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ عظیم سانحہ برداشت نہ ہو سکا جب علماء اہل سنت نے بنگلہ دیش نامنظور تحریک شروع کی آپ نے تلامذہ کو حکم دیا کہ علماء اہل سنت کے جلسوں میں بھرپور شرکت کی جائے۔ جس وقت ملک دولخت ہو گیا افسوس اس وقت کے ایک مذہبی رہنما جو ہر حکمران کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں ان کے والد نے کہا تھا کہ شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں رہے حیف کہ اس پاکستان میں سرکاری عہدوں پر ہر دور میں براجمان رہتے ہیں اور اب بھی ہیں۔

نیرنگی سیاست دوران تو دیکھئے

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

بقول امام الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ سانحہ مشرقی پاکستان قادیانی سازش کا نتیجہ تھا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار سو فیصد قادیانی ہیں اس کے دلائل یہ ہیں کہ پاکستان کا جو بھی بجٹ تیار کیا جاتا تھا اور اسکی جو بھی پلاننگ ہوتی تھی اس کے چیئرمین ایم ایم احمد تھے۔

مشرقی پاکستان کو ہمیشہ شکایت رہی کہ بجٹ میں ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا مرزائی جان بوجھ کر یہ کوشش کرتے رہے کہ جس قدر غلط فہمیاں بڑھتی چلی جائیں اور جتنی غلط

فہمیاں بڑھیں گی اتنی دوریاں بڑھیں گی اس سلسلہ میں مرزاایم ایم احمد کا بہت گھناؤنا کردار تھا اس شخص نے انتہائی باغیانہ کردار ادا کیا۔

مجھے (امام الشاہ احمد نورانی) ڈھاکہ جانے کے بعد مزید اندازہ ہو گیا کہ قادیانی واقعی بڑا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں مثلاً ڈھاکہ میں کسی بھی سمجھدار شخص سے بات کی جائے تو وہ ایم ایم احمد کی شکایت کرتا تھا جن دنوں ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء کو صدر یحیٰ ڈھاکہ میں موجود تھے اس زمانے میں ایم ایم احمد بھی وہاں موجود تھا چنانچہ تمام اخبارات نے اس بات پر احتجاج کیا کہ اقتصادی مشیر کا اس موقع پر یہاں کیا کام ہے۔

مشرقی پاکستان میں ۱۹۷۰ء کے سیلاب میں بہت زبردست نقصان ہوا حکومت کی اپیل پر دنیا بھر کے ممالک سے امداد آنا شروع ہوئی پوری امداد کے جاری کرنیکا انتظام ایم ایم احمد کے سپرد کیا گیا اس سے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو بہت نفرت ہوئی اور انہیں اس بات سے سخت افسوس ہوا کہ ایسے شخص کو امداد کا کام سونپا گیا ہے جو ہمیشہ سے ان کے ساتھ ناانصافیاں کرتا رہا ہے۔

مشرقی پاکستان کے علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ تھا کہ مشرقی پاکستان میں ان کے پھلنے پھولنے کا موقع میسر نہیں ہے جیسے کہ مغربی پاکستان میں میسر ہے مشرقی پاکستان میں عوام قادیانیوں کے سلسلے میں حد درجہ جذباتی اور ان سے متنفر ہیں جیسا کہ مسلمانوں کو ہونا چاہیئے۔
مشرقی پاکستان کے عوام کسی طرح مرزائیوں کو قبول نہیں کر سکتے اور سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ٹکڑے کر دیئے جاتے اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جاتا اور خاص طور پر اس خطہ میں سو فیصد مسلمان صحیح العقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ مسلمان ہیں۔

قادیانیوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی خطرناک

سیاسی تحریک ہے اور یہ صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہ وبربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔ مجھے شیخ مجیب الرحمٰن نے بتایا دیکھئے مولانا! ایم ایم احمد ڈھاکہ میں مارامارا پھرتا ہے یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں اور کوئی مقصد نہیں وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا مگر میں نے انکار کر دیا لیکن بعد میں اس کی مسلسل درخواستوں پر میں نے اس سے ملاقات کی جس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قادیانیت اور مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے میں اللہ کا شکرادا کرتا رہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ جانور نہیں ملتا۔

(ماخوذ افکار نورانی از صاحبزادہ فیض الرسول نورانی)

جس وقت یہ سانحہ ہوا اس وقت مفتی اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ ریڈیو پر خبر سن رہے تھے جوں ہی آپ نے یہ خبر سنی تو آپ نے ریڈیو بند کر دیا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جو کہ آپ کی حب الوطنی کی زندہ مثال ہے۔

تحریک ختم نبوت میں آپ کا کردار

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتھم العالیہ مقالات سعیدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اب آئینی طور پر وہ مسلمانوں سے ایک الگ قوم شمار کیے جاتے ہیں بہت سے ناواقف لوگ قادیانیت کو سمجھے بغیر اس سے وابستہ ہو گئے تھے مرزا غلام احمد قادیانی قرآن کی خانہ ساز تفسیر اور نبوت کی خود ساختہ اقسام بیان کر کے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرایا کہ اس کا دعوی نبوت ختم نبوت کے عقیدے سے متصادم نہیں ہے۔ اس وجہ سے بہت سے ایسے لوگ جو دین کے اصول

اور قواعد سے نا آشنا تھے مرزا صاحب کی نبوت سے متفق ہو گئے تھے۔

اب جبکہ پوری ملت اسلامیہ نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا ہے اور پاکستان میں ان کی سرکاری حیثیت بھی منوالی ہے تو اب ان حضرات کو سوچنے کا موقع ملے گا کہ چند لاکھ قادیانیوں میں کروڑوں مسلمان جھوٹے نہیں ہو سکتے قرآن کریم نے مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کی مخالفت کو گمراہی قرار دیا ہے ان تمام مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ ہدایت کیسے ہو سکتا ہے حضور تاجدار مدینہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم کر دی ہے جس آخری اینٹ سے قصر نبوت مکمل ہونا تھی وہ لگ چکی ہے اور اب آپ کے بعد کسی شخص کے نبی بننے کا جواز نہیں رہتا اور جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ کافر ہو گا۔

(ماخوذ مقالات سعیدی فرید بک اسٹال لاہور)

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کر دیا تھا فیروز نامی ایک صحابی رسول نے اسود عنسی کو واصل جہنم کیا۔ اس بات کی خبر خود رسالت مآب ﷺ نے صبح کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو دی۔ مسیلمہ کذاب نے رسالت مآب ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔ سجاح بنت الحارث نامی ایک خاتون سے شادی کی مذکورہ خاتون نے بھی دعوی نبوت کیا تھا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے قدم اٹھایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا ۴۰ ہزار رجال مسیلمہ کذاب کے ساتھ تھے اور ۱۳ ہزار مجاہدین اسلام حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ علامہ جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی جنگ میں اہل مدینہ کے علاوہ مہاجرین اور تابعین ۶۰۰ سے زیادہ افراد شہید ہوئے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا اس

جنگ میں ایک ہزار کے قریب مجاہدین اسلام شہید ہوئے اور ۲۱ ہزار کے قریب منکرین ختم نبوت واصل جہنم ہوئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کی صحابہ کرام کے نزدیک کتنی اہمیت ہے

برصغیر میں اس فتنہ ناسور نے ۱۹۰۱ء میں جنم لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، سفیر اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقیؒ، حضرت سید الحسنات قادری، غزالی زمان سید احمد سعید کاظمی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمہم اللہ علیہم نے کلیدی کردار ادا کیا اور اس فتنہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے قرار دلوایا یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ خان عبدالولی خان جیسے سیکولر نے ختم نبوت ریزولیشن پر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی کوششوں سے دستخط کر دیئے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو (شہید) کو بھی اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے اس قرارداد میں رخنہ نہیں ڈالا، باوجود اس کے کہ مغربی ممالک اور پارٹی کی چند سینئر رہنما بھٹو صاحب کے اس فیصلہ کے خلاف ہو گئے تھے لیکن بھٹو مرحوم نے جو کہا کر دکھایا اپنے ایام اسیری کے دوران بھٹو صاحب نے جیل سپریڈنٹ سے نجی گفتگو کرتے ہوئے کہا جس دن میں نے پارلیمینٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا اسی دن میں نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا تھا کہ اب مجھے قادیانی زندہ نہیں رہنے دینے گے لیکن میرا اس بات پر ایمان ہے کہ یہی قرارداد میری شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے کتاب: بھٹو کے آخری 313 دن)

لیکن یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ریزولیشن پر دو بدقسمت حضرات نے

اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ کیا اور ریزولیشن پر دستخط نہیں کیے۔ان میں سے ایک کا نام مولوی عبدالحکیم اور دوسرے کا نام مولوی غلام غوث ہزاروی تھا۔ان حقائق کے باوجود تحریکِ ختم نبوت کا سارا کریڈٹ یہ ہی لیتے ہیں۔شرم تم کو مگر آتی نہیں۔۔۔!!

حضرت امام الشاہ احمد نورانی کو اس تحریک کے دوران ۵۰ لاکھ کے قریب بھاری رقم کی پیشکش ہوئی کہ لیکن آفرین ہے اس مردِ جلیل پر کہ آپ نے پائے حقارت سے اس رقم کو یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دیا کہ اس سے میں اپنی جوتی کو قیمتی سمجھتا ہوں۔

بقول حضرت مفتی منیب الرحمٰن کے اس تحریک میں اس طبقہ (علمائے دیوبند) کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہ دن کو ختم نبوت کے مشترکہ اجلاسوں میں علمائے اہلسنّت کے ساتھ شرکت کرتے تھے اور رات کو ساری رپورٹ گورنر ہاؤس میں جا کر دیتے تھے۔

(ملاحظہ ہو تحریک ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ سے مولانا شاہ احمد نورانی تک)

بات ہو رہی تھی مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی کی تحریک ختم نبوت میں جدوجہد کی۔حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی فتنہ سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے ملک بھر کے دورے کیئے۔۔

اندرون سندھ اور بلوچستان میں اکثر باشندے اردو سے نابلد تھے اس لئے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے سندھ اور بلوچستان کے دوروں میں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کو ہمراہ رکھا، ایک ہفتہ مسلسل حضرت مفتی صاحب نے سندھی اور بلوچی میں تقریریں کیں اور عوام الناس کو اس فتنہ سے آگاہ فرمایا۔حضرت امام نورانی حضرت مفتی صاحب کی اس جہد مسلسل کے ہمیشہ معترف رہے۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں آپکا کردار

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی مقالات سعیدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۹ مارچ 1977ء سے 5 جولائی 1977ء کراچی سے لے کر خیبر تک پورے پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نام سے تحریک چلائی گئی۔

وفاق پاکستان کے وکیل اے کے (A K) بروہی نے سپریم کورٹ میں یہ بیان دیا کہ اس تحریک کی مثال پورے برصغیر میں نہیں ملتی اور سپریم کورٹ کے فل بینچ نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا۔اور اس کے حق میں فیصلہ دے دیا چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی اپنی پہلی نشری تقریر میں نظام مصطفیٰ کی اس تحریک کو دل کھول کر خراج تحسین پیش کیا۔آج یہ نعرہ پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کی تمناؤں کا مرکز اوران کی دلوں کا دھڑکن بن گیا۔

پاکستان میں رہنے والے تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کا صرف اور صرف ایک ہی نعرہ تھا اور وہ نعرہ یہ تھا ''نظام مصطفیٰ'' اسی طرح پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اس نعرے کو بطور آئیڈیل قبول کر چکی تھیں ۔حتی کہ پیپلز پارٹی نے بھی سوشل ازم کے نعرے کو چھوڑ کر نظام مصطفیٰ کے دامن میں پناہ لی تھی ، یہ وہی منزل تھی جس کو پانے کے لئے حالیہ تحریک میں مسلمانوں نے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اور ہزاروں کارکنوں نے اپنے آپ کو جیل کے حوالے کر دیا تھا یہاں تک کہ جیل کی دیواریں تنگ ہوگئیں ۔آنسوں گیس کے شیل ختم ہوگئے اور لاٹھی چارج کرنے والوں کے بازوں شل ہوگئے اور فائرنگ کروانے والوں نے حوصلہ ہار دیا لیکن نظام مصطفیٰ نافذ کرنے والوں کے جوش وخروش اور ایثار وقربانی کے جذبے میں کوئی فرق نہ آیا۔

ہمیں اس وقت سخت حیرت ہوتی تھی ، جب ہم نے 17 نومبر کے نوائے وقت میں یہ

خبر پڑھی کہ ''مسٹراے، کے بروہی'' نے لندن میں نیویارک روانہ ہونے سے قبل اسلامک کونسل برائے یورپ کے تحت منعقدہ ایک جلسہ میں نظام مصطفیٰ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ اصطلاح غلط طور پر استعمال کی جارہی ہے۔ صحیح اصطلاح نظام الٰہی ہونا چاہیے کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ محمدی نہیں ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت 17 نومبر 1977ء)

مقام صد حیرت ہے کہ جو صاحب اس مقدمے کی پیروی کے دوران بار بار نظام مصطفیٰ کا حوالہ دے کر اپنے بیان میں زور پیدا کرتے تھے۔ وہ چند دن کے بعد لندن پہنچے اور اپنے موقف سے کس قدر پیچھے ہٹ گئے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ ان کے اس بیان سے کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری ہوگی۔ نظام الٰہی کسی معین نظام کا نام نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین تک جتنے انبیاء کرام آئے سب نظام الٰہی لے کر آئے۔ ان تمام ادیان میں یہ قدر مشترک ہے اور جو بہتر ادیان میں قابل امتیاز ہے۔ جس وجہ سے ایک دین دوسرے دین سے ممتاز ہوتے ہے۔ وہ اس دین کے جزوی احکام ہوتے ہیں۔ جنہیں ان کا پیغمبر نافذ کرتا ہے اسی وجہ سے دین موسیٰ دین عیسیٰ دین محمدی ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔

جب ہم صرف نظام الٰہی کا ذکر کریں گے تو یہ عنوان یہودیوں اور عیسائیوں کے نظام سے متمیز نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے زعم میں نظام الٰہی کے پیروکار ہیں۔ دنیا کے دوسرے نظاموں سے جو نظام ممتاز و متمیز ہوسکتا ہے۔ تو صرف نظام مصطفیٰ کی تعبیر سے ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ'' (المائدہ)

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اس آیت میں ''اطیعوا'' کا استعمال دو بار کیا گیا ہے۔ اور عطف سے کام نہیں لیا گیا

ہے اس میں یہی بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالی اور اسکے رسول دونوں کی اطاعت مستقل ہے بلکہ اس منزل سے آگے بڑھ کر اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (النساء)

جس نے رسول اکرم علیہ وسلم ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی۔

اس آیت میں یہ ظاہر فرمادیا گیا کہ اطاعت مصطفیٰ اللہ تعالی کی اطاعت کو مستلزم ہے اس کے برعکس یہ نہیں کہ اطاعت خداوندی اطاعت مصطفیٰ کو مستلزم ہے۔ کیونکہ اطاعت الٰہی تو دوسری ادیان میں بھی تھی مگر وہاں اطاعت مصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ نہیں تھی۔ اس کے برخلاف جہاں اطاعت مصطفیٰ ہوگی۔ وہاں اطاعت خداوندی لازم ہے۔

اس نہج پر یہ کہا جائے گا کہ نظام الٰہی کی اصطلاح ہماری شریعت اور شرائع سابقہ دونوں کو شامل ہے اسی لئے نظام الٰہی کی اصطلاح کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس کے برعکس جب نظام مصطفیٰ کی اصطلاح کو استعمال کیا جائے گا۔ تو یہ ایک جامع مانع مفہوم ہوگا۔ اطاعت خداوندی اور اطاعت مصطفیٰ دونوں کو شامل اور حامل شرائع سابقہ سے متمیز اور ممتاز ہوگی۔

رہا یہ کہنا ہم مسلمان محمدی نہیں ہیں یہ ایک ایسی بات ہے جس کا ایک کلمہ گو مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ سابقہ تمام انبیاء کی امتیں جنہوں نے اللہ پر ایمان لائے وہ مسلمان تھے۔ لیکن وہ امت مصطفیٰ اور خیر الامم ہونے کا شرف اور فضیلت حاصل نہ کرسکیں سابقہ امتوں اور اُمت محمدی علیہ وسلم ﷺ کی اصل ایمان میں مسلمانوں کا نام قدر مشترک رہا ہے۔

اس امت کو امم سابقہ سے کوئی وصف ممتاز کرتا ہے تو وہ محمدی ہونا ہے۔ صرف نظام الٰہی پر یقین رکھنا اور نظام مصطفیٰ سے اعراض کرنا یا اس کو غلط کہنا دراصل فطرتِ کفار ہے کیونکہ کفار اللہ تعالی کی وجود اور تخلیقی نظام کے تو قائل تھے لیکن رسول اللہ علیہ وسلم ﷺ کے تشریعی نظام کے منکر تھے

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ"

(العنکبوت)

"اگر آپ ﷺ ان کفار سے سوال کریں تو آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو تمہارے فائدے کے لئے کس نے مسخر کیا تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔"

"وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ"

ترجمہ: اگر آپ ﷺ (ان مشرکین) سے سوال کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا تو صرف کہیں گے اللہ نے۔

قرآن کریم کے ان آیات کریمہ سے یہ عمل واشگاف ہو گیا کہ کفار اور مشرکین نظام الٰہی سے اختلاف نہیں کرتے تھے بلکہ اس پر ایمان رکھتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کس بنا پر کافر تھے اور کس نظام کو نہیں مانتے تھے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ محمد ﷺ کو نہیں مانتے تھے اور نظام مصطفیٰ کے قائل نہ تھے اور ملاحظہ فرمائیں قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ" (المنافقون)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا کہ آؤ (محمد مصطفیٰ ﷺ) کے دربار اقدس میں وہ تمہارے لئے استغفار کریں تو اپنے سر گھما کے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھو گے غور کرتے ہوئے"۔

غالباً اسی طرح لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے اقبال نے کہا تھا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

۲۸ نومبر کو جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانیؒ نے بھی اسی حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے فرمایا نظام الٰہی کی اصطلاح جلال الدین اکبر کے دین الٰہی کی مثال ہے لیکن نظام مصطفیٰ کی اصطلاح دیگر مذاہب کے نظاموں سے ممیز کرتی ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی تشریح خود رسول اکرم ﷺ نے کی انہوں نے کہا کہ جون 1970ء میں پانچ ہزار علماء نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مقام پر جمع ہو کر نظام مصطفیٰ کی اصطلاح کی تشریح کی۔

اب قومی اتحاد میں شامل اور اسکی باہر کی تمام پارٹیاں پوری طرح اسی اصطلاح پر متفق ہیں اب یہ نظام قوم کا متفقہ مطالبہ بن چکا ہے اگر اب اس مسئلہ پر بحث چھیڑ دی گئی تو وہ ان افراد سے غداری ہوگی جنہوں نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے قربانیاں دیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ نظام مصطفیٰ زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔ اس میں طلبہ کارکنوں اور کسانوں اقتصادی اور سماجی مسائل کا حل منحصر ہے۔ روزنامہ نوائے وقت 25 نومبر 1977ء،

اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے 27 نومبر کے نوائے وقت کے مستقل کالم سرِ راہ میں محترم مجید نظامی لکھتے ہیں کہ کہ مسٹر اے۔ کے بروہی ملک کے ایک ممتاز وکیل ہی نہیں بلکہ انکا شمار ملک کے ممتاز دانش وروں میں بھی ہوتا ہے اور ان کی سیاسی سوجھ بوجھ کئی بار خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔

خدا جانے کہ انہوں نے کس خیال سے یہ کہ دیا کہ ہمیں نظام مصطفیٰ کی جگہ نظام الٰہی کی ترکیب استعمال کرنی چاہیے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ نظام مصطفیٰ اور نظام الٰہی میں مسٹر بروہی کے

نزدیک حد فاصل کیا ہے اور کہاں ہے۔ لیکن نظام مصطفیٰ کی جگہ نظام الٰہی کے استعمال سے صرف ناموں کا فرق نہیں ہوتا بلکہ نام بدل جانے سے معنوی مقصودات میں فرق آتا ہے اور مصطفیٰ کا نام تو مسلمان کے لئے اتنا مقدس ہے اور عافیت بخش ہے کہ حضرت علامہ اقبال نے اپنا عقیدہ ان لفظوں میں بیان کیا۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

آخر میں انہوں نے یہ موضوع پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کے ان اشعار پر ختم کردیا۔

صرف توحید کا شیطان بھی قائل ہے یوں

مگر شرط ایمان محمد کی غلامی ہے یہ نہ بھول

اس سے نسبت نہ ہو گر محاسن بھی گناہ

وہ شفاعت پہ قائل ہوں تو جرائم بھی قبول

(روزنامہ نوائے وقت 17 نومبر 1977ء ماخوذ از مقالات سعیدی)

یاد رہے کہ امام الشاہ احمد نورانی کی کوششوں کا ثمر اور علماء اہلسنّت کی برکات ہی تھیں کہ سیکولرزم کے داعی ائیر مارشل اصغر خان، نظام اسلام کے داعی میاں طفیل محمد اور مفتی محمود سرخ انقلاب کے داعی اور خان عبدالولی خان کی زبان پر نظام مصطفیٰ کا نعرہ تھا۔ ہمیں نظام شریعت یا نظام اسلام سے انکار نہیں۔ لیکن جو جذبہ اور کشش نظام مصطفیٰ کے نعرے میں ہے اسکا اعتراف سب کرتے ہیں۔ نظام مصطفیٰ کی تحریک بعض اپنوں اور بعض غیروں کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے پائے تکمیل تک پہنچ نہ سکی۔

صرف اس قافلہ کے دو مردِ مجاہد مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور مسٹر اصغر خان نے قبول نہ کیا باقی سب کو اسلام کے بجائے اسلام آباد پیارا ہو گیا۔ نو ستاروں میں سے دو ستارے تو چمکتے رہے باقی ستاروں کے آگے اندھیرہ آندھی اور بادل آگئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے سنت حسینی پر عمل کرتے ہوئے۔ وقت کے آمر کو للکارا، ظلمت کو ضیاء نہ کہا۔

اس کلمہ حق کی پاداش میں مردِ مومن مردِ حق ضیاء الحق نے سوادِ اعظم اہلسنّت کی سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جو کسر باقی رہ گئی تھی وہ ایک اور محافظ اسلام میاں محمد نواز شریف نے مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی کو الگ کر کے پوری کر لی اس بہتی گنگا میں نامی گرامی علماء و مشائخ نے ہاتھ دھوئے جسکا خمیازہ آج تک پوری سنی قوم بھگت رہی ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ اکابرین جمعیت ملک کے صدر اور وزیر اعظم کو ملاقات کا ٹائم نہیں دیتے تھے۔

اب نوبت با اینجا رسید کے ایک S.H.O سے ملاقات کرنے کے لئے بھی ہمارے اکابرین کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ جب تک انتشار افتراق رہے گا یہی صورت حال رہے گی حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) نے تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مفتی محمد اسلم نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ تحریک نظام مصطفیٰ میں آپنے بھر پور کردار ادا کیا اگرچہ عملی طور پر سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا لیکن ہمیشہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور مسلک اہلسنّت کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جاتے تھے آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ باوجودیکہ آپ ایسے مقام پر رہائش پذیر تھے جو کہ سیاسی مخالفین کا گڑھ تھا۔

چنانچہ 1977ء میں بھی آپ کا ملیر کا علاقہ سابق وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کا حلقہ انتخاب رہا، اس وقت بھی آپ نے جماعت اہلسنت وجمعیت علمائے پاکستان کے پروگرام کی دل وجان سے حمایت کی اور ہر ممکن ان کی معاونت کی 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران علاقہ کے مخالفین آپکی جان کے درپے ہوگئے تھے۔ بھٹو حکومت کے حامیوں نے آپکی سخت مخالفت کی تھی اور طرح طرح کی اذیت پہنچائی تھی آپ پر سنگباری کی گئی مردوں کی طرح عورتوں نے بھی آپکی مخالفت میں جلوس نکالے۔ دارالعلوم پر پتھراؤ کیا، طلبہ کو زدوکوب کیا گیا۔ دارالعلوم کو جلادینے اور آپکو قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئیں سوشل بائیکاٹ بھی کیا گیا پھر بھی آپکے پایہ استقلال میں جنبش نہ آئی اس طرح مخالفین ومعاندین کی شدید اذیتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے اسلاف کے مشن کو جاری رکھا اور اسوقت بھی حلم وبردباری سے کام لیا بلکہ مصائب کے باوجود حق گوئی وبے باکی کا دامن نہیں چھوڑا۔

علامہ سید اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ آپ مسلک کے تحفظ اور بقاء کیلئے ہمیشہ کمر بستہ رہے۔ اور اپنے طلبہ کو تلقین فرماتے کہ اپنی وابستگی کو مضبوط کرو اور مسلک چونکہ ایمان ہے کوئی ریاکاری نہیں اسے خالص رکھو اور مسلکی عقائد پر پختگی آپکا خاصہ تھی۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان الیکشن میں حصہ لے رہی تھی اسکے باوجود حضرت مغربی جمہوریت کے قائل نہیں تھے اور اس نظام کے تحت ہونے والے انتخابات کے مخالف تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ اس نظام کے تحت فاسق وفاجر بھی اسمبلی میں جاتے ہیں اور ان سے خیر کی توقع نہیں پھر بھی آپ نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ مسلک کی خاطر اہلسنت کے امیدواروں کو کامیاب کرانے کیلئے بھرپور مہم چلائیں۔ جید علماء کی درخواست پر اُستاذ صاحب نے مجھے طلب فرمایا اور فرمایا کہ مسلک کی خاطر اپنی گردن رکھ دو پس اس روز میں نے علامہ شاہ

فریدالحق کے صوبائی حلقہ میں انتخابی مہم شروع کی بحمد اللہ شاہ فرید الحق صاحب نے پی پی کے امیدوار کو دس ہزار ووٹوں کی برتری سے شکست دی اس کا تمام تر کریڈٹ قبلہ استاذ صاحب کو جاتا ہے۔

حضرت کسی معروف علمی خاندان کے فرزند نہ تھے۔ اللہ کریم کی کرم نوازی تھی کہ آپ ملک کے جید اور صف اول کے علماء ومشائخ میں تصور کئے جانے لگے ملکی اور قومی سطح کے اجلاسات میں آپکی شرکت لازمی ہوتی باوجویکہ ایوب خان کے دور حکومت میں بھی ملکی سطح پر حکومت نے نصاب تعلیم مرتب کرنے کیلئے علماء سے تجاویز مانگیں تو ملک بھر کے علماء کرام کا اجلاس دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں ہوا۔

حضرت مولانا شاہ احمد شاہ نورانی اور آپکے درمیان محبت عقیدت کا مضبوط رشتہ تھا سیاسی امور میں آپ نورانی صاحب کی پالیسیوں کی مدد کرتے اور بھرپور تائید کرتے نورانی صاحب کی دار العلوم کی سالانہ تقریب میں شرکت لازمی ہوتی۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ نورانی صاحب اسلام آباد میں بہت اہم اجلاس چھوڑ کر بذریعہ ہوائی جہاز جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لاتے اور شرکت کے بعد واپس تشریف لے جاتے۔ انکا یہ عمل بعد از وصال جاری رہا۔

نورانی صاحب کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان حضرت شاہ انس نورانی اور حضرت شاہ اویس نورانی اپنے والد گرامی کی پیروی کرتے دار العلوم کی تقریبات میں شرکت فرماتے ہیں۔

اور ضمانت ضبط ہوگئی

1970ء میں شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری کا حلقہ انتخاب ملیر بھینس کالونی ریڑی گوٹھ قائد آباد سے ملحقہ علاقہ تھا اس علاقے میں ایک نامی گرامی شیخ طریقت علامہ ازہری کے مقابلے میں تھے۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) اور قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانیؒ مذکورہ پیر صاحب کے پاس گئے۔ حضرت مفتی صاحب نے پیر صاحب سے کہا کہ آپ ہمارے ہم مسلک ہیں اور آپ ایک بڑے عالم دین اور شیخ الحدیث علامہ ازہری کے مدمقابل کھڑے ہوئے ہیں یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔

مذکورہ پیر صاحب نے کہا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ آپ اس سیٹ پر کھڑے ہوجاؤ۔ جب پیر صاحب نے یہ انکشاف کیا تو حضرت قائد اہلسنت امام شاہ نورانی نے فرمایا کہ مفتی صاحب اب انہوں نے ایسی بات کر دی ہے کہ ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے جس ہستی کا یہ حوالہ دے رہے ہیں وہ ہی فیصلہ فرمائیں گی یہ کہہ کر یہ دونوں حضرات واپس آگئے جب انتخابات کا رزلٹ آیا۔ علامہ ازہری بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئے مذکورہ پیر صاحب کی ضمانت ضبط ہوگئی۔

تحریک نظام مصطفیٰ اور مفتی اعظم سندھ لازم وملزوم

1977ء میں نظام مصطفیٰ کی تحریک میں جب تحریک نظام مصطفیٰ عروج پر تھی اس وقت حضرت مفتی اعظم سندھ ملیر سے بسوں کا قافلہ لیکر روانہ ہوئے جسکی قیادت حضرت خود فرما رہے تھے۔ اس وقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ کے حکم پر تھانہ کالا بورڈ کے S.H.O نے حضرت مفتی صاحب کو تھانے میں طلب کر کے اس بات سے منع کیا کہ اس تحریک سے پیچھے ہٹ

جاؤ۔ حضرت کے ساتھ تھانے میں طلبہ کی کثیر تعداد بھی تھی۔ حضرت نے S.H.O کو مخاطب کرتے ہوئے جواباً فرمایا کہ ہم تحریک نظام مصطفیٰ کا ہمیشہ ساتھ دیں گے چاہیں کتنے ہی مصائب کیوں نہ آجائیں۔

مفتی عبدالعلیم قادری کے بقول ایک مرتبہ میرے والد گرامی مفتی عبدالسبحان قادریؒ اور حضرت مفتی عبداللہ نعیمی کی قیادت میں ایک جلوس نکلا تھا۔ حدنگاہ عوام الناس کا ایک جم غفیر تھا ایسا محسوس ہورہا تھا کہ انسانوں کا سمندر ملیر میں آگیا ہے کرنل افضل نامی ایک افسر نے پہلے ایک لائن کھینچ کر دھمکی دی اگر یہاں سے آگے کوئی آنے کی کوشش کرے گا تو اسے گولی ماردی جائے گی جب اس نے اتنی زیادہ عوام کی تعداددیکھی تو اس نے معذرت خواہانہ انداز اختیار کرلیا ہم نے عصر کی نماز سڑک پر پڑھی اس کے بعد استاذ صاحب نے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مقدس نظام کی خاطر جب تک جسم میں جان ہے ہم مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ میرے شاگردوں پر یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قریہ قریہ جاکر اس تحریک کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کریں بعد میں جلوس پرامن طور پر منتشر ہوگیا۔

مصائب آپکو اس مقدس مشن سے نہ ہٹا سکے

مولانا نورالھادی نعیمی کے بقول نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جب استاذ صاحب دارالعلوم سے باہر نکلتے تو آوازیں کسی جاتیں کہ (ایک پکوڑا تیل میں سارے مُلا جیل میں) لیکن آپ نے اس نظام مصطفیٰ کی خاطر ان آوازوں کو خوشدلی کے ساتھ قبول کیا۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ لاوڈ اسپیکر پر ایک سیاسی جماعت کے ورکروں نے اعلان

کیا کہ کل ہم اس مدرسے کی عمارت کو ڈھادیں گے آپ نے تلامذہ سے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے بتایا گیا کہ ایک سیاسی جماعت کے لوگ مدرسے کے دروازے پر اکٹھے ہو گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مدرسے کی عمارت کو ہم گرادیں گے۔

اُستادِ محترم کا یہ سننا تھا کہ آپ دار العلوم کے دروازے پر آگئے جوں ہی استاذ صاحب کو ان لوگوں نے دیکھا ان لوگوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی، تتر بتر ہو گئے یہ استاذ صاحب کی ولایت تھی کہ کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ استاذ صاحب نے اس موقع پر فرمانے لگے کہ انشاء اللہ اس عمارت کو قیامت تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا یہ حضرت کی زندہ کرامت تھی کہ وہ لوگ دار العلوم کے خدمت گاروں میں شامل ہو گئے۔

ایک ایمان افروز خواب

ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب نے دوران تدریس فرمایا کہ کسی آدمی نے خواب دیکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا شاہ احمد نورانی کو دین کا خادم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کا ساتھ دو، طلبہ نے اصرار کیا کہ وہ خواب کس نے دیکھا ہے طلبہ کے اصرار پر فرمانے لگے کہ فقیر نے یہ خواب دیکھا ہے۔

حضرت مفتی صاحب اور قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانیؒ کا بہت دینی، قلبی اور محبت کا تعلق تھا آج اس تعلق کو حضرت کے لخت جگر قبلہ مفتی محمد جان نعیمی بخوبی نبھا رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری الحنفی البغدادی سابق رئیس کلیہ معارف اسلامیہ کراچی اپنی کتاب تحریک پاکستان میں مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور ان کے خلفاء کا حصہ کے صفحہ نمبر 185 پر تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنے حادثے سے تین ماہ پہلے

ٹھٹھہ میں ایک جلسہ عام کی صدارت فرمائی میں (جلال الدین) نوری بھی اس جلسے میں شریک تھا آپ نے اس جلسہ میں یہ اعلان حضرت قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی کی موجودگی میں کیا تھا کہ شاید میں دوبارہ ٹھٹھہ نہ آسکوں لیکن قائد ملت اسلامیہ کے دامن سے وابستہ رہنا۔

سنی کانفرنس کراچی منعقدہ اگست ۱۹۷۰ء میں مفتی صاحب کی معاونت اور شرکت

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ دارالسلام منعقدہ جون 1970ء، سنی کانفرنس ملتان منعقدہ 16/17 جون 1978ء میں حضرت مفتی اعظم سندھ نے تعاون تو ضرور فرمایا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بعض طلبہ کو بھی شرکت کے لئے بھیجا لیکن اپنی تدریسی ذمہ داریوں کے پیش نظر طلبہ کی پڑھائی میں ناغہ ہو جائے گا شرکت نہیں فرمائی ہاں سنی کانفرنس کراچی منعقدہ اگست 1970ء حضرت مفتی اعظم سندھ نے شرکت فرمائی اور تعاون بھی فرمایا اس کانفرنس کی خاص بات یہ بھی تھی کہ اس میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، فقیہ العصر مفتی نور اللہ بصیر پوری، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب، شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی سمیت دیگر اکابرین نے شرکت فرمائی۔

کراچی کے علماء کا مشترکہ اجلاس دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ہوا جس میں کانفرنس کے حوالے سے مشاورت کی گئی اور مختلف حضرات کے ذمہ مختلف ذمہ داریاں لگائی گئی آپ نے امدادی کوپن خریدے اور میٹنگ میں بھی بھرپور حصہ لیا بعد میں کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی یہ آپکی عاجزی وانکساری تھی کہ اسٹیج سے بار بار اعلان ہوتا رہا کہ آپ اسٹیج پر تشریف لائیں اس کے باوجود آپ اسٹیج پر تشریف نہیں لائے۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے اس کانفرنس میں دوران

تقریر چند جملے انگریزی میں ادا فرمائے اس دن حضرت مفتی اعظم سندھ کافی خوش تھے دوسرے دن دوران تدریس طلبہ کو فرمانے لگے کہ آپ نے دیکھا کہ اگر پینٹ پتلون والے اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ انہیں انگلش آتی ہے۔اور مولویوں کو نہیں آپ نے دیکھا کہ کل ایک مولوی نے عربی لباس پہن کر کتنی روانی سے انگلش بولی۔

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

مدارس اہلسنت کا امتحانی بورڈ اس کے ساتھ اسوقت چھ ہزار سے زائد مدارس اس سے منسلک ہیں۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) اہلسنت کے امتحانی بورڈ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔اوردارالعلوم سے منسلک مدارس کو بھی اس بات کا پابند کیا کہ وہ تنظیم المدارس اہلسنت کی رکنیت حاصل کریں۔حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مقتدر علماء سمیت 1978ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا دورہ فرمایا۔حضرت مفتی صاحب کے تبحر علمی اور دارالعلوم کے سلسلے میں آپکی جدوجہد سے کافی متاثر ہوئے۔

انجمن طلبہ اسلام

جس طرح حضرت مفتی اعظم سندھ نے جماعت اہلسنت پاکستان اور جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ بھرپور طرح تعاون فرمایا جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اہلسنّت میں بغیر کوئی عہدہ لیئے خدمات سرانجام دیں اپنی تدریسی مصروفیات کے باوجود آپ مرکزی اور صوبائی سطح کے انتہائی اہم ترین اجلاسوں میں شرکت فرماتے تھے۔

ملیر شرقی میں جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اہلسنت کی تنظیمات کی نگرانی بھی فرماتے تھے اسی طرح طلبہ کی تنظیم انجمن طلبہ اسلام کے ساتھ آپنے ہر طرح کا تعاون فرمایا۔

یادرہے کہ انجمن طلبہ اسلام کی تشکیل آپکے استاذ بھائی جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی نے 20 جنوری 1978ء میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دیوبندیت اور مودودیت کے پرچار کی روک تھام کیلئے کی جس نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انجمن طلبہ کے نام سے طلبہ کو دیوبندیت اور گمراہی سے بچانے کیلئے مثالی کردار ادا کیا یہ وہ دور تھا کہ جس دور میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سیدی، مرشدی، مودودی، مودودی یہ آوازیں آتی تھیں۔

اس لغو نعرہ کا توڑ کسی درویش نے کیا تو علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی کی ذات والاصفات تھی کہ آپ نے قوم کو "سیدی مرشدی یا نبی یا نبی" کا نعرہ دیا۔

انجمن طلبہ اسلام کے سابق صدر حاجی حنیف طیب تحریر کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ مفتی اعظم سندھ سنیت کے لئے عظیم سرمایہ تھے وہ عالم باعمل شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ میں زمانہ طالبعلمی میں بارہا آپکی خدمت میں حصول فیضان کیلئے حاضر ہوتا رہا۔

مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے کہ جب انجمن طلبہ اسلام نئی نئی قائم ہوئی تھی میں انجمن کے طلبہ کو لیکر آپکی وساطت سے کئی کئی قریبی گاؤں میں تبلیغی اجتماع کروانے کیلئے حاضر ہوتا تھا اور حضرت کی خدمت میں طلبہ کی سرگرمیاں پیش کرتا تھا حضرت ہمارے ساتھ ہر طرح کا تعاون فرمایا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ سنی طلبہ اہلسنت کا عظیم سرمایہ ہیں۔

آپکی خطابت

ارشادِ ربانی ہے کہ **"وقولوا للناس حسناً"** لوگوں سے احسن طریقے سے بات کیا کرو۔

خطابت اس احسن طریقے سے اپنے خیالات وجذبات کے فطری اظہار کا نام ہے گویا کہ یہ تمام انسانی خوبیوں کی جوہر ہے۔ جو لفظوں اور حرفوں میں ڈھل کر آواز اور گفتگو کا روپ دھارتی ہے۔ قرآن کریم نے اس جوہر کا یوں ذکر کیا **"وعلمه البيان"** اور رحمٰن نے اسکو علم کا بیان سکھایا۔

ایک مقولہ ہے کہ تعلیم شخصیت کا آغاز کرتی ہے۔ اور گفتگو اس کی تکمیل۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ ہم اہلسنّت کی ناکامیوں کے جہاں بہت سے دیگر اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ پیشہ ور خطیبوں نے مسلک اہلسنّت وجماعت کو بدنام کر دیا ہے۔

یہاں راقم اپنے قول پر بطور دلیل اہلسنّت کے ممتاز عالم دین اور جدید وقدیم تعلیم سے آراستہ پیراستہ حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی (شہیدؒ) کے انٹرویو سے ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں۔ مذکورہ انٹرویو راقم نے ماہنامہ "افق" کراچی کے لیے ستمبر 2008ء میں لیا تھا کہ پاکستان میں اہلسنّت وجماعت کو نفاذ اسلام کی تحریک سے دور کرنے میں ایک کردار پیشہ ور خطباء اور روحانی فیوضات سے محروم نام نہاد سجادہ نشینوں کا بھی ہے۔ ان کی بے عقلیوں کی وجہ سے اہلسنّت کے متحرک فعال اور کچھ کر جانے والے نوجوان دوسرے گھاٹ پر چلے گئے

"ماہنامہ افق کراچی ستمبر 2008"

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ (پیشہ ور) مقرر نہ تھے مگر وعظ ونصیحت

نہایت دل نشین اور تقدیر بدلنے والا ہوتا تھا۔آپ عوام کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے تھے اور نہ ہی زبردستی ماشاء اللہ اور سبحان اللہ کہلواتے تھے بلکہ انتہائی شائستہ انداز میں تقریر فرماتے آپ کی تقریر سے لوگ اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ میلوں پیدل سفر کر کے آپکا خطاب سننے کے لئے حاضر ہوتے تھے جس علاقے میں آپ کا خطاب ہوتا وہاں ایک جشن کا سماں ہوتا تھا۔

بعض اوقات طلبہ سے فرماتے کہ آج کے بعد میں تقریر کرنے کے لئے نہیں آؤں گا آپ اپنے اندر خود بخود تقویٰ اور صلاحیت پیدا کریں کہ لوگ آپ کو سننے کے لئے آئیں آپ اپنی تقریر میں قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ مثنوی کے اشعار بھی پڑھتے۔

آپ گرجتے برستے شعلہ بیان خطیب قطعاًنہ تھے۔" **خیر الکلام ماقل ودَلّ**" کے مالک تھے دوران تقریر کبھی سامعین سے نہیں کہا کہ بولو کہ سبحان اللہ ذرا زور سے بولو ذرا مل کر بولو ایک مرتبہ پھر بولو یہ کہنے کی ضرورت ان خطیبوں کو پیش آتی ہے جن کا سارا زور بیان کے بجائے انداز بیان پر ہوتا ہے لیکن آپ کا سارا زور بیان پر ہوتا تھا۔الفاظ کی سادگی اور قول وفعل کے انطباق نے ان کے بیان میں وہ قوت وطاقت پیدا کردی تھی کہ خود نہیں کہتے۔

بلکہ سامعین اپنے دل سے کہتے تھے کہ بولو سبحان اللہ! آپ کا انداز خطابت ہی سادہ ہوتا تھا دھیمی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بااثر بات ارشاد فرماتے، مگر ایک بات کسی نہ کسی طرح ہر موضوع کو شامل ہوتی تھی وہ بات تھی عشق مصطفیٰ ﷺ کی، دوران تقریر فارسی اشعار اکثر شیخ سعدی شیرازی اور مولانا عبدالرحمٰن جامی کے اشعار پڑھتے تھے۔

جمعۃ المبارک کا خطبہ ایک عرصہ تک جامعہ مسجد غوثیہ نزد بھینس کالونی کھوکھر اپار میں دیتے رہے۔ربیع الاول وربیع الثانی رمضان المبارک کے آخری عشرے اور محرم کا پہلا عشرہ واعظ ونصیحت کے لحاظ سے بڑا مصروف گذارتے دور دراز کے جلسوں کے باوجود صبح پڑھائی میں

ہر ممکن طور پر پہنچنے کی کوشش کرتے۔ اندرون سندھ میں جب کہیں آپ کی آمد کا اعلان ہوتا لوگ آپکی آمد کا اعلان سن کر آتے۔ اکثر سامعین آپ کی تقریر کو ٹیپ ریکاڈر میں محفوظ کر لیتے جو بعد میں سنتے اور سناتے تھے۔ بدقسمتی سے آج نہ وہ سننے کا ذوق رہا نہ ایسے واعظ کرنے والے رہے علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی   برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی   فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

مولانا ابراہیم نعیمی کے بقول حضرت بھینس کالونی غوثیہ مسجد میں جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے جب تشریف لے جاتے تو اکثر اپنے ہمراہ مجھے بھی لے جاتے میں نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتا۔ بعض اوقات جب بارش ہوتی سڑکوں پر غلاظت کے انبار ہوتے اس کے باوجود آپ غلاظت سے اپنے کپڑوں کو بچاتے ہوئے پیدل سفر کرتے ہوئے مسجد میں پہنچ جاتے جب ویگن میں جگہ نہ ہوتی تو کھڑے ہو کر سفر فرماتے تھے۔

دوران خطابت آپ ہمیشہ شہادت کی انگلی سے سامعین کو مخاطب کرتے تھے مولانا فدا احمد نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ قبلہ استاذ صاحب ہر سال میرے والد محترم کی دعوت پر ربیع الاول شریف ڈام بلوچستان آتے۔ آپ کا قیام ڈام کی مرکزی جامع مسجد مدینہ میں ہوتا جمعرات بعد نماز عشاء آپ کا خطاب ہوتا نماز جمعہ کی امامت اور خطابت بھی آپ ہی فرماتے۔

نماز کے بعد مقتدیوں سے فرماتے جو دینی مسائل پوچھنے ہو پوچھ لیں۔ جو شخص بھی مسئلہ پوچھتا انہیں تسلی بخش جواب عنایت فرماتے، آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میرے والد صاحب استاد صاحب سے عرض کرتے آپ گھر چلیں اور وہاں ہی آپ کی رہائش کا انتظام ہے لیکن استاذ صاحب انکار فرما دیتے اور فرمایا کرتے کہ ہم مسجد ہی میں رہیں گے۔

استاذ صاحب اس زمانے میں کراچی سے ڈام کا سفر پرانی بس جو کہ لی مارکیٹ کراچی سے ڈام (بلوچستان) جاتی ہے اس پر سفر فرماتے۔ جس میں انسان، بکریاں اور آٹے کی بوریاں بھی ہوتی تھیں۔ کبھی کبھی سونمیانی ڈام تک سمندری پانی آجاتا اور راستہ بند ہو جاتا تو تین میل پیدل سفر فرماتے۔

آپ کے مناظرے

ارشاد ربانی ہے کہ **"قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"،** **(الآیة ، سورۃ بنی اسرائیل)** ترجمہ: "حق آیا اور باطل گیا۔ بیشک باطل مٹنے کے لئے ہے"۔

معرکہ حق و باطل ازل سے جاری ہے۔ اور ابد تک جاری رہے گا۔ حق کی سربلندی کو **"اظہر من الشمس"** کرنے کے لئے علماء نے مناظرے فرمائے فریق مخالف کو جب بھی اپنی شکست نظر آئی تو وہ مجادلہ پر اتر آئے۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نے اپنی گونہ گو مصروفیات کے باوجود فن مناظرہ میں بھی وہ جوہر دکھائے جن کی نظیر کم ملتی ہے ہم بیشمار مناظروں میں سے چند مناظروں کا تذکرہ کریں گے۔

آپ کے شاگرد مولانا محمد اسلم نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ استاد صاحب نے اپنے پیرو مرشد حضرت سید عبدالخالق شاہ قادری کے بھتیجے سیّد نواز علی شاہ کی دعوت پر اپنے آبائی وطن ایران کا دورہ فرمایا۔

ایک موقع پر دیوبندی مسلک کے مولوی عبدالرحمٰن سربازی نے بریلوی مسلک اہلسنّت کے ساتھ پرانے اختلافی مسائل پر مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ آپ نے ان کے چیلنج کو قبول کرلیا۔ مناظرے کا تمام اہتمام میر مولاداد خان جو علاقے کے معزز ترین شخصیت و بااثر تھے ان

کے گھر پر تھا۔

قبلہ مفتی صاحب کئی میل کا سفر طے کر کے جب مناظرہ گاہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ چیلنج کرنے والے دیوبندی مولوی وہاں سے تین سو میل دور ایران فرار ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے شاگردوں کے ہمراہ ایک ماہ کا طویل تبلیغی دورہ کیا جو مسلک اہلسنّت و جماعت کے فروغ کے لئے بہتر اور مفید ثابت ہوا۔ اس عرصے میں کسی بھی بد مذہب اور عقائد اہلسنّت کے مخالف کو آپ کے روحانی جاہ و جلال کے سامنے آنیکی جرأت و ہمت نہیں ہوئی۔

مولانا گل حسن نعیمی کے بقول ٹھٹھہ کی تحصیل تعلقہ جاتی میں مولوی نظر محمد جت نعیمی نے ایک مرتبہ تقریر کی جس میں سنی مسلک کا پرچار اور وہابیت اور دیوبندیت کی تردید کی وہاں مولوی عبدالغفور قاسمی دیوبندی شیخ الحدیث دارالعلوم قاسمیہ (سجاول ضلع ٹھٹھہ) کا اثر رسوخ زیادہ تھا۔ جس وجہ سے وہاں دیوبندی خیالات کے لوگوں کی اکثریت تھی مولوی نظر محمد نعیمی کو تقریر کے بعد لوگوں نے کہا تم سنی بریلوی ایک بات کرتے ہو اور دیوبندی دوسری بات ہم کس کی بات مانیں۔ تم بھی مولوی ہو وہ بھی مولوی بہتر ہوگا کہ تم سنی و دیوبندی دونوں آمنے سامنے بات کریں تا کہ واضح ہو جائے کون صحیح ہے کون غلط۔

چنانچہ کچھ دنوں بعد مفتی اعظم سندھ کو اسی گوٹھ مذکورہ ایک مرید مولوی گل حسن کے والد حاجی صالح محمد نے دعوت دی دیوبندیوں نے اس دعوت کو غنیمت جانا اور قاسمی کو مدعو کر لیا چنانچہ دعوت مناظرہ کی صورت اختیار کر گئی۔ مولوی عبدالغفور قاسمی اپنے ساتھ مولوی نور محمد سجاولی اور مولوی عبداللہ شاہ سکھر والے کو بھی لے آیا۔ حضرت کے ساتھ حضرت الٰہی بخش مندرہ، اور دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے سینئر استاد مولانا معراج الدین، محمود ورنالوی، مولانا عبدالرحمٰن بطور معاون شریک تھے۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو وہ اس بات پر ڈٹ گیا کہ مولوی قاسمی

کامناظرہ عربی میں ہوگا حضرت کی رائے تھی چونکہ لوگ عربی سے ناواقف ہیں۔اس لئے اردو یا سندھی میں ہونا چاہیے جب وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا تو مولانا معراج الدین جو کہ انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے۔انہوں نے کہا کہ مناظرہ انگریزی زبان میں ہوگا۔جب مولانا معراج الدین اپنی بات پرڈٹ گئے تو وہ فریق مخالف اردو میں مناظرے کے لئے تیار ہوگیا۔

مناظرے کا موضوع   نوروبشر اور علم غیب تھا۔حضرت مفتی اعظم سندھ نے اس موضوع پر دلائل کا انبار لگا دیا۔مناظرہ نماز عشاء کے بعد شروع ہوا صبح چار بجے تک جاری رہا دیوبندی لاجواب ہوگئے اور زبان درازی پر اتر آئے ۔دیوبندی کی اس نازیبا حرکت پر ماسٹر محمد جعفر نے خنجر نکال کر دیوبندی مولویوں کو دکھایا اور کہا کہ مفتی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ تم جھوٹے ہو اگر تم اپنی نازیبا گفتگو سے باز نہ آئے تو میں تمہارا پیٹ چاک کردونگا۔ماسٹر محمد جعفر کا یہ نعرہ مستانہ بلند کرنا تھا کہ سارے دیوبندی وہاں سے بھاگ گئے جہاں مناظرہ تھا وہ دیوبندیوں کی جگہ تھی۔لوگوں نے ان کے خلاف نعرے بازی کی۔علمائے اہلسنّت نے حضرت مفتی اعظم سندھ کی سرپرستی میں دیوبندیوں کی مسجد میں صلاۃ وسلام پڑھا۔

اس دوران ایک شرپسند نے حضرت کی جوتیاں اور عصا مبارک چھپا دیا حضرت کو عصا کا بہت دکھ تھا کیونکہ حضرت کا عصا کافی عرصے سے زیر استعمال تھا۔پیر طریقت حضرت الہی بخش مندرہ نے کہا کہ وہ عصا ان کو راس نہیں آئیگا۔چند دن بعد اس شخص نے آکر آپ کا عصا واپس کر دیا جو اس نے چرایا تھا۔اور معافی کا طلب گار ہوا۔اس مناظرے کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے عقائد کی مزید پختگی ہوگئی۔آج بھی وہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلک اہلسنت پر جو قائم ہیں یہ سب سائیں ملیر والے کا فیضان ہے۔

مولانا شفاعت رسول نعیمی کے بقول ایک بار قائدآباد میں ایک دیوبندی عالم سے

دعائے ثانی کے متعلق حضرت نے مناظرہ فرمایااس مناظرے میں مفتی صاحب کے ہمراہ حضرت مفتی عبدالسبحان قادریؒ بھی موجود تھے۔ابھی گفتگو شروع ہی ہوئی تھی کہ مفتی صاحب نے فرمایا "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ" اس آیت کی تشریح کریں یہ بات کرنی تھی کہ دیوبندی لاجواب ہوگئے۔اس کے علاوہ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نے ایک شیعہ ذاکر سے بھی مناظرہ فرمایا جس میں اس کو شکست ہوئی اور اسے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ تم لوگ اہلبیت مصطفیٰ ﷺ سے بہت محبت کرتے ہو۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی دعوتی و تبلیغی خدمات

رسالت مآب ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد اللہ کی وحدانیت اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی راہ دکھانا تھا۔

آپ ﷺ نے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بے پناہ مصائب برداشت کئے اور ان تمام مصائب کو خوشدلی سے قبول فرمایا آپ کی ۲۳ سالہ زندگی مبارکہ میں شرق سے غرب تک نور اسلام پھیل چکا تھا۔آپ کے وصال مبارک کے بعد یہ سلسلہ رشد و ہدایت آپ کے صحابہ کرام اور تابعین نے جاری رکھا۔اس کے بعد اولیاء کاملین نے جاری رکھا تا وقت یہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری وساری ہے۔اور رہے گا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری عطائے رسول، حضرت محبوب الٰہی، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر، حضرت خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت سلطان باہو، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ خطہ سندھ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ حضرت

لعل شہباز قلندر، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، حضرت سچل سرمست، حضرت لکی شاہ صدر ،حضرت عبداللہ شاہ غازی، حضرت عبداللہ شاہ اصحابی، حضرت شاہ مراد شیرازی، حضرت پیر سائیں پاگارہ، پیر صاحب مشوری شریف، پیر صاحب ویہڑ شریف، پیر صاحب سوئی شریف، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب درگاہ لنواری شریف، پیر صاحب درگاہ نورانی شریف، پیر صاحب کوڈاریہ شریف، پیر صاحب قمبر شریف (لاڑکانہ)، پیر صاحب ملکانی شریف، پیر صاحب درگاہ امینانی شریف، درگاہ ملا کاتیار، حضرات مجددی سرہندی، درگاہ ٹنڈہ سائیں داد، درگاہ گلزارِ خلیل، درگاہ ٹیاری حیدرآباد، درگاہ شکار پور، حضرت پیر عبدالغفار پیر مٹھا سائیں، حضرت مخدوم بلاول، حضرت مخدوم اسماعیل پریالوی، حضرات جیلانی رانی پور (گھمبٹ) حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، حضرت مخدوم محمد عابد سندھی، حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی، حضرت امام الشاہ احمد نورانی اور حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہید) علیہم رحمۃ رضوان وغیرہم کی کوششوں سے پھیلا۔ ارشاد ربانی ہے **"ان الدین عنداللہ الاسلام"** بیشک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے (الآیۃ سورۃ ال عمران)

دوسری جگہ ارشاد نبی ﷺ ہے کہ

"یاایہاالناس قولو ا لاالہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ تفلحوا"

(الحدیث)

اے لوگو کہو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ فلاح پاؤ گے

بخاری شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ سے فرمایا کہ کسی غیر مسلم کو دعوت اسلام دینا سو اونٹوں کی خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت مفتی اعظم سندھ نے جہاں دیگر فرائض اور امور کو باحسن سرانجام دیا وہاں

دعوت تبلیغ کے سلسلے کو بھی عام کیا۔ سینکڑوں ہندوں اور عیسائیوں کو دولت ایمان سے مالامال فرمایا۔ حضرت کے بڑے لخت جگر حضرت مفتی غلام محمد شہیدؒ نے کئی غیر مسلموں کو دولتِ ایمان سے نوازا اور سندِ اسلام جاری فرمائیں۔ حضرت مفتی صاحب کے دوسرے لخت جگر مفتی محمد جان نعیمی نے بھی کثیر تعداد میں غیر مسلموں کو کلمہ شہادت پڑھایا راقم کے سامنے اس وقت نوسو سے زائد سند اسلام کی سندیں موجود ہیں۔ اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

یاد رہے کہ نوسو سے زائد اسناد اسلام جو کہ دار العلوم مجددیہ نعیمیہ نے جاری کی ہیں۔ ان میں کئی اسناد پر فقط فیملی کے سرپرست کا نام موجود ہے جس کی سند جاری کی گئی۔

حضرت مفتی محمد جان نعیمی کے بقول ایک فیملی کے اگر دس یا اس سے زائد لوگ موجود ہوں اور وہ اکٹھے اسلام قبول کرنے کے لئے آئے ہوں تو ان کو ایک ہی سند جاری کی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ تعداد ہزاروں میں بنتی ہے۔ آج کے اس دور میں کوئی صاحب ملک کے اندر چند تقریریں کرلیں یا ملک سے باہر جاکر چھوٹے بچوں کو ابتدائی قاعدہ پڑھائیں تو وہ اپنے آپ کو مبلغ اسلام کہتے ہیں۔

کروڑ ہا رحمتیں ہوں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی اور حضرت مفتی غلام محمد نعیمیؒ شہید پر اور لائق تحسین ہیں ان کے لخت جگر مفتی محمد جان نعیمی کہ انہوں نے ہزاروں لوگوں کو دولت ایمان سے مالا مال کیا لیکن اس بات کو ظاہر ہونے نہ دیا اور نہ ہی اخبارات میں خبریں جاری کیں کہ مفتی محمد جان نعیمی کے ہاتھوں اتنے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ہمارے از حد اصرار پر ہمیں وہ سندیں عطا فرمائی جن لوگوں نے مفتی محمد جان نعیمی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا ہے جن فیملیز اور افراد نے مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید اور ان کے لخت جگر مفتی غلام محمد نعیمیؒ اور مفتی محمد جان نعیمی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا ہے ان میں اکثر کی تعداد اندرون

سندھ کے شہروں میر پور خاص ، بدین ، ٹھٹھہ ،نوشہرہ فیروز ،عمرکوٹ ، مٹھی، حیدرآباد،دادو ، ٹنڈو الہ یار، لاڑکانہ، مکلی ،نواب شاہ، سکھر، شہر کراچی گلستان جوہر، ملیر، شاہ فیصل کالونی،اور بعض پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور تھر پارکر کے غیر مسلم شامل ہیں۔ جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

باب پنجم

حضرت مفتی اعظم سندھ کی کرامات

وسفر آخرت

شیخ طریقت حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کی کرامات

صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمیؒ بہار شریعت میں تحریر کرتے ہیں کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے یہ سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور اکرم ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں، کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ ان کا منکر گمراہ ہے، مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے کوڑی کو شفاء دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کرنا۔ غرض کہ تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن شریف کے مثل کوئی سورۃ لے آنا جو ایسا دعویٰ اپنے پاک ولی ہونے کے لئے کرے وہ کافر ہے۔ اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کا علم و ادراک سمع و بصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہے۔

(بہارِ شریعت)

کرامات

(۱) حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے راقم کو بتایا کہ مجھے امام بیہقی کی کتاب سنن کبریٰ کی ضرورت تھی میں نے برادرم مفتی غلام محمد نعیمیؒ سے اس بات کا تذکرہ کیا لیکن خدا کی قدرت کہ ان کے پاس بھی پیسے نہیں تھے۔ میں عباسی کتب خانہ (جونا مارکیٹ کراچی) میں گیا، کتاب کو دیکھا اور واپس آ گیا۔ کیونکہ مطلوبہ رقم میرے پاس نہ تھی اور نہ ہی مالکِ کتب خانہ ادھار دینے پر تیار تھا۔ دل میں اضطراب تھا یہ نہ ہو کہ کل تک یہ کتاب کوئی اور خرید لے، پھر رات کو مجھے ابا جان کی خواب میں زیارت ہوئی مجھے فرمایا کہ چلو اپنے پرانے مکتبہ

میں چلتے ہیں، پھر مجھے ایک جگہ کی نشاندہی کرادی جہاں سنن کبریٰ رکھی ہوئی تھی۔ مجھے فرمایا کہ جس کتاب کو تم خریدنا چاہتے ہو وہ تو اپنے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نیند سے آنکھ بیدار ہوئی تو فوراً اپنے پرانے کتب خانہ گیا، جو نشاندہی ابا جان نے کی تھی میں نے کتاب کو وہاں ہی پایا۔

مفتی محمد جان نعیمی اپنے والد ماجد کی کرامات بیان کرنے سے احتراز فرماتے ہیں انکا موقف ہے کہ لوگ سمجھیں گے کہ خود اپنے والد کی کرامات بیان کرتا ہے وگرنہ میرے مشاہدے میں اپنے والد ماجد کی ان گنت کرامات ہیں میرے والد ماجد خوشی کے ہر موقع پر مجھے خواب میں مبارک باد دیتے ہیں۔

(۲) حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے تلمیذ رشید مولانا گل حسن نعیمی نے راقم کو بتایا کہ مدرسہ کی تعمیرات کا کام شروع تھا۔ استاذ محترم کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ آپ نے ایک ٹرک والے کو فرمایا کہ صاحب بجری لے آؤ جب وہ بجری کا ایک ٹرک لیکر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ دوبارہ ایک اور لیکر آؤ۔ جب دوسرا ٹرک لیکر آیا تو آپ نے تیسرے ٹرک کے لئے فرمایا جاؤ ایک اور لیکر آؤ۔ اب بجری تو پوری ہوگئی پیسوں کی ضرورت تھی، جوں ہی ٹرک والا تیسری بار بجری لیکر آیا تو ایک صاحب آئے اور آتے ہی انہوں نے تین ٹرک بجری کی قیمت ادا کردی۔

(۳) ایک مرتبہ استاذ محترم درس حدیث دے رہے تھے تو اچانک آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا، آپ نے ایک طالب علم سے فرمایا تم پر غسل فرض ہے اور تم درس حدیث میں بیٹھے ہو۔ جاؤ اور غسل کرو۔ بعد میں جب ساتھیوں نے اس سے دریافت کیا کہ واقعی تم پر غسل فرض تھا تو اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہاں مجھ پر غسل فرض تھا، میں بھول گیا تھا۔

(۴) مولانا مفتی محمد اسلم نعیمی کے بقول: استاد صاحب کے پاس اکثر شام کے

اوقات میں بہت سے لوگ حاضر ہوتے تھے۔ایسا معلوم ہوتا کہ کمرہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔لیکن جب ہم قریب جاتے تو کمرہ خالی لگتا۔اس موقع پر استاد محترم سے معلوم کرنے پر آپ نے فرمایا کہ انسانوں کے علاوہ اللہ کی مخلوق اور بھی ہوتی ہے۔

(۵) اگر کوئی مرد و زن آسیب یا کسی بھی قسم کی آفات میں مبتلا ہوتا تو آپ پیران عظام کی طرح لمبا چوڑا عمل نہ فرماتے بلکہ آپ کا دم کرنا اور پانی پر پھونک مار کر دینا ہی کافی ہوتا اور اسی سے شفاء کامل حاصل ہو جاتی۔

(۶) مولانا فدا احمد نعیمی کے بقول میرے دور طالب علمی میں ابھی استاد صاحب کے وصال کو چند دن ہی گزرے تھے کہ حافظ محمد رمضان نعیمی جن کی ڈیوٹی رات میں مدرسہ کی چوکیداری ہوا کرتی تھی ۔ رات تقریباً دو بجے مجھے اور میرے ایک ساتھی کو جگایا چلو دیکھو استاذ صاحب قبر سے باہر تشریف لا رہے ہیں، میں ڈر رہا تھا کیونکہ عمر چھوٹی تھی حافظ رمضان صاحب اور دیگر ساتھیوں نے قبلہ استاذ صاحب کی زیارت کی میں نے اپنی گناہگار آنکھوں سے دیکھا سفید لباس میں ملبوس، سر پر سفید عمامہ اوپر سفید چادر سجائے ہاتھ اٹھا کر قبلہ استاذ صاحب دعا فرمارہے تھے۔

(۷) بلوچوں کے ہاں ایک شادی تھی جس میں عورتیں گانا بجا رہی تھیں۔حضرت مفتی صاحب قبلہ کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئیں بلکہ آگے سے غلیظ زبان استعمال کی اور شور وغل شروع کر دیا۔خدا کی قدرت کہ اس گستاخی کی وجہ سے ان خواتین کے گلے بند ہو گئے جب تک انہوں نے سچے دل سے توبہ نہیں کی کہ آئندہ وہ گانا نہیں گائیں گی اس وقت تک ان کے گلے صحیح نہیں ہوئے۔

(۸) حضرت علامہ سید اکبر حسین ھاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ سب سے بڑی

کرامت تو یہ ہے کہ آپ سرکار عالمین علیہ وسلم ﷺ کے سچے عاشق اور متبع سنت تھے، اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتا چلوں کہ ایک جمعۃ المبارک کو میں آپ کے پاس حاضر ہوا کچھ دیر بعد میں رفع حاجت کے لئے گیا۔ استنجاء کیا اور حضرت کے پاس آ کر بیٹھ گیا اسوقت اور کوئی وہاں نہ تھا، حضرت نے فرمایا ''**توضا یاسیّدی**'' میں اٹھا اور وضو کر کے بیٹھ گیا۔

آپ نے پھر فرمایا ''**صل تحیۃ الوضوء یا سیّدی**'' میں نے تحیۃ الوضو دو رکعت ادا کی اور حضرت کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ نے اس بندہ ناچیز سے جو الفاظ فرمائے ، جب بھی انکا تذکرہ کرتا ہوں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں فرمایا کہ شاہ صاحب ناراض تو نہیں میں نے آپکو تکلیف دی کیونکہ آپ سادات ہیں اور میں نے بار بار آپ کو زحمت دی میں نے عرض کی حضور یہ تو آپکی نوازش ہے کہ آپ میری تربیت فرماتے ہیں اور سنت طریقے پر چلاتے ہیں ۔ سنت رسول علیہ وسلم ﷺ کے بارے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے فتاویٰ پر سختی سے عمل کرتے تھے اور شاگردوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرماتے تھے، کلائی کی گھڑی کے ساتھ دھات کا پٹہ باندھنے سے منع فرماتے۔

(۹) حضور قبلہ مفتی صاحب کی خواہش تھی کہ آپکے فرزند علم دین حاصل کریں اور آپکے بعد مسند درس و تدریس سنبھالیں اس وقت بڑے صاحبزادے حضرت مفتی غلام محمد نعیمیؒ بالغ تھے۔ درجہ خامسہ تک پڑھ کر مدرسہ چھوڑ دیا اور اسکول و کالج کی تعلیم میں لگ گئے جو حضرت کے مزاج کے خلاف بات تھی، آپ اس حرکت پر بڑے کبیدہ خاطر رہتے جسکا اظہار انہوں نے اکثر کیا کہ میں چاہتا تھا کہ یہ میری مسند پر بیٹھتا مگر اسے مولوی بننا پسند نہیں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اہل اللہ کی اللہ ان کی تمناؤں کو پورا کرتا ہے مجھے اطلاع ملی کہ اس ماڈرن مسٹر (پتلون اور شرٹ پہننے والا) کو جیسے ہی حضرت کی شہادت کی اطلاع ملی تو اسکی تقدیر بدل گئی مفتی صاحب کی

تمنا برآئی اوراب وہ امینِ علوم دینیہ ہوکر مفتی صاحب کی مسندارشاد پر بیٹھ گیا۔ مفتی صاحب کی نظرِ کرم نے کام کیااوراب وہ مفتی غلام محمد ہوکر منظرِ عام پر آ گئے۔

علامہ سیّد اکبر حسین ہاشمی نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ ایک رات ہوایوں کہ میں (راولپنڈی) کافی دیر بعد گھر واپس جارہاتھا کہ راستے میں میرے اسکول کے باہر مجھے تین آدمی دروازے پر نظر آئے ایک پر نگاہ پڑی تو مجھے قبلہ استاد صاحب نظر آئے۔ میں نے ہمت باندھ لی کہ میرے قبلہ استاد صاحب آج دنیامیں مجھے اپنی زیارت کرانے ظاہر ہوئے ہیں اب میرے اندرخوشی اور اپنائیت کی لہر دوڑ گئی۔ عقیدت کے ساتھ آگے بڑھا تو غالباً مولانا اسلم نعیمی ساتھ تھے، معاملہ بھانپ گیا، بعد میں بولے یہ سائیں غلام محمد ہیں۔ اللہ اکبر کیا شان تھی کمرے میں جاکر میں نے صاحبزادہ مفتی غلام محمد نعیمی کو دیکھا تو اُنکی وضع قطع ، چہرہ ،لباس اور دستار حتیٰ کہ گفتگو کا انداز کچھ بھی تو میرے قبلہ استاد صاحب سے مختلف نہ تھا، میں انہیں دیکھتا تھا اور میرے آنسورواں ہوجاتے تھے۔ یہ ایک عظیم کرامت ہے جو قبلہ مفتی صاحب کے وصال پاک کے بعد ظہور پذیر ہوئی۔

(۱۰) علامہ مولاڈینہ نعیمی نے بتایا کہ میرے والد محمد جمن پرائمری ٹیچر تھے انکے رجحانات بنسبت دینی تعلیم کے دنیاوی تعلیم کی طرف زیادہ تھے مجھے بھی دنیاوی تعلیم دلانا چاہتے تھے لیکن میرے چچا مرحوم نے مجھے دینی تعلیم کیلئے قبلہ استاد صاحبؒ کے پاس دارالعلوم میں داخلہ دلایا۔ میرے والد جو کہ دارالعلوم نہیں آتے تھے ایک مرتبہ صبح کے وقت آئے قبلہ مفتی اعظم سبق پڑھارہے تھے، باہر بیٹھ گئے مگر پیاس بڑی سخت لگی تھی کسی طالب علم کو کہنا کہ پانی پلاؤ بھائی اچھا نہیں لگ رہاتھا۔ اتنے میں قبلہ مفتی اعظم سندھ نے ایک طالب علم کو فرمایا کہ باہر ماسٹر صاحب بیٹھے ہیں انہیں پانی پلاؤ۔ ماسٹر محمد جمن نے اپنے صاحبزادے مولاڈینہ کو یہ واقعہ بتانے کے بعد کہا

کہ تمہارے استادواقعی کامل ہیں۔

(۱۱) آپ کے شاگرد مولانا محمد رمضان خطیب جامع مسجد ملیر کینٹ تحریر کرتے ہیں کہ میں ایم اے سال اول کی تیاری میں مصروف تھا کہ وصال سے ایک دن قبل میری طبیعت میں اداسی اور اضطرابی کیفیت پائی جارہی تھی۔ میں دن بھر بے چین رہا آخر روحانی چین وسکون کے حصول کے لئے قبلہ استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور تقریباً پوری رات دارالعلوم میں مطالعہ کرنے میں گزاری یہ زندگی کی آخری ملاقاتیں اور شفقتیں تھیں جو حاصل ہورہی تھیں شہادت کے دن صبح بعد نماز فجر مجھے بلایا اور حدیث کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث پڑھائی۔ جسکا مفہوم یہ تھا۔

''انسان کی امیدیں زندگی سے کہیں زیادہ بڑی ہوتی ہیں حتیٰ کہ زندگی ختم ہوجاتی ہے اور امیدیں باقی رہتی ہیں''

یہ حدیث مسلسل دوتین مرتبہ پڑھائی اور بار بار فرمایا کہ اگر اس حدیث کو سمجھنا ہوتو پھر سمجھادوں میں نے عرض کی خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلی ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ ان کی وفات وشہادت کی طرف اشارہ تھا۔ پھر فرمانے لگے کہ آپ تو فوج کے امام ہیں، لھذا ہتھیار چلانا ضرور سیکھیں کاش! میں فوج میں ہوتا تو بہت کچھ سیکھتا۔ اور آخر شہادت کی زندگی پاتا مجھے شہادت کا بہت شوق ہے خدا کرے مجھ کو شہادت کی موت نصیب ہو چنانچہ چند گھنٹوں بعد سہون شریف جاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اللہ تعالی نے اس طرح آپ کے شوق شہادت کو پورا فرمایا۔

(۱۲) آپکے شاگرد مولانا ولی اللہ نعیمی فرماتے ہیں کہ میں نیو کراچی میں امامت وخطابت کررہا تھا معاشی حالات کی تنگی حالات زمانہ سے دل برداشتہ تھا۔ اسی حالت میں ایک

رات پوری عبادت میں سجدہ ریز گزاری اور رب کعبہ کے حضور گریہ وزاری کرتا رہا صبح ہونے پر دارالعلوم میں قبلہ استاد صاحب سے شرف زیارت اور ملاقات کے لئے حاضر باش ہوا۔ قدم بوسی کر کے بیٹھا ہی تھا کہ مسکراتے ہوئے فرمایا ولی اللہ صاحب بندہ ایک رات کی عبادت سے ولی نہیں ہوجاتا ہے۔ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے استاد صاحب کی اس کرامت پر حیرت ہوئی کہ ان کو میری عبادت کا علم کس طرح ہوا۔

(۱۳) علامہ حافظ محمد بخش نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے مفتی صاحب نے فرمایا کہ گاڑی لے کر دارالعلوم آجاؤ کہیں چلنا ہے۔ میں حاضر ہوگیا قبلہ استاد صاحب اور ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ عبداللہ سولنگی شریک سفر ہوئے، اور ہم کراچی کے ایک مقام ابراہیم حیدری پہنچے۔ اپنی گاڑی کو پررونق بستی میں چھوڑ دیا اور جنگل کی طرف تقریباً دو میل کا متواتر سفر کیا اور پھر اپنے ایک خلیفہ بھائی کے پاس پہنچے جو چلا کشی میں ہمہ تن مصروف تھے۔ پہنچنے پر ملاقات ہوئی ایک جانب ڈھیروں پھل فروٹ نظر آئے۔

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ آبادی سے دو میل دور میں اس قسم کی دعوت کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ آپ کے پیرومرشد نے ابراہیم حیدری والے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ تم جو چلاّ کررہے ہو کیا تم جانتے ہو چلّے کی حقیقت کیا ہے؟ وہ خاموش ہوگئے۔ پیرومرشد نے قبلہ استاد صاحب کی طرف اشارہ فرمایا۔

آپ نے چلاّ کشی اور تصوف کی حقیقت ومعرفت کے بارے میں رقت انگیز خطاب فرمایا کہ ہم سب زاروقطار رورہے تھے اس روحانی محفل کی لذت ابھی تک باقی ہے میں نے استاد صاحب کی ایسی پراثر جامع تقریر زندگی بھر میں کبھی بھی نہیں سنی تھی۔

(۱۴) دارالعلوم ہذا کے سابق فاضل مدرس مولانا عبدالرحمن نعیمی (بہاول نگر

پنجاب) کے بقول 12 اکتوبر جمعرات کو بعد نماز فجر قبلہ مفتی صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی میں اپنے اوراد وظائف سے فارغ ہو کر ابھی بستر پر لیٹا ہی تھا کہ مفتی صاحب کے مزار پر انوار کی زیارت ہوئی۔ میں کافی دیر مزار کو دیکھتا رہا کہ اچانک مزار کا پچھلے پاؤں کا حصہ اوپر کی جانب بلند ہونے لگا تو میں نے قبر میں جھانک کر دیکھا قبلہ مفتی صاحبؒ ایک مخملی خوبصورت چادر پر آرام فرما رہے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں مولانا ہمیں ابھی سے ہی بھلا دیا ہے میں چونک گیا پھر آپ اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائے۔

میں نے دست بوسی کی اور آپ دارالعلوم کے ہال کمرے میں جہاں آپ درس تفسیر وحدیث دیتے تھے۔ اپنی مسند پر جلوہ آراء ہوئے اور مجھے فرمایا مولانا دارالعلوم کے سب طلباء کو کمرہ میں جمع کرو آج میں اپنے طلباء کو درس تفسیر قرآن دونگا۔ چنانچہ چند منٹوں میں دارالعلوم کا دارالحدیث کمرہ طلباء سے بھر گیا اور آپ نے تقریباً 3 گھنٹے متواتر درس قرآن دیا۔ آپ نے ایسے ایسے گرانقدر علمی قرآنی نکات بیان فرمائے کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، بعد درس میں نے عرض کی حضرت یہ نکاتِ علمی کن کن اور کہاں کہاں تفاسیر میں ملیں گے فرمایا مولانا اللہ نے میرے علم میں علم خیر کی دم سے برکت عطاء فرمائی ہے۔ جب چاہوں میں مرقد شریف سے باہر آسکتا ہوں اور جو علمی تفسیری نکات تم نے سماعت فرمائے یہ اللہ تعالی کی خداداد نعمت علم لدنی ہے جو رب کائنات اپنے خاص الخاص اور منتخب افراد کو مرحمت فرماتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۱۵)　مولانا نور الہادی نعیمی مدرس دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی فرماتے ہیں کہ استاد قبلہ صاحب کی بغلی قبر ہے اور یہ سنت ہے یعنی داہنی قبلہ رو جانب میں بغل ہے میں قبر شریف پر فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ میرے دل میں معاً خیال آیا کہ بغلی قبر کا شریعت میں ثبوت کیا ہے۔ دوسرے

یہ کہ اگر ہم فاتحہ پڑھ رہے ہیں تو مفتی صاحب کی قبر پر نہیں پہنچتے ہیں۔ میں اپنی مسجد غوثیہ ڈرگ کالونی چلا آیا بعد نماز جب آرام کرر ہاتھا کہ خواب میں دیکھا کہ قبلہ اپنے جاہ وجلال سے تشریف لائے اور کچھ کتابیں حدیث وفقہ کی ان کے ہاتھ میں ہیں۔ میری اسوقت ان کتابوں سے ہر طرح تسلی فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بغلی قبر پر داہنی جانب تھوڑے فاصلے پر ہٹنا چاہیے کہ اس میں ادب و تعظیم ہے۔

(۱۶) دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کے ناظم اور مفتی عبدالسبحان قادریؒ کے فرزند مفتی عبدالعلیم قادری فرماتے ہیں کہ میں علم نحو کی مشہور کتاب شرح جامی طلباء کو پڑھانے کے لئے ایک مرتبہ رات گئے تک مطالعہ کرتا رہا ایک ایسا مقام آیا میں نے بہت کوشش کی اس کے حل کرنے کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا آخر کتاب بند کردی کہ صبح مطالعہ کروں گا۔ آنکھ لگنے پر دیکھتا ہوں کہ قبلہ استاد محترم" تشریف لائے اور فرمایا کتاب کی وہ عبارت کیا ہے جو تم نہیں سمجھ سکے ہو لھذا میں تم کو سبق پڑھانے سمجھانے آیا ہوں۔ چنانچہ استاد صاحب نے اس عبارت کے تمام اشکال کو دور کردیا اور نفیس ترین انداز میں سب کچھ سمجھادیا اور تشریف لے گئے آنکھ کھلنے پر میں ہر طرح مطمئن تھا اور دعاء مغفرت کرر ہاتھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
(علامہ اقبالؒ)

فلسفہ موت

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:۔

''وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ''

(الآیۃ سورۃ الروم)

''اور یہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اور دار آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے''۔

کتنے ناسمجھ ہیں وہ لوگ جو اس زندگی کی لذتوں میں مشغول ہو کر مال واولاد کے فتنہ میں آخرت کو بھول چکے ہیں، انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ دنیا کی اس زیب و زینت کی حیثیت کھیل وتماشہ سے زیادہ نہیں، جیسے کہیں تماشہ ہو رہا ہو تو کچھ وقت کے لئے لوگ جمع ہو جاتے ہیں مگر جب کھیل ختم ہو جاتا ہے تو وہاں کوئی بھی نہیں رہتا۔

کتنا ہے وہ نادان! جو یہ سمجھے کہ یہ محفل ایسے ہی سجی رہے گی، قہقہے اسی طرح بلند ہوتے رہیں گے۔ نہیں نہیں یہ محفلیں، یہ رونقیں، یہ بزم ہستی کی رنگینیاں ہمیشہ کے لئے نہیں رہیں گی اس عارضی جہاں ایک نہ ایک دن فنا ہونا ہے۔ اور آخر ایک دن اس مکان نے بھی ختم ہو جانا ہے، باقی رہنے والی ایک اُسی کی ذات ہے۔

ارشاد ربانی ہے:۔

''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ''

(الآیۃ سورۃ سورۃ الرحمٰن)

''جو کچھ زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔ اور تمہارے رب کی ذات جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی''۔

ارشاد خداوندی سے معلوم ہوا کہ اس جہاں کی ہر شے فانی ہے۔ باقی رہنے والی صرف خداوند کریم کی ذات گرامی ہے۔ وہ دن قریب ہے جب نہ کوئی بلندی ہوگی نہ پستی، نہ شہر ہوگا، نہ

کوئی وجود ہوگا نہ ہستی، نہ خم ہوگا نہ مستی، نہ سوز ہوگا نہ ساز، نہ ناز ہوگا نہ نیاز، نہ کوئی مقتدی ہوگا نہ امام، نہ کوئی آقا ہوگا نہ غلام، نہ کوئی صبح کا سویرا ہوگا نہ رات کا اندھیرا، نہ کلیوں کا تبسم ہوگا نہ فلک، نہ برگ وثمر ہوں گے نہ شجر وحجر، نہ دریاؤں کی روانی ہوگی نہ نہروں کی جولانی، نہ تاج وتخت ہوگا نہ سطوت وشوکت شاہی ہوگی۔

فقط مالک الملک اللہ ربّ العالمین کی بادشاہی ہوگی۔

قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ"

(سورۃ الانبیاء)

"ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر تم ہماری طرف لوٹ کر آو گے"۔

اس دنیا میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ کوئی رہے گا۔

ارشاد گرامی ہے:

"اَيْنَ مَاتَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ"

(سورۃ النساء)

"تم کہیں بھی رہو موت تمہیں آکر رہے گی۔ خواہ بڑے بڑے قلعوں میں رہو"۔

دوسرے مقام پر ارشاد گرامی ہے:

"قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ"

(سورۃ الجمعہ)

"کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ ضرور تمہیں ملے گی"۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے

دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا" **کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل** "

(بخاری شریف صفحہ ۹۶۹)

"دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی یا راہ چلتا مسافر"۔

علامہ اقبال قلندرِلاہوری نے کیا خوب فرمایا:۔

ہر شے مسافر، ہر چیز راہی

کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔

"**اذا امسیت فلاتنتظر الصباح واذااصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من صحتک لمرضک ومن حیاتک لموتک**"

(بخاری شریف صفحہ: ۹۶۹ جلد۲)

"جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت میں مرض کے لئے کچھ جمع کر لے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے کچھ جمع کر لے"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"**اکثروا من ذکر ھاذم اللذات یعنی الموت**"

(مشکوٰۃ شریف)

"لذتوں کو ختم کرنے والی یعنی موت کو اکثر یاد کیا کرو"۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مجلس سے ہوا جہاں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا آپ نے فرمایا اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی چیز کی تلاوت کیا کر عرض کیا

وہ کونسی چیز ہے؟ فرمایا (الموت) موت!!

ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اپنے دل کی سختی کا ذکر کیا تو آپ ؓ نے فرمایا کہ موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو اس سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو متعدد بار فرمایا کہ موت کو یاد کیا کرو اس کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے:۔

"لیس للمؤمن راحة دون لقاء اللّٰه"

"مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بہتر کوئی نعمت نہیں"۔

سیّدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے جب آخری لمحات آتے ہیں تو گھر والے رو رہے ہیں اور بلال مسکرا رہے ہیں جب گھر والوں نے کہا ہم آپ کی بیماری کی وجہ سے اتنے غمگین ہیں اور آپ مسکراتے جا رہے ہیں۔ حضرت بلالؓ نے جواباً فرمایا کہ تمہیں اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ کل میری ملاقات آقا کریم علیہ السلام اور آپکے اصحاب سے ہوگی۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی عبداللہ نعیمی (شہیدؒ) کے آخری لمحات اور سلف وصالحین کے آخری لمحات میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے دلائل وشواھد سے ثابت ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب کو اپنے وصال کا علم پہلے سے ہو چکا تھا۔

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کی زندگی کے آخری لمحات

آپ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی قاضی محمد احمد نعیمی نقشبندی مجددی جو کہ آخری سفر میں آپ کے ہمسفر تھے اس سفر کی روئیداد یوں تحریر کرتے ہیں کہ جس دن میرے حضرت کا وصال باکمال ہوتا ہے اس دن آپ نے اپنے پیر خانہ اور تلاش کتب

دینیہ (مخطوطات) کے لئے سفر فرمایا۔روانگی کے وقت حضرت نے فرمایا کہ سفر کے لئے صرف میرا ایک کرتہ ساتھ رکھنا اس سے پہلے جب بھی سفر پر جاتے تھے تو ایک دو کپڑوں کے جوڑے ضرور ساتھ رکھتے تھے لیکن اس بار صرف ایک کرتہ تھا۔

میں نے عرض کی حضرت کم از کم ایک جوڑا تو ساتھ رکھتے ہیں فرمانے لگے جوڑے کی ضرورت نہیں پڑیگی۔صرف کرتہ کافی ہے المختصر ہم عازم سفر ہوئے حضرت سفر میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھنے لگے۔جب جام شورو حیدرآباد سے آگے قلندر شہباز کے روڈ کے آخری اسٹاپ پر پہنچے تو ارشاد فرمایا یہاں گاڑی روکو تازہ وضو کرنا ہے۔ساتھ ہی ایک چھوٹی مسجد تھی۔وضو فرمایا اور "تحیة الوضو" کے دو نوافل ادا کئے۔اور کچھ خربوزے خریدنے کے لئے حکم فرمایا، حضرت نے خربوزے کا صرف ایک ٹکڑا تناول فرمایا ہمیں فرمانے لگے کہ تمہیں بھوک لگی ہوگی تم کھاؤ۔پھر قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔کچھ آگے چلے تھے کہ گاڑی کی ڈرائیونگ صاحبزادہ غلام محمد نعیمی کر رہے تھے ان سے بقدرت الٰہیہ گاڑی کا ٹائر پھٹا اور گاڑی اُلٹی ہوگئی۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب گاڑی کا دروازہ کھلنے کے سبب زمین پر آگئے ،اور گاڑی حضرت کے سینے پر آکر گری۔ہم گاڑی کے شیشے نکال کر گاڑی سے باہر نکلے اور کار کو حضرت کے سینے سے اٹھایا ،حضرت نے ہمیں فرمایا کہ سینے کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں جلدی دوسری گاڑی کا انتظام کرواور ہسپتال پہنچاؤ۔انتظام کیا کرنا تھا وہاں گاڑی تو تھی ہی نہیں اچانک ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ سوزوکی میں سوار ہو کر شہباز قلندر کے مزار پر حاضری کے لیئے جا رہا تھا اسے روکنے کے لیے ہاتھ دیا وہ رک گیا ہم حضرت کے علاوہ چار افراد تھے ایک یہ ناچیز ،دوسرے حاجی فقیر محمد تیسرے حاجی دوست محمد بلوچ تھے چوتھے صاحبزادہ غلام محمد تھے۔

ان دونوں بزرگوں نے مجھ سے اور صاحبزادے سے کہا کہ آپ حضرت کے ساتھ ہسپتال قلندر شہباز جائیں ہم ایکسیڈنٹ شدہ گاڑی کے پاس رہتے ہیں۔ اور انتظام کر کے وہاں پہنچتے ہیں۔ جب ہم قلندر شہباز ہسپتال پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ ادہر نہ آتے یہاں تو کوئی خاص انتظام موجود نہیں ہے آپ جلدی حیدر آباد ہسپتال جائیں۔ ہم فوراً ایمبولینس کر کے لال شہباز ہسپتال سے رات گیارہ بجے حیدر آباد لیاقت ہسپتال پہنچے، لیکن ہماری بد قسمتی سمجھیں۔

ڈاکٹر سرجن عبدالغنی صدیقی نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔ فوری طور پر آپریشن کا بتاتے ہوئے ۴ سے ۵ گھنٹے آپریشن لیٹ کر دیا اس درمیان ہم نے فون کیا تو حضرت کے رشتے دار اور دوست احباب پہنچ گئے احباب میں محمد اسحاق بلوچ، حاجی محمد عمر میمن وغیرہ اور شاگرد رشید سیّد محمد ہاشم شاہ نعیمی وغیرہ شامل تھے۔

حضرت کے صاحبزادوں کے ماموں حاجی دین محمد صاحب نے اس دوران حضرت سے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپریشن ہو جائیگا اور آپ ٹھیک ہو جائیں گے اپنے بچوں کی فکر نہ کریں تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ مجھے ٹھیک کیا ہونا ہے بچوں کی کوئی فکر نہیں ہے میں نے اپنے بچوں کو اپنے مالک و خالق حقیقی کے سپرد کر دیا ہے۔ ۱۰ سے ۱۵ منٹ بعد آپریشن تھیٹر لے جانے کو تھے حضرت زخموں کی تاب نہ لا سکے اور مژدہ "**اِرجعی الی ربک راضیة مرضیة**" کو لبیک کہتے ہوئے اپنی جان عزیز جان آفرین کے سپرد کر دی۔

مفتی اسلم نعیمی حضرت مفتی اعظم سندھ کے زندگی کے آخری لمحات کو یوں تحریر کرتے ہیں۔ سیدی حضرت قبلہ استاد صاحبؒ اس رمضان المبارک میں نسبتاً پہلے سے زیادہ خوش و خرم نظر آرہے تھے وہ اکثر لوگوں کو اشارۃً و کنایۃً نصیحتیں اور وصیتیں فرماتے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے جناب مفتی غلام محمد نعیمیؒ سے بار بار فرمایا کہ بیٹا اب تم میرے بعد جانشین

ہو گے اور یہ تمام سرمایہ تمہاری ہی ملکیت ہے اور تم ہی اس کے وارث ہو گے جس مشن کو ہم نے جس خوش اسلوبی سے چلایا ہے تمہارے سامنے ہے لہذا اس مشن کو تمہارے ذمہ سونپ رہا ہوں اور تم میرے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا اور مسلک حق اہلسنّت کی ترویج وترقی کے لئے کوشاں رہنا۔ صاحبزادے جن کے ذہن پر اس وقت مغربی رنگ غالب تھا وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ یہ آخری وصیتوں اور نصیحتوں کی تلقین کیوں ہو رہی تھی۔

ان ہی ایام رمضان المبارک میں مدرسہ کے سامنے فرش وسیع فرمایا اور ساتھ ہی طلباء کے لئے وضوخانہ اور کپڑے دھونے کے لیئے جگہ تعمیر کرائی اور فرمائے جاتے تھے کہ میں یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے بعد بچوں کو تکلیف نہ ہو اور بعد میں میرے طلباء کی تکلیف دور کون کرے گا۔ چنانچہ یہ بات کس قدر تعجب خیز ہے کہ دن بھر کے روزے سے ہوتے لیکن مستری اور معمار کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتے تھے۔

جب تعمیر مکمل ہوگئی تو چند طلباء کو بلا کر دریافت فرمایا کہ مدرسہ میں کوئی اور تعمیر کا کام تو نہیں ہے جس کو میں کرادوں بعد میں تم سب کو تکلیف نہ ہو۔ طلباء نے کہا اور تو تعمیر مکمل ہوگئی ہے البتہ مسجد کے شمالی حصہ کی طرف جو کچی زمین کا حصہ باقی ہے وہاں گائے باندھی جاتی تھی اس ٹکڑے کے بارے میں جس طرح مناسب فرمادیں کریں آپ مسکرائے اور فرمایا اس زمین کے ٹکڑے کا نام نہ لو یہ میں نے اپنے لیے رکھی ہے۔ طلباء ان اشاروں کو نہ سمجھ سکے، چند دن بعد حضرت صاحب کے ساتھ یہ المناک حادثہ پیش آیا تو وہی زمین کا ٹکڑا آپ کا مدفن اور آخری آرام گاہ بنا۔

آپ انہی دنوں جامعہ مسجد غوثیہ اے ایریا ملیر کالونی میں اعزازی خطابت فرمایا کرتے تھے آپ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ آپ حضرات مسجد میں کسی اور خطیب کا

انتظام فرمالیں ممکن ہے کہ میں آئندہ جمعہ سے نہ آسکوں کمیٹی والے بھی اس اشارے کو نہ سمجھ سکے اور مطالبہ کیا کہ آپ ہماری غوثیہ مسجد میں تاحیات خطیب رہیں گے آپ ہم کو اپنی شفقتوں سے محروم نہ کریں۔

چنانچہ آئندہ جمعہ آپ کی شہادت واقع ہوگئی۔ آپ نے وصال سے ایک دن قبل آخری جمعرات کو بعد نماز عشاء طلباء کو ہال میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج مجھ سے جو کچھ مسائل وغیرہ دریافت کرنے ہوں کرلو۔ آج کے بعد تم کس سے پوچھو گے۔ کون تم کو بتائے گا۔ میری شفقتیں اور برکتیں کس طرح تمہیں حاصل ہوں گی آپ اس قسم کی گفتگو فرماتے رہے۔ لیکن طلباء کی سمجھ سے یہ بات باہر تھی۔ چند مسائل طلباء نے دریافت کئے۔ آپ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں مسائل بتاتے رہے اور پھر فرمایا اور کوئی خاص بات کسی قسم کا اشکال وغیرہ بھی معلوم کرلو۔ شاید تمہیں کوئی نہ بتا سکے اور تم مجھ سے محروم ہو جاؤ۔

دوسرے دن جمعۃ المبارک کو فجر کی نماز پڑھائی اور دلائل الخیرات شریف کا وظیفہ پڑھا، ناشتہ سے قبل ایک بار پھر طلباء کو نصیحتیں فرمائیں اور دار العلوم کی ترقی کے لئے دعائے خیر کی اور کہا کہ اے میرے رب کریم یہ تیرے محبوب رسول کریم ﷺ کے دین کی اشاعت کا مرکز ہے میرے اس گلستان کو ہمیشہ سدابہار رکھنا، میرے اس باغ کو تادیر قائم رکھنا اور آئندہ آنے والے تشنگان علوم کو فیضیاب فرمانا۔ دین مصطفوی کے فروغ کے لئے میری قائم کردہ درسگاہ کو آباد رکھنا (آمین) سید حسین شاہ کو فرمایا کہ میرے لئے گھر میں سے ایک کرتہ لے آؤ سفر میں ضرورت پیش آئے گی تو استعمال کردوں گا۔

اس راز کو طالب علم نہ سمجھ سکا اس لیے کہ مکمل جوڑا نہ لیا۔ لیکن جب سفر میں حادثہ پیش آیا تو قمیص پرزہ پرزہ ہوئی اور خون آلود ہوگئی آخر وہ کرتہ جو چلتے وقت ہمراہ لیا تھا زندگی کے آخری

لحات میں استعمال کیا اور اس کے بعد رخت سفر باندھا۔

سہون شریف سندھ کی طرف سفر اختیار فرمایا براستہ سپر ہائی وے حیدرآباد ہوتے ہوئے جب سہون شریف صرف ۴۰ میل باقی رہ گیا تھا آپ نے جام شورو میں الشہباز دلبر ہوٹل پر احباب کے ساتھ چائے نوش فرمائی قریب ہی روڈ سے متصل مسافری مسجد میں تازہ وضو فرما کر زندگی کے آخری نوافل ادا کیے اور گاڑی پر سوار ہوئے جب آمری اسٹاپ کے قریب پہنچے اس وقت بارہ بجکر پندرہ منٹ ہو رہے تھے اور آپکی کار کے ساتھ یہ المناک حادثہ پیش آیا آپ کے جانشین صاحبزادے غلام محمد صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ڈرائیونگ فرما رہے تھے آپ کے شاگرد رشید اور دارالعلوم ہذا کے سابق مفتی و شیخ الحدیث جناب قاضی محمد احمد نعیمی اور بچپن کے پرانے عزیز و رفیق جناب فقیر محمد صاحب بلوچ اور جناب حاجی دوست محمد بلوچ شریک سفر تھے۔

مفتی صاحب کے علاوہ اوروں کو معمولی چوٹیں آئیں اور قبلہ مفتی صاحبؒ اس حادثہ میں شدید زخمی ہوئے پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں لیکن اسکے باوجود قبلہ مفتی صاحبؒ کے بڑے حوصلہ بلند تھے آپ کو سہون ہسپتال لے جایا گیا بعد میں شام ۸ بجے لال بتی ہسپتال حیدرآباد منتقل کر دیا گیا طبی امداد کا سلسلہ شروع کیا لھذا خون کی ضرورت پیش آئی۔

اس دوران بھی شریعت مطہرہ اس قدر ملحوظ تھی کہ فرمانے لگا کہ میرے جسم میں یہ پلید خون مت چڑھاؤ بلکہ مجھے کراچی لے چلو۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی آپ کے ہوش و حواس باقی تھے ڈاکٹروں نے جناب مفتی غلام محمد نعیمیؒ اور علامہ قاضی محمد احمد نعیمی سے آپ کی عمر کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے اندازہ کیا کہ ۶۳ سال ہوگی آپ نے فوراً ارشاد فرمایا ۵۳ سال ہے۔

پھر آپ نے اپنے صاحبزادگان اور شاگردوں کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی

تلقین فرمانے لگے۔ جب رات کا ایک بجا تو آپ کی زبان پر ذکر اللہ جاری تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرے سرہانے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے مولانا نور محمد نعیمی نے تلاوت شروع کی ،تنہائی اور تاریکی میں کلمہ طیبہ پڑھا اور آخری ہچکی لی، اور رب حقیقی کی بارہ گاہ میں وصال نصیب ہوا

(انا للّٰہ و انّا اِلَیہ راجعُون)

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر رہے کہ روح تمام جسم سے پرواز کر چکی تھی لیکن قلب ذکر الٰہی میں ۲۰ منٹ تک جاری رہا ڈاکٹر صاحبان حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

آپ کی تاریخ وصال ۳۰ جولائی ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۰ اشوال ۱۴۰۲ھ۔ شب ہفتہ ہے۔

(اللہ کے نبی علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی وفات شب جمعہ کو ہو یا جو حادثہ میں مارا جائے وہ بھی شہید کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ اس فرمان مصطفٰی کے مطابق مفتی صاحب قبلہ کے حصہ میں شہادت آئی)۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

حضرت شیخ الحدیث مفتی قاضی محمد احمد نعیمی نقشبندی مجدّدی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت استاد محترم اپنی زندگی میں وقتاً فوقتاً یہ فرمایا کرتے کہ سعادت مندوہ ہے جب دنیا میں آئے تو روتے ہوئے آئے اور سب ہنستے ہوں اور جب جائے تو ہنستے ہوئے جائے اور لوگ روتے ہوں ،بوقت وصال ایسا ہوا کہ لبوں پر حضرت کے مسکراہٹ تھی اور چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلتا ہوا، نورانی لہریں آپکے چہرے پر آ جا رہی تھی۔

نماز جنازہ سے پہلے جب چہرہ مبارک دکھایا گیا جن حضرات نے دیکھا ہوگا مشاہدہ فرمایا ہوگا وہ گواہی دیں گے کہ مسکراہٹ بھی ایسی کہ ابھی ابھی مبارک آنکھیں کھولنے والے ہیں

اور اُٹھ کر بیٹھنے والے ہیں ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب کہا کہ

نشان مرد مومن با تو گویم

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

میرے استاد محترم کی نماز جنازہ علالت کے باوجود شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفٰی الازہری نے پڑھائی نماز جنازہ میں علماء ومشائخ کے علاوہ عوام کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے شرکت کی۔

آپکو دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ (ملیر کراچی) کے احاطے میں جب لحد میں اُتار دیا گیا تو اچانک خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑی تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حضرت کا آخری دیدار کرواؤ۔ دیدار کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر مجھے دیدار نصیب نہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو نصیب والا نہ سمجھتا لیکن اب جب مفتی صاحب کا دیدار نصیب ہوا ہے تو میں اپنے آپ کو بڑا نصیب والا سمجھتا ہوں۔

مفتی محمد اسلم نعیمی تحریر کرتے ہیں کہ حیدرآباد سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم تھا سانحہ ارتحال کی خبر ملتے ہی شہر کراچی تو کیا بلکہ اندرون سندھ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ شام ہونے تک ہزاروں کی تعداد میں علماء ومشائخ اور عوام الناس دارالعلوم میں جمع ہونے لگے۔ پورا سندھ سوگوار، غمناک اور اشکبار تھا۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ جمع تھے اور قوم کا ہر فرد غمگسار تھا جس طرح ملیر کا سہاگ اجڑ گیا ہو آج نہ صرف ان کے بچے بلکہ ملیر والے یتیم ہو چکے تھے۔ ہر ایک کے چہرے پر اداسی کا عالم طاری تھا آخر نماز جنازہ محفوظ اسٹیڈیم ملیر میں ادا کی گئی۔ پورا اسٹیڈیم آپ کے مداحوں اور غمگساروں سے بھرا ہوا تھا۔

کراچی بھر کے علماء ومشائخ اہلسنّت اس اسٹیڈیم میں جمع تھے۔ٹھیک چار بجے شام نماز جنازہ کے فرائض علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی) نے انجام دیئے۔اپنے عاشق اور مداحوں کے ہجوم میں آپ نے سفر آخرت فرمایا۔

نماز جنازہ کی چارپائی میں لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے تاکہ عوام زیادہ سے زیادہ کاندھے کی سعادت حاصل کرسکیں۔مرقد شریف صبح سے ہی تیار کی جاچکی تھی اور حفاظ کرام وقراء حضرات صبح سے ہی قبر شریف کے اردگرد سیکڑوں قرآن پاک ختم فرما چکے تھے۔

آخر وہ وقت بھی قریب آگیا کہ اس عظیم المرتبت ہستی کو شام کے وقت لحد میں اتارا جانے لگا اور لوگ آج آخری دیدار کرنے کو مضطرب اور بے چین تھے۔جوں جوں شام قریب ہوتی جارہی تھی لوگ اپنے گھروں میں چراغ جلارہے تھے۔علم وفضل کا یہ آفتاب لحد میں منہ چھپارہا تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اعلیٰحضرت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ نے کیا خوب لکھا:

واسطہ پیارے کا ایسا ہو میرے مولا
کہ جو سُنی مرے یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پہ دھومیں مچیں کہ مومن و صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھیں کہ طیّب و طاہر گیا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

وہ کیا گئے بہاریں چمن سے روٹھ گئیں

کیا بات ہے کہ تم گئے سارا چمن سوگوار ہے

انہیں کی ذات سے قائم تھا رنگ و بو کا وقار

کیا شیر زندگی سے کوئی چھوٹ رہا ہے آج

کچھ لوگ بچھڑ جائیں تو یادیں نہیں جاتیں

دیواریں بھی گر جائیں تو سایہ نہیں جاتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب ششم

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے صاحبزادگان اور چند تلامذہ کا تذکرہ

آپ کے صاحبزادگان

نبی کریم علیہ وسلم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین اعمال ایسے ہیں، جن کا بندے کو اسکے مرنے کے بعد بھی اجر ملتا رہے گا۔ دراں حالانکہ وہ اپنی قبر میں ہوگا۔ جس نے صدقہ جاریہ کا کوئی کام کیا، جس نے علم پڑھایا، جس نے اپنی صالح اولاد پیچھے چھوڑی۔ جو آدمی کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ مذکورہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر بنظرِ عمیق غور کیا جائے تو حضرت مفتی اعظم سندھ اس حدیث مبارکہ کے صحیح معنوں میں مصداق ہیں۔ آپ کی تمام اولاد انتہائی صالح متقی اور پرہیزگار ہے۔

آپؒ کے 6 صاحبزادے اور 5 صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادہ منیر احمد جان کم سنی میں وصال پا گئے تھے۔ حضرت مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ اپنے والد ماجد کی طرح شہادت کے منصب پر فائز ہوگئے۔ محترم محمد قاسم جلالی نے دینی و دُنیاوی تعلیم حاصل کی اور بڑا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں ، ہر موضوع پر گفتگو کر سکتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد جان نعیمی اپنے والد ماجد کا عکس جمیل ہیں، مولانا محمد بشیر جان نعیمی عالم دین ہیں، آنکھوں کی بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ منقطع کیا ہوا ہے۔ جب علامہ حافظ نذیر احمد جان نعیمی نے جدید وقدیم علوم حاصل کیے ہوئے ہیں۔ بزرگ علمائے کرام سے اپنے والدِ ماجد کے تذکار وافکار بڑے ذوق وشوق سے سنتے ہیں اور ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اپنے والدِ ماجد اور والدہ ماجدہ کی محبت میں مستغرق ہیں۔ مفتی اعظم سندھ کی پانچ صاحبزادیاں ہیں، ان پانچ صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کے صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ دو بیرونِ ملک اور تین پاکستان میں مقیم ہیں۔ حضرت مفتی اعظم سندھ کے چاروں

صاحبزادوں کی خواہش ہے کہ وہ اپنی اولاد کو عالمِ دین بنائیں گے۔ یہاں مناسب ہوگا کہ مفتی اعظم سندھ کے صاحبزادگان کا اختصاراً تذکرہ کیا جائے۔

(۱) حضرت مفتی غلام محمد نعیمی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مفتی غلام محمد شہیدؒ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۷ء ملیر سٹی داؤد گوٹھ میں پیدا ہوئے پانچویں جماعت تک کی پرائمری تعلیم ، داؤد گوٹھ پرائمری اسکول میں حاصل کی ، پرائمری کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اپنے والدِ ماجد مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ سے حاصل کی۔ تفسیر جلالین ، شرح مُلا جامی ، ہدایہ شریف ، مشکوٰۃ شریف کی کُتب اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں۔

۱۹۷۶ء میں کراچی بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۲ء میں (بی۔اے) سیکنڈ ڈویژن میں پاس کی۔ ۱۹۸۷ء میں (ایم۔اے) پاس کی زمانہ طالب علمی میں ہی عربی ادب سے گہرہ شغف رکھتے تھے۔ عربی کتب حکایات مختلف کتب سے نکال کران کا اردو ترجمہ کیا ، اس کا نام عمدۃ المقالات رکھا۔ آپ کے والد ماجد نے اس کتاب کی اشاعت کروا کے اسے تقسیم کیا۔

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کہ کرامت تھی

تعلیم کے ساتھ ساتھ آپکو کھیل کود کا بھی شوق تھا آپ فٹبال کھیلنے کا شوق رکھتے تھے۔ محفوظ الیون ٹیم میں شمولیت اختیار کی۔ حضرت مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ ملیر کی فٹبال ٹیم محفوظ الیون میں شامل ہوئے تو ایک اچھے کھلاڑی ثابت ہوئے۔ چند عرصہ میڈیکل کے شعبہ سے بھی وابسطہ رہے آپ کے والد ماجد آپکو صرف مدرس اور معلم دیکھنا چاہتے تھے ، اپنے والد ماجد کی ناراضگی کے باوجود آپ کا ایک ہی تقاضہ تھا کہ کوئی اچھی نوکری مل جائے تا کہ اپنے بہن بھائیوں کی کفالت کرسکوں۔

لیکن آپ کے والد ماجد آپ کو صرف مَسند تدریس پر رونق افروز دیکھنا چاہتے تھے، والد ماجد کی شہادت کے ساتھ ہی مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ کی کایا پلٹ گئی۔ تمام خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر آپ نے اپنے والدِ ماجد کی نیابت کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مفتی اعظم سندھ کی شہادت کے بعد پیر طریقت پیر ابراہیم جان سرہندی ،حضرت پیر طریقت دادا مرشد الحاج خواجہ محمد اشرف نقشبندی، حضرت پیر طریقت پیر عبدالحمید جان سرہندی، پیر طریقت پیر الٰہی بخش مندرہ نعیمی نے حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے چہلم میں امام شاہ احمد نورانی خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، حضرت مفتی شجاعت علی قادری، جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی، مفتی محمد اطہر نعیمی، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ محمد حسن حقانی، مولانا محمد یعقوب کیماڑی والے، مفتی عبدالسبحان قادری، حضرت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن نعیمی، پیر طریقت پیر فیض محمد (درگاہ لنواری شریف)، خطیب اہلسنت قاضی دوست محمد صدیقی، مفتی عبداللطیف ٹھٹھوی، مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی کی موجودگی میں آپ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھ کر دارالعلوم کی مکمل ذمہ داری آپ پر ڈال دی اور تدریس کی ذمہ داری آپکے شاگردِ رشید مولانا مفتی محمد احمد نعیمی پر عائد کی۔

دادا مرشد نے پورا ایک ماہ دارالعلوم میں بیٹھ کر نگرانی فرمائی۔ قاضی محمد احمد نعیمی نے اپنا مدرسہ بھائی کے حوالہ کر کے مکمل یہاں رہائش اختیار کی، بعد میں مفتی غلام محمد شہیدؒ نے حق ادا کرتے ہوئے غریب آباد میں آپ کو ایک مدرسہ قائم کر کے دیا جو آج تک قائم ہے اور آپ اُس کے مہتمم ہیں۔

جانشینی کا حق ادا کر دیا

بزرگ علماء ومشائخ نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ آدابِ مہمان نوازی میں، عادت واطوار میں، سادگی میں، خلوص للہیت میں، عبادت وریاضت میں، طلباء کے ساتھ شفقت وہمدردی میں مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ نے اپنے والد ماجد کی جانشینی کا حق ادا کردیا۔ دارالعلوم کے انتظامی امور کی نگرانی کے ساتھ ساتھ آپ نے تعلیم وتعلم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ علم میراث حضرت مفتی احمد میاں (دادو سندھ) سے اور بقیہ علوم کی تکمیل حضرت مفتی محمد احمد نعیمیؒ اور دورہ تفسیر القرآن حضرت شیخ القرآن مفتی فیض احمد اویسی سے حاصل کیا۔

دینی کتب کی اشاعت

آپ نے اوّلاً حضرت پیر آغا جان سرہندیؒ کی کتاب شرح کافیہ کی کتابت کروا کر اسے شائع کروایا۔ ثانیاً اپنے والد ماجد کی مختلف تحریرات اور فتاویٰ جات کو بیاض نعیمی کے نام سے جمع کرنے کا کام شروع کیا جو کہ بعد میں مفتی محمد جان نعیمی نے شائع کروائی۔ ثالثاً آپ نے اشاعت کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مکتبہ مجددیہ نعیمیہ کا قیام فرمایا، جہاں طلبہ کو کم نرخوں میں علماء اہلسنّت کی کتب دستیاب ہوتیں۔ جو آج تک قائم ہے جسکی ذمہ داری صاحبزادہ علامہ بشیر احمد نعیمی نے سنبھالی ہوئی ہے۔

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی توسیع

دارالعلوم کی عمارت چونکہ کم جگہ پر محیط تھی اور ملک بھر سے طلبہ جوق در جوق آرہے تھے اسلیے حضرت مفتی غلام محمد نعیمی نے عمارت کی توسیع کا کام شروع کروایا۔ اور ساتھ ساتھ درالعلوم کی لائبریری کے لیے جگہ مختص کروائی، رہائشی اور تدریسی کمروں کا اضافہ کروایا۔

محافل واعظ

آپ نے اپنے والدِ ماجد کی راہ پر چلتے ہوئے سلسلہ واعظ کو بھی جاری وساری رکھا حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کا اندازِ خطابت اپنایا۔ سندھ کے دور دراز شہروں میں جاتے ،اردو، سندھی اور بلوچی زبانوں میں کئی کئی گھنٹے واعظ فرماتے۔ حضرت شیخ الحدیث مفتی قاضی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم بھی آپکے ہمراہ ہوتے ،نعت رسول مقبول علیہ وسلم اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کیلئے اپنے ساتھ ایک دو طالبعلم لے جاتے۔ تقریباً اڑھائی سو غیر مسلموں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ نے ایران، عمان، دبئ کے تبلیغی دورے بھی کیے۔

سفرحج

عدیم الفرصتی کے باوجود حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اس سفر میں آپکی والدہ ماجدہ اور شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی آپ کے ہمراہ تھے

سفر رحلت

دسمبر 1987ء میں ایک جلسہ واعظ بسلسلہ گیارہویں شریف منعقدہ ڈبلوٹی ملیر سے فارغ ہوکر رات ایک بجے میمن گوٹھ پہنچے وہاں اپنے والد کے پیر بھائی حاجی محمد عمر میمن کو چھوڑا اور ملیر کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی دو کلومیٹر کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ راستہ بند پا کر رُک گئے، اتنے میں پولیس موبائل پہنچی اور فائرنگ شروع کر دی جس میں آپ اور ایک طالبعلم محمد شفیع جت

(نعت خواں) جو کہ آپ کے ساتھ تھے شہید ہو گئے۔ جنازہ میں ممتاز علماء ومشائخ سمیت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ محفوظ اسٹیڈیم میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ نمازِ جنازہ حضرت مفتی محمد جان نعیمی نے پڑھائی۔

حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے دُعا کرائی، یاد رہے اس محفوظ اسٹیڈیم میں پانچ سال چار ماہ دو دن قبل آپ کے والد ماجد کی نمازِ جنازہ پڑھائی گئی تھی آپ کی نمازِ جنازہ کے موقع پر ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل مغموم تھا۔ بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے آپ کے والد ماجد کے تلامذہ اور عقیدت مند دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے حضرات نے آپ کے قتل ناحق کی مذمت کی۔

نوٹ:۔

آپ کی شہادت کے وقت ضیاء الحق صدر پاکستان، محمد خان جونیجو وزیر اعظم پاکستان اور سید غوث علی شاہ وزیر اعلیٰ سندھ بھی موجود تھے۔ آپ کے قتل کے محرکات جاننے کے لیے جو تفتیشی ٹیم بنائی گئی، اس کا مئوقف یہ تھا کہ فائرنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی ہے۔ جس کی بناء پر مولانا شہید ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب.

حضرت غلام محمد نعیمی شہیدؒ کی روحانی اولاد سینکڑوں میں ہے لیکن آپ کی نسبی اولاد نہیں تھی۔

(۲) صاحبزادہ محمد قاسم جلالی نعیمی مدظلہ العالی

حضرت مفتی اعظم سندھ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ جلالی آپ کا تخلص ہے، اہل محبت آپ کے اصل نام کو کم اور اس تخلص کو زیادہ جانتے ہیں اور جلالی کے نام سے ہی مخاطب کرتے ہیں۔ امام الشاہ احمد نورانی نے یہ تخلص آپ کو دیا۔ آپکی گفتگو میں جلالیت کا عنصر نمایاں ہے۔ آپ کے چار بیٹے ہیں، سب سے بڑے بیٹے مولانا محمد عابد جان نعیمی کا نام حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ نے رکھا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دین کا خادم بنے گا۔

ان کے کہے ہوئے الفاظ سچ ثابت ہوئے مولانا محمد عابد نعیمی اس وقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ صاحبزادہ عابد جان نعیمی نے دورہ حدیث کی تکمیل اہلسنّت کی ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم جامعہ نظامیہ لاہور سے کی۔ آپ نے حدیث شریف مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی شرفِ ملت مولانا عبدالحکیم شرف قادری اور شیخ الحدیث علامہ حافظ عبدالستار سعیدی سے پڑھی۔ مولانا محمد عابد جان نعیمی اس وقت دارالعلوم مجدّدیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

باقی تین بیٹے حافظ منیر احمد جان، حافظ محمد رمضان جان، حافظ شبیر احمد جان تینوں حافظ قرآن ہیں۔ فی الوقت دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کی خواہش ہے کہ ان کے دیگر صاحبزادے بھی عالم دین بنیں۔ ایک بیٹی قرآن مجید کی حافظہ ہے۔ محترم محمد قاسم جلالی نے درس نظامی کی کتب شرح ملا جامی تک پڑھی ہیں اپنے والد ماجد کی گاڑی ڈرائیونگ کرنے کا بھی شرف حاصل رہا ہے۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ کئی دوروں پر تشریف لے گئے۔ چاہے وہ دورے تلاش کتب کے لیے ہوں یا تبلیغ کے سلسلے میں ہوں.

محترم محمد قاسم جلالی نعیمی کا کہنا ہے کہ ہمارے والد ماجد تاج الاولیاء اور روحانیت کا سرچشمہ تھے۔ راقم نے استفسار کیا کہ آپ جلالی کس نسبت سے ہیں تو اُن کا کہنا تھا کہ شاہ عقیق

کے دربار سے متصل ایک دربار شاہ حسین جلالی کا ہے جو جلالی کے نام سے مشہور ہیں، میرا بچپن سے اس دربار پر آنا جانا تھا، لیکن اصل وجہ جو اس کی بنیاد بنی وہ یہ ہے کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقیؒ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے جلسہ دستارِ فضیلت شرکت کے لیے آرہے تھے۔ حضرت کی گاڑی کی ڈرائیونگ میں کررہا تھا۔ جب گاڑی ملیر ہالٹ پر پہنچی تو پولیس افسران نے کہا کہ ہم آپ کو حفاظتی حصار میں لے جائیں گے۔ حضرت نے جواباً فرمایا کہ ہم ایک دینی جلسے میں جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے گا۔ پولیس افسران کے اصرار کے باوجود حضرت نے مجھے فرمایا کہ آپ تیزی سے گاڑی نکالو، میں نے حضرت کے حکم کو مانتے ہوئے گاڑی کی اسپیڈ بڑھادی اور پولیس کی گاڑیاں ہم سے پیچھے رہ گئیں۔

جب دارالعلوم کے گیٹ پر پہنچے تو عوام کی کثیر تعداد دارالعلوم کے گیٹ پر آپ کی منتظر تھی۔ آپ نے اپنی گاڑی سے اترتے ہی فرمایا: ٹھہریے پہلے "جلالی بابا" کو جانے دیجئے۔ پس حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ میں جلالی بابا کے نام سے مشہور ہوگیا۔

محترم قاسم جلالی بابا کا کہنا ہے کہ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ احمد نوارنی نے وہ محبت وشفقت دی کہ ہمیں والد ماجد کی کبھی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ ہم تمام یہ محسوس کررہے تھے کہ ہمارے والد ماجد ابھی زندہ ہیں۔

محترم قاسم جلالی نے ہمیں بتایا کہ 16 رمضان المبارک مسقط سے فون پر والد ماجد سے میری گفتگو ہوئی، دورانِ گفتگو میں نے عرض کیا کہ ہم آپ کا ویزہ جمع کرواچکے ہیں انشاءاللہ ہمیں عید کے فوراً بعد ویزہ ملے گا آپ یہاں تشریف لے آیئے گا۔ والد ماجد نے جواباً فرمایا: کہ نہ تو میرے پاس اتنے اخراجات ہیں کہ میں سفر کا متحمل ہوسکوں اور نہ ہی میں طلباء کے اسباق میں ناغہ کروں گا۔ ہاں! میں اس وقت فتاویٰ عالمگیری کا مطالعہ کررہا ہوں، دورانِ مطالعہ مجھے یہ حوالہ

ملا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت عمران علیہ السلام کے مزارات مسقط سے چودہ سوکلو میٹر فاصلہ پر صلالہ کے مقام پر ہیں آپ وہاں حاضر ہوں اور میری طرف سے وہاں سلام عرض کریں۔ والدِ ماجد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہم عید کے بعد ان دونوں مزارات پر حاضری کے لیے گئے۔ گفتگو کے آخر میں مجھے والدِ ماجد نے فرمایا:

جتنا جلدی ممکن ہو واپس آجاؤ۔ بس چند ہی دن گذرے کہ ہمارے والد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ والد ماجد کی گفتگو سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ چند دن کے مہمان ہیں۔ صاحبزادہ محمد قاسم جلالی کے بقول والد ماجد عشاء کے بعد اکثر مجھے اور اپنے دیگر تلامذہ کو فرماتے کہ مجھ سے جو مسائل دریافت کرنے ہیں وہ کر لو نہ جانے کب میرا وقت پورا ہو جائے گا، میں جب والدِ ماجد کے یہ الفاظ سنتا تو میری آنکھیں نم ہو جاتیں، میں عرض کرتا کہ ابا جان ایسا نہ کہیں۔ آپ جواباً یہ شعر پڑھ کر مجھے حوصلہ دیتے۔

سیّد عالمین رفت از جہاں فانی

دیگر کیست کہ ماند بجز ذات قادرِ قیوم صمدانی

(۳) حضرت مفتی محمد جان نعیمی مجددی دامت برکاتہم العالی

ابتدائی تعلیم

جانِ اہلسنّت اپنے والد ماجد کا عکس جمیل عالمِ باعمل، شیخ طریقت، مخدوم اہلسنّت، پیکر وخلوص ومحبت حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی اپنے والد ماجد کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔

آپ 1966ء میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن، فارسی کی ابتدائی کتب

اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں ۔ والدِ ماجد آپ کو بچپن ہی میں حضرت فنا فی الرسول المخدوم شیخ الاسلام محمد ہاشم ٹھٹویؒ کے مزار پُر انوار پر حصول فیوض و برکات کے لیے لے جاتے، دنیاوی تعلیم پانچویں جماعت تک حاصل کی اس کے بعد حضرت مفتی اعظم سندھ نے آپکو اپنے شاگردِ خاص حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی المعروف قاضی صاحب دامت برکاتہم کے ادارے دار العلوم انورِ مجددیہ نعیمیہ کوڈاریہ شریف تعلقہ سجاول ضلع ٹھٹھہ میں داخل کروایا۔

حضرت مفتی اعظم کی شہادت کے بعد آپ نے والدِ ماجد کے ادارہ میں حضرت مفتی صاحب سے تکمیل فرمائی۔ آپکے دیگر اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی محمد عثمان بلوچ، حضرت مفتی محمد احمد میاں جو ہی ضلع دادو والے، حضرت مولانا حافظ منیر احمد جیلانی، حضرت مولانا سیّد اعجاز احمد نعیمی، مولانا محمد موسیٰ نعیمی، حضرت مولانا محمود معراج الدین ورنالوی، مولانا خلیل احمد نعیمی اور حضرت قاری جان محمد کا شمار ہوتا ہے۔ علم میراث آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد عثمان بلوچ سے حاصل کیا۔

دورہ میراث آپ نے مفتی احمد میاں سے کیا، دورہ تفسیر القرآن کی سعادت حضرت علامہ فیض احمد اویسی سے حاصل کی۔ 1985ء میں آپ کی دستارِ فضیلت ہوئی جلسہ دستارِ فضیلت میں امام الشاہ احمد نورانی، شیخ طریقت حضرت مخدوم محمد اشرف نقشبندیؒ (جو کہ آپکے مرشد بھی تھے)، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، حضرت شیخ طریقت آغا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی مجدّدی، حضرت شیخ طریقت پیر فضل الرحمٰن مجددی، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی، مفتی سید شجاعت قادری، علامہ محمد حسن حقانی، مفتی محمد اطہر نعیمی، مولانا محمد جمیل احمد نعیمی اور دیگر علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ مفتی محمد جان نعیمی نے تنظیم المدارس کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اور ساتھ ساتھ عربی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔

دورانِ تحصیل علم مشکلات

حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے راقم کو بتایا کہ کوڈار یہ شریف ضلع ٹھٹھہ میں جس مقام پر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، وہاں پانی اور بجلی کی سہولت نہیں تھی۔ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ دن میں صرف ایک گاڑی آیا کرتی تھی۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا لالٹین اور دیئے جلا کر رات بھر مطالعہ کیا کرتا تھا۔ الارم والی گھڑی کا تصور بھی نہیں تھا۔ پاؤں کی انگلی کے ساتھ دھاگہ باندھ دیا کرتا تھا تا کہ نمازِ تہجد ضائع نہ ہو۔ فقہ میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ نحو میں کافیہ سے بہت لگاؤ تھا۔ کافیہ میں نے زبانی یاد کرلیا تھا۔ آج بھی طلبہ کو کافیہ زبانی یاد کرواتا ہوں۔ زمانہ طالب علمی میں کم گو تھا، زیادہ توجہ پڑھائی میں رکھتا تھا۔

حدیث میں بخاری شریف پسندیدہ کتاب ہے۔ دوسری ابوداؤد شریف کیونکہ اس میں فقہی مسائل زیادہ ہیں، فتاویٰ شامی، فتاویٰ عالمگیری، شوافع مالکیوں اور حنبلیوں کی جملہ کتب کے اسماء ازبر ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے، عربی شروحات کا شوق سے مطالعہ کرتا تھا۔ تنظیم المدارس کے امتحان میں تمام پرچے عربی میں حل کئے اور ممتاز مع الشرف کے ساتھ الشہادۃ العالمیہ کی ڈگری حاصل کی۔ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور جامعہ ازہر مصر میں مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ دارالعلوم کو میری ضرورت زیادہ ہے۔

اسی وجہ سے یہ قربانی دینی پڑی ویسے تو دورانِ تعلیم ہی میں نے تدریس شروع کر دی تھی۔ باقاعدہ تدریس 1985ء میں شروع کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک خواہش تھی کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضری نصیب ہو۔ اسے حُسنِ اتفاق کہیے کہ جس سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اسی سال میرا نکاح ہوا۔ نکاح شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے

پڑھایا۔

والدِ ماجد اور مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ کے وصال کے بعد حضرت قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے میرے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ حضرت نے ہر طرح سے جانی، مالی ،زبانی بہت زیادہ سہارا دیا۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ حضرت سے ملاقات نہ کرتا تو سکون نہیں آتا۔ کبھی کبھار حضرت خود دارالعلوم تشریف لے آتے اگر ملک یا کراچی سے باہر ہوتے تو فون پر احوال معلوم فرماتے۔ حضرت سے پہلی ملاقات والد ماجد کی زندگی میں ہوئی۔ دوسری اپنے برادرِ اکبر حضرت مولانا غلام محمد نعیمی شہیدؒ کے ہمراہ حضرت کے پاس حاضر ہوا اس وقت درسِ نظامی کا کورس مکمل کر چکا تھا۔ حضرت سے عرض کی کہ مزید تعلیم جامعہ ازہر (مصر) میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب میں بھی اس سلسلے میں کوشش کروں گا۔

تنظیمی سفر

قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے 2000ء میں آپ پر مرکزی جماعت اہلسنّت کی ذمہ داری عائد فرمائی، جس کو آپ نے اچھے، مخلصانہ انداز سے نبھایا اور ابھی تک نبھا رہے ہیں۔ چار مرتبہ بلا مقابلہ امیر منتخب ہوئے۔ مرکزی جماعت اہلسنّت کی بنیاد دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی میں حضرت قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانیؒ نے 2000ء میں رکھی۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی نے سہون شریف میں عظیم الشان یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس حضرت امام الشاہ احمد نورانیؒ کی موجودگی میں کراوئی۔

حضرت شاہ احمد نورانی سہون شریف یا رسول اللہ کانفرنس کے انعقاد پر بہت زیادہ خوش تھے۔ حضرت نے دورانِ خطاب فرمایا کہ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ

تشریف لائے ہوئے ہیں۔حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی میں سہون شریف میں عظیم الشان یارسول اللہ کانفرنس منعقد کروانے پر حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔بعد میں لبیک یارسول اللہ کانفرنس 2004ء منعقدہ سہون شریف، یارسول اللہ کانفرنس 2010ء منعقدہ سہون شریف میں بھی ملک بھر سے عموماً اور صوبہ سندھ سے خصوصاً ہزاروں علماء ومشائخ اور لاکھوں عوامِ اہلسنّت نے شرکت کی۔اِن کانفرنسوں سے قبل بھی کراچی میں صوبائی علماء ومشائخ کنونشن منعقد کروائے ،یادرہے کہ حضرت قائد اہلسنّت مولانا الشاہ احمد نورانی کی صدارت میں کراچی کی تاریخ کا مثالی علماء ومشائخ کنونشن کروایا گیا جس میں سندھ بھر کے تقریباً پانچ سومشائخ اور علماء نے شرکت کی۔اِن تمام کانفرنسوں کا سہرا حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی کے سرجاتا ہے۔

بیرونِ ممالک دورے

حضرت مفتی محمد جان نعیمی بیرون ممالک ساؤتھ افریقہ، متحدہ عرب امارات، عراق، ہندوستان، ہالینڈ، فرانس، جرمنی، ایران اور شام کا تبلیغی دورہ کرچکے ہیں۔بقول مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم کہ جب عراق میں زیارت مقدسہ کے لیے گئے تو حضرت امام الشاہ احمد نورانیؒ نے دربار غوث اعظم کے مسند نشین کی طرف خط تحریر فرمایا۔انہوں نے حضرت کے خط کی وجہ سے ہمیں بڑی قدرومنزلت دی اور مہمان خانہ میں ٹھہرایا۔ملک شام میں نامور علماء ومشائخ سے ملاقات ہوئی اور مختلف علمی مسائل پر گفتگو ہوئی اور عرب کے بعض شیوخ نے حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی کو سندِ اجازت دی اور بعض نے لی، جن میں شیخ عبدالرزاق حلبی، شیخ ادیب کلاس، شیخ عبدالفتاح بزم، شیخ احمد سامرقبانی، شیخ خضر شحرور، شیخ حسام الدین فرفور، شیخ عبداللطیف

فرفور، شیخ عبدالعزیز حسنی، شیخ صلاح الدین کفتارو، شیخ محی الدین میقری نمایاں ہیں۔

فتویٰ نویسی

1986ء میں حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مختلف مسائل پر فتوے دے چکے ہیں۔ بقول مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم پہلا فتویٰ طلاق کے مسئلے پر دیا۔ اس غور وفکر میں تھا کہ میں نے صحیح فتویٰ دیا کہ یا مجھے تسامح ہوا ہے۔

خواب میں اعلیٰحضرت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی کا دیدار ہوا فاضل بریلوی نے فتوی دیکھ کر دستخط فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا فتویٰ صحیح ہے۔ ابتداء میں جب فتوی دیتا تھا حضرت مفتی محمد وقار الدین، حضرت مفتی قاضی محمد احمد نعیمی، حضرت مفتی اطہر نعیمی، حضرت مفتی عبدالرحمٰن ٹھٹھوی، حضرت جسٹس سید شجاعت علی قادری سے مسائل پر مشاورت کرلیا کرتا تھا بعد میں فتویٰ جاری کرتا۔

حضرت مفتی محمد جان نعیمی کا کہنا ہے کہ جب میں نے فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ کی تخریج کا کام مکمل کیا، تخریج میں لاتعداد کتب فقہ واحادیث زیر نظر رہی، جس کی برکت سے فتویٰ نویسی کا سلیقہ آگیا۔

حضرت مفتی محمد جان نعیمی کی خواہش ہے کہ درسِ نظامی کی تمام کتب کے حاشیے عربی میں تحریر کروں۔ نورالایضاح کی شرح حضرت مفتی صاحب تحریر فرما چکے ہیں۔ لیکن ان کی پہلی ترجیح اپنے والد ماجد کے اس عظیم خواب کی تعبیر ہے جس کی تلاش میں انہوں نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ وہ خواب تھا مخادیم سندھ کی عربی کتب کی تخریج، اشاعت اور مخطوطات کو

اکٹھا کرنا۔

مخادیم سندھ کی کافی کتب (مخطوطات) حضرت مفتی اعظم سندھ نے اپنی زندگی میں جمع کر لی تھیں۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے اُس سلسلہ کو مزید وسعت دیتے ہوئے کافی کتب کی تخریج کر کے اُن کی طباعت بھی کروادی ہے اور باقی کتب پر برق رفتاری سے کام جاری ہے۔ جنہیں عالم عرب اور پاکستان کے اہل علم حضرات میں کافی پذیرائی مل چکی ہیں۔

تخریج و تحقیق شدہ مخادیم سندھ کی عربی کتب

١. مظهر الانوار — مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سن وفات ۱۱۷۴ھ

٢. الوصية الهاشمية — مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی =

٣. حديقة الصفا فی اسماء المصطفیٰ — مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی =

٤. تحفة القاری بجمع المقاری — مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی =

٥. التوسل واحكامه وأنواعه — مخدوم محمد عابد سندھی مدنی سن وفات ۱۲۵۷ھ

٦. الصارم المسلول علی من انکر بتسمية عبد النبی وعبدالرسول — مخدوم محمد عابد سندھی مدنی =

٧. رساله في كرامات الاولياء والتصديق بها — مخدوم محمد عابد سندھی مدنی =

٨. رسالة في حكم اطعام الطعام فی مناسبات الفرح والترح — مخدوم محمد عابد سندھی مدنی =

٩. رسالة في تقبيل اليدين والرجلين — مخدوم محمد عابد سندھی مدنی =

١٠. الصافية في توضيح الكافية آغا شاہ عبداللہ جان سرہندی سن وفات ۱۳۹۳ھ

۱۱۔ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ (جلد اوّل) مفتی اعظم مفتی محمد عبداللہ نعیمی سن وفات ۱۴۰۲ھ

زیر تحقیق وتخریج کتب

١. موسوعة رسائل مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

٢. موسوعة رسائل مخدوم عبدالواحد سیوستانی

٣. فاكهة البستان مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

٤. فتاویٰ واحدی (چار جلد) مخدوم عبدالواحد سیوستانی

٥. الطريقة المحمّدية في حقيقة القطع بالأفضلية مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

٦۔ طوالع الانوار شرح الدر المختار مخدوم محمد عابد سندھی مدنی

تالیف کردہ کتب ورسائل

۱۔ گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت مفتی محمد جان نعیمی

۲۔ داڑھی شریف کی شرعی حیثیت مفتی محمد جان نعیمی

۳۔ فرائض وسنن کے بعد دعا مانگنے کی شرعی حیثیت مفتی محمد جان نعیمی

۴۔ رہبر حق مفتی محمد جان نعیمی

۵۔ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ (جلد دوم) مفتی محمد جان نعیمی

متاثر کن شخصیات

حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے بتایا کہ والدِ ماجد کے بعد ان شخصیات

سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔

اوّلاً: حضرت قائد اہلسنّت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ۔

ثانیاً: پیر طریقت حضرت مخدوم خواجہ محمد اشرف جان رحمۃ اللہ علیہ۔

ثالثاً: پیر طریقت پیر ابراہیم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

رابعاً: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی مظہری رحمۃ اللہ علیہ۔

خامساً: پیر طریقت سیّد عبدالخالق شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (ایران)

سادساً: پیر طریقت خواجہ عبداللہ جان صدیقی۔ (گوادر بلوچستان)

سابعاً: پیر طریقت الحاج الٰہی بخش مندرہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

ثامناً: شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم۔

شیخ الحدیث

حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم اس وقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں شیخ الحدیث اور مفتی کے منصب پر فائز ہیں۔ دارالعلوم کے مہتمم بھی آپ ہی ہیں، سینکڑوں علماء نے آپ سے حدیث شریف پڑھی ہے۔ راقم نے جب بعض طلباء سے استفسار کی کہ مفتی صاحب کا اندازِ تدریس کیسا ہے تو اُنہوں نے جواباً بتایا۔ جب آپ حدیث شریف پڑھاتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انوارِ تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔

حضرت مفتی صاحب کا یہ خاصہ ہے کہ تدریس میں ناغہ نہیں فرماتے۔ اَن گنت پروگرامات سے فقط اسوجہ سے معذرت فرما لیتے ہیں کہ بچوں کا وقت ضائع نہ۔ بیرونِ ممالک دورے بھی اسوجہ سے منسوخ فرما دیتے ہیں۔

دار العلوم، لائبریری اور مسجد کی تعمیرات جدیدہ میں مفتی صاحب کا کردار

دار العلوم مجددیہ نعیمیہ اور جامع مسجد محمدی متصل دار العلوم کی تعمیرات جدیدہ، دار العلوم کی تین منزلہ عمارت دار العلوم میں موجودہ جدید لائبریری، اسکی تزئین و آرائش، مزارات کی تعمیر اور کتب کا وافر ذخیرہ، مخطوطات میں اضافہ یہ سب کام حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے کروائے۔

آپکی اولاد

حضرت مفتی محمد جان نعیمی کی روحانی اولاد ہزاروں میں ہے اور نسبی اولاد میں پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ تمام اولاد کو عالمِ دین بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا حافظ محمد عبید اللہ جان ہیں جو کہ (ملک شام) میں چھ سال سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تکمیل کے بعد مفتی صاحب کی خواہش ہے کہ انہیں جامعہ ازہر مصر داخل کروایا جائے وہ حافظ قرآن بھی ہیں اور اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کی ہے، مزید تعلیم کا حصول جاری ہے دیگر صاحبزادے حافظ محمد احمد جان، حافظ محمد حامد جان، حافظ محمد رفیع جان اور محمد رافع جان ابھی نو عمر ہیں۔ دو صاحبزادیوں میں سے ایک نے حفظِ قرآن مکمل کرلیا ہے اور ایک ابھی کر رہی ہیں۔

اپنے والدین کو خراجِ عقیدت

اپنے والد ماجد کے بارے میں مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے بتایا کہ میں ایک بزرگ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ میں شریعت کی جھلک نظر آتی تھی۔ ہمارے والد ماجد کی جلوت وخلوت ایک ہی تھی انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اب بھی اگر کوئی مشکل پیش آتی تو خواب میں دیدار کرواتے

ہیں اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ ہماری والدہ ماجدہ تہجد گذار خاتون تھیں۔ عابدہ، زاہدہ انتہائی صالحہ اور متقی خاتون تھیں۔

پسندیدہ شعر

مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم اپنے والد ماجد کی طرح مولانا حسن رضا بریلوی کے یہ نعتیہ اشعار بڑے ذوق وشوق سے سنتے ہیں۔

دل میں ہو یاد تیری، گوشۂ تنہائی ہو

پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم کے بقول میں تنہائی میں بہت روتا ہوں اوّلاً سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھتے ہوئے۔ ثانیاً اہلسنّت کی نااتفاقی دیکھتے ہوئے۔ میری زندگی کی ہر خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری کردی ہے، بس اب ایک ہی خواہش ہے کہ اتحادِ اہلسنّت ہوجائے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم کا سایہ تادیر اہلسنّت وجماعت پر قائم ودائم رکھے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

(۴) صاحبزادہ حضرت مولانا بشیر احمد جان نعیمی مجددی

درویش صفت، مولانا بشیر جان نعیمی حضرت مفتی صاحب کے چوتھے صاحبزادے ہیں ۔سادہ زندگی اور اخلاقِ حسنہ آپ کا خاصہ ہیں۔1972ء میں پیدا ہوئے۔ناظرہ قرآن شیخ دین محمد سے پڑھا، درسِ نظامی ودورہ حدیث کی تعلیم شیخ الحدیث مفتی قاضی احمد نعیمی دامت برکاتہم ، حضرت مفتی محمد جان نعیمی اور مولانا عبدالطیف نعیمی سے حاصل کی۔

1992ء میں آپکی دستارِ فضیلت ہوئی۔جس میں مقتدر علماء ومشائخ اور اکابرین اہلسنّت نے شرکت فرمائی آپکے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔تین سال تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور نورالایضاح تک درسِ نظامی کی کتب پڑھائیں۔آپکے بھتیجے مولانا عابد نعیمی کے علاوہ مولانا غلام محمد لوڈو، مولانا محمد عثمان جب ، مولانا اکرم جت، مولانا ممتاز میمن آپ کے قابلِ فخر شاگرد ہیں۔اپنے والد ماجد کے بارے میں مولانا بشیر جان نعیمی نے بتایا کہ والد ماجد ولی اللہ تھے۔اُنکی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ تھی۔والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا کہ وہ ایک تہجد گزار خاتون تھیں۔ہمیں ہمیشہ نصیحت فرماتی تھیں کہ اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے رہو۔اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

راقم نے اُن سے استفسار کیا کہ تدریس کو چھوڑ کر کاروبار کیوں شروع کر دیا۔جواباً اُنہوں نے کہا کہ آنکھوں کی بینائی کمزور ہوگئی تھی۔اس وجہ سے تعطل ہوگیا۔جس کا مجھے ہمیشہ دکھ رہے گا۔اللہ نے چاہا تو اپنے چاروں بیٹوں کو عالم بنا کر اس کمی کو پوری کروں گا۔موصوف اپنے بڑے بھائی مفتی محمد جان نعیمی سے حد درجہ محبت کرتے ہیں اُن کا کہنا ہے کہ مفتی صاحب نے ہمیں والد ماجد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

(۵) حضرت مفتی محمد نذیر احمد جان نعیمی مجددّی مدظلہ العالی

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو انتہائی متحرک وفعال عالم باعمل اپنے خاندان میں پہلے حافظ قرآن، اپنے برادرِ اکبر مفتی محمد جان نعیمی کے دائیں بازو۔ حضرت مفتی محمد نذیر جان نعیمی حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔

18 اکتوبر 1976ء بروز پیر تولد ہوئے، والد ماجد انہیں بچپن ہی سے حافظ کہا کرتے تھے، صالح بچے نے اپنے والد ماجد کی روح کو خوش کردی۔ بچپن میں جب والد ماجد صاحب گھر تشریف لاتے تو نذیر جان اور منیر جان دونوں اپنے والد سے چمٹ جایا کرتے، اکثر والد ماجد اپنے ان دونوں بچوں کو کاندھوں پر اُٹھایا کرتے تھے۔

اپنے والدین کو خراج عقیدت اور اُن کی شفقتیں

مفتی نذیر احمد جان نعیمی کا کہنا ہے کہ میں بچپن میں ابا جان کے کمرے میں سویا کرتا تھا بسا اوقات میری آنکھ کھلتی، دیکھتا کہ ابا جان اپنے بستر پر نہیں ہیں تو میں امی جان سے دریافت کرتا کہ ابا جان کہاں ہیں وہ فرماتی کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک رات کو سفید کپڑا لیے کہیں جارہے تھے میں نے پوچھا ابا جان کہاں جارہے ہو؟ فرمایا کہ انسانی مخلوق کے علاوہ کوئی اور مخلوق بھی ہوتی ہے اُنکو کپڑے دینے جارہا ہوں۔ جب رشتے داروں کے ہاں جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔

بعد از نمازِ فجر مجھے اور چھوٹے بھائی منیر جان دونوں کو والدِ ماجد اپنے ساتھ بٹھا کر چائے پلایا کرتے تھے۔ میری والدہ ماجدہ میرے ساتھ بہت پیار کرتی تھیں۔ بھائی جان مفتی محمد جان نعیمی کبھی کبھار والدہ ماجدہ سے پوچھتے کہ آپ زیادہ مجھ سے پیار کرتی ہیں یا نذیر

سے؟ جواباً فرماتی آپ میری جان ہو۔اور یہ میرا چھوٹا لاڈلا بیٹا ہے۔مصروفیات کی وجہ سے حضرت مفتی محمد جان نعیمی صاحب اکثر رات کو لیٹ تشریف لاتے، جب تک مفتی صاحب رات کو گھر تشریف نہ لاتے تو والدہ ماجدہ جاگتی رہتیں۔

والدہ ماجدہ رات کو تہجد کے لیے اُٹھتیں تو مجھے بھی اُٹھاتیں، جب ذکر واذکار کر رہی ہوتیں تو میں یہ محسوس کرتا کہ یہ سرکارِ دوعالم ﷺ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کر رہی ہیں۔ذکر واذکار میں فرمایا کرتیں کہ کتنا پیارا ہے نام محمد ﷺ کا۔

فجر کی نماز میں کبھی کاہلی اور سستی ہو جاتی تو والدہ ماجدہ پورا دن ناراض رہتیں۔میرا ہمیشگی سے یہ معمول رہا ہے کہ میں سونے سے پہلے اپنی والدہ ماجدہ کے پاؤں دبا کر سویا کرتا تھا، مفتی محمد نذیر جان نعیمی اس بات کا صمیم قلب سے اعتراف کرتے ہیں کہ والدِ ماجد کے وصال کے بعد برادرِ اکبر مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی نے والدِ ماجد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔تعلیم وتربیت پر بھر پور توجہ دی، ان کی توجہات کی وجہ سے مجھے آج یہ مقام ملا ہے۔

تعلیمی مراحل

علامہ نذیر جان نعیمی نے بتایا کہ اُنہوں نے ناظرہ قرآن قاری شیخ دین محمد سے پڑھا، حفظ قرآن کی تکمیل قاری تاج الدین نعیمی، حافظ عبدالرزاق، حافظ سیّد منیر احمد جیلانی سے کی۔B.A کراچی یونیورسٹی سے کیا۔درس نظامی ابتداء سے دورہ حدیث تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں پڑھا آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد جان نعیمی، مولانا منیر احمد جیلانی، شفاعت رسول نعیمی، مولانا جان محمد بندیالوی، مولانا اعجاز محمد نعیمی کے نام نمایاں ہیں۔

2000ء میں آپ کی دستارفضیلت ہوئی۔جلسہ دستارِفضیلت میں امام الشاہ احمد نورانیؒ

،شاہ تراب الحق قادری، پیر ابراہیم جان سرہندی، پیر اشرف جان نقشبندی، حضرت محمد حبیب الرحمٰن اور حضرت شاہ تراب الحق نے شرکت کی۔

بیرون ممالک مختلف جامعات میں حصول تعلیم

2001ء میں یمن گئے۔شیخ حبیب عمر اور شیخ حبیب علی جعفری سے تعلیم حاصل کی ،2001ء کے آخر میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی سفارش پر جامعہ صدام بغداد میں داخل ہوا۔مفتی محمد نذیر جان نعیمی نے راقم کو بتایا کہ جب میں حضرت (نورانی) سے فون پر بات کرتا تو حضرت نورانیؒ میرے ساتھ عربی میں گفتگو فرماتے اور حافظ جی کہہ کر مخاطب کرتے اور جب عراق کے حالات خراب ہوئے تو دیگر پاکستانی طلباء کی طرح میں بھی حضرت کی اجازت سے واپس پاکستان آگیا۔عراق میں قیام کے دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ،حضرت سیّدنا امام حسینؓ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ،حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ،حضرت سیّدنا جنید بغدادیؒ،حضرت رابعہ بصریؒ کے مزارات پر حاضری دی۔

2003ء کے آخر میں شام چلا گیا، وہاں تخصص کے شعبہ میں علوم الشرعیہ کا اختصاص کیا۔کم وبیش تین سال وہاں رہا۔2005ء میں میں نے مفتی صاحب کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو دیکھ کر تعلیم کا سلسلہ منقطع کردیا۔

بیعت وخلافت وتدریس

مفتی محمد نذیر جان نعیمی اسوقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ ناظم تعلیمات کے عہدہ پر فائز ہیں۔علامہ مفتی محمد نذیر جان کو سلسلہ شاذلیہ کے بزرگ شیخ ھشام

البرھانی سے سلسلہ شاذلیہ میں بیعت وخلافت کی اجازت ہے۔

یادرہے کہ اسوقت علمائے اہلسنّت کا علمائے شام کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم ہے۔ اس تعلق کا کریڈٹ مفتی نذیر احمد جان نعیمی کو جاتا ہے۔

تنظیمی مصروفیات

مفتی نذیر احمد جان نعیمی مجددؔی اس وقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے ناظم تعلیمات ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم مجددیہ سے فارغ التحصیل علماء کی جماعت جمعیت علمائے مجددیہ کے صدر بھی ہیں۔ نوجوانوں کے دلوں میں حب مصطفیٰ ﷺ کی شمع جلانے اور انہیں بدعقیدگی اور فسق وفجور سے دور رکھنے کے لیے آپ انجمن غلامان مصطفیٰ ﷺ کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں ،انجمن کے تحت مختلف ایام کی مناسبت سے محافل میلاد اور بزرگانِ دین کے عرس کی تقریبات کا انعقاد کرواتے ہیں۔

یادرہے کہ اس انجمن کی بنیاد آپکے برادرِ اکبر مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ نے 1984ء میں رکھی تھی۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے

بیرون ممالک دورے

مفتی نذیر احمد جان نعیمی نے کئی ممالک کے تبلیغی ومطالعاتی دورے کیئے جن میں کینیا، لیبیا، شام، عراق، یمن، مسقط، دبئ نمایاں ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی

آپکی اولاد

روحانی اولاد کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور نسبی اولاد میں دو صاجبزادے ہیں، بڑے

صاحبزادے کا نام محمد سعد جان ہے جو ابھی ناظرۂ قرآن کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ چھوٹے صاحبزادے کا نام محمد سعید جان ہے۔

(۶) صاحبزادہ منیر احمد جان نعیمی

صاحبزادہ منیر احمد جان نعیمی حضرت مفتی اعظم سندھ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ مفتی اعظم سندھ کے وصال کے چھ ماہ بعد صاحبزادہ منیر احمد جان نعیمی کا وصال ہوا۔ اور آپکی عمر چھ سال تھی۔

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ

کے

چند مشہور تلامذہ کا اختصاراً تذکرہ

شیخ الحدیث مفتی قاضی محمد احمد نعیمی

یادگار اسلاف پیکر خلوص ومحبت حضرت شیخ الحدیث مفتی وقاضی محمد احمد نعیمی، مفتی اعظم سندھ کے اولین شاگردوں میں ہیں۔انتہائی شفیق ومہربان اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔

بیرون ملک دوسال دبئی میں مقیم رہے اس غرض سے کہ شاید مدینہ سے بلاوا آجائے اور باقی زندگی امام مالک کے سنت پر عمل کرتے ہوئے دیار حبیب میں گذاریں۔ایک حج اور پانچ عمرے کئے ہیں۔کئی غیر مسلم آپکے ہاتھ پر بیعت اسلام کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

زندگی میں ایک ہی تمنا رکھتے ہیں کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ قائم ہوجائے۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں حضرت قائد ملت اسلامیہ اور اپنے استاذ محترم کی قیادت میں حصہ لیا اپنے استاذ محترم کے منظور نظر تھے، انہوں نے آپ کو خلافت بھی دی۔اور بیعت بھی فرمایا۔ سلسلہ قادریہ میں شیخ طریقت محمد امین برکاتی سے شرف خلافت حاصل کیا۔اپنے خاندانی بزرگ شیخ طریقت حضرت الٰہی بخش میندھرہ نقشبندی سے بہت متاثر ہیں۔400 صفحات پر مشتمل آپ کی کتاب فلاح کا راستہ، شریعت کے آئینہ منظر عام پر آچکی ہیں۔جس میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ، علم غیب اور اولیاء کے تصرفات نذر ونیاز اور اولیاء اللہ سے استعانت اور دیگر موضوعات پر مدلل سیر حاصل بحث کی گئی ہیں۔

1950ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ تحصیل شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ، گوٹھ سائیں الٰہی بخش مندرہ آپ کا آبائی وطن ہے۔1968ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی۔ہزاروں کے تعداد میں آپ کے تلامذہ ہیں۔آپ کے والد ماجد الحاج محمد مبارک ایک صوفی جلالی بزرگ تھے، مخدوم

محمد عبداللہ سولنگی سے بیعت تھے۔

1982ء سے باقائدہ خطابت شروع کی، بڑے صاحبزادے مولانا محمود عثمان نعیمی انوار مجددیہ نعیمیہ میں ناظم تعلیمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولانا غلام محمد نعیمی عالم دین ہیں۔ دیگر ابھی چھوٹے ہیں۔ آپکے تلامذہ میں مفتی محمد جان نعیمی، مولانا محمد علی، مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی اور اپنے صاحبزادے مولانا حافظ محمود عثمان نعیمی پر فخر کرتے ہیں اور مطمئن نظر آتے ہیں۔ 1982ء سے 1996ء تک چودہ سال دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی اس وقت دارالعلوم انوار مجددیہ نعیمیہ، غریب آباد ملیر کراچی میں مہتمم و شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا مفتی عبداللطیف نعیمیؒ

یادگار اسلاف حضرت مولانا عبداللطیف نعیمیؒ 1945ء میں تعلقہ شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ میں متولد ہوئے۔ آپ کا حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اولین شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا زمانہ طالب علمی ہی سے انتہائی ذہین و فطین تھے، عوام اہلسنت آپ کو ایک بہترین فقیہ اور مناظر کی حیثیت سے پہچانتی تھی اس کے ساتھ ساتھ آپ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے دو عمرے اور ایک حج کی سعادت حاصل کی۔ خطابت کے شہسوار تھے بعض عقیدت مند آپ کو میدان خطابت میں مولانا محمد شفیع محمد اکاڑویؒ کا ثانی کہتے تھے۔ آپ نے کئی فتوے دیئے، آپ کی فتاویٰ نویسی پر حضرت مفتی محمد وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو داد تحسین دی۔ آپ انتہائی ملنسار تھے، آپ کے پانچ

بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ایک حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نعیمی عرف نورانی عالم دین ہیں۔گزشتہ سال آپ کا وصال ہوا، آپ کی نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ والائے شان ذوی الادب والاحتشام حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھایا۔

مولانا سیّد اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی

مولانا سیّد اکبر حسین شاہ ہاشمی نعیمی حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے اوّلین شاگردوں میں سے ہیں۔آپ کا آبائی علاقہ ضلع اٹک (پنجاب) ہے۔آپ کے اُستاد محترم کے خاص معتمدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔قادر الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ حق گوئی وبے باکی آپ کا خاصہ ہے۔جامعہ اسلامیہ ٹیچ بھاٹہ پنڈی کھیپ کے بانی ومہتمم کی حیثیت سے عرصہ دراز سے دین متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کے ادارہ سے سینکڑوں طلباء وطالبات فارغ التحصیل ہوکر دین متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔شاہ صاحب تنظیمی وتحریکی ذہن رکھتے ہیں۔تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔جماعت اہلسنّت کے بھی عہدیدار رہے۔علامہ پیر سیّد محمود شاہ (محدث ہزاروی) کی قائم کردہ تحریک خلافت میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا اور ملک کے مختلف گوشوں میں اس تحریک خلافت کے زیرِ اہتمام سیمنار وجلسے کروائے ،عمر کے اس حصے میں بھی درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں۔

مولانا حافظ محمد بخش نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ محمد بخش نعیمی کا آبائی تعلق ملتان تحصیل شجاع آباد سے ہے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی،اور دینی علوم کی تکمیل کے لیے کراچی آئے اور یہاں دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں مفتی اعظم سندھ سے کسب فیض حاصل کرتے رہے۔اور اپنے اُستادِ محترم کے کہنے پر

سیاسی سفر کا آغاز جمیعت علماء پاکستان میں شمولیت سے کیا۔ 1977ء میں کونسلر کا الیکشن جیتا اور ملیر کراچی میں بہت سے فلاحی کام کروائے۔ 1985ء میں صوبائی الیکشن ہوئے جس میں آپ نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ آپ نے صوبائی اسمبلی کے اجلاسوں میں اہلسنّت والجماعت کی بھرپور نمائندگی کی، اور جہاں جہاں مسلک کے خلاف سازشیں ہوئیں آپ نے منہ توڑ جواب دیا۔ 1998ء میں آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور سوگواران میں چار بیٹوں اور ایک بیٹی کو چھوڑا۔

مولانا رئیس احمد بدایونی نعیمیؒ

مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، بدایون بھارت میں حاجی اصغر علی کے گھرانے میں آنکھ کھولی، جو کہ تجارت کے پیشہ سے منسلک تھے۔ بدایون کی مشہور خانقاہ بڑی سرکار کے عرس میں شرکت کی۔ حضرت مولانا خلیل احمد بدایونی کے سحر انگیز خطاب سے متاثر ہوئے اور دنیاوی رنگ ترک کر دیا۔ دین کی جانب راغب ہو گئے۔ 1962ء میں پاکستان ہجرت کی اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے پیر گھرانے ماہرہ راہ شریف انڈیا میں حضرت مولانا شیخ طریقت حسن میاں ماہراروی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت 1970ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ مفتی اعظم سندھ کے اوّلین شاگردوں میں سے تھے، نعت گو شاعر تھے اور پُرسوز آواز میں جب نعت پڑھتے تھے تو ماحول میں وجد طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کے اُستاد محترم اکثر آپ سے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سُنا کرتے تھے، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد 67 سال کی عمر میں اپنی جان جانِ آفرین کے حوالے کی۔ تین بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

مولانا نور محمد نعیمی

1955ء ملیر میں پیدا ہوئے، ناظرۂ قرآن قاری شیخ دین محمد سے پڑھا، باقی تعلیم اپنے عمِ محترم مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ سے حاصل کی۔ تنظیم المدارس اہلسنّت کے تمام امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کیے، دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں نائب مفتی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ عرصہ سولہ سال بطورِ مدرس فرائض سرانجام دیتے رہے، جامع مسجد قطبیہ جو کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے زیرِ انتظام ہے اُس میں ستائیس سال خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ کئی مناظرے بھی کیے، بیرونِ ممالک بھی کئی تبلیغی دورے کیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملیر میں کئی فلاحی کام کروائے۔ آپ نے صوبائی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا۔ اپنے فلاحی کاموں اور حق گوئی وبیباکی کے وصف کی وجہ سے عوام الناس میں شیرِ ملیر کے لقب سے مشہور ہیں،

مولانا محمد موسیٰ جت نعیمی

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے ابتدائی تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کی خصوصی شفقتیں آپ کو حاصل رہیں۔ 1960ء ضلع ٹھٹھہ میرپور ساکرو میں متولد ہوئے، دورہ حدیث تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ دینی علوم کی تکمیل حاصل کی۔ دس سال تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس وقت آبائی علاقے میں ناظرہ قرآن، حفظ قرآن، فارسی اور درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھا رہے ہیں۔ اسکول میں عربی معلم ہیں۔ آپ کے تین بیٹے ایک عالم کا کورس کر رہے ہیں اِنکی خواہش ہے کہ ان کے تینوں بیٹے عالم بنیں۔ آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ بھرپور حصہ لیا، ایک حج اور ایک عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ اپنے استاذ محترم اور انکے صاحبزادگان سے حد درجہ عقیدت ومحبت

رکھتے ہیں۔

مفتی شفاعت رسول نعیمی

محقق اہلسنّت تدریسی و تنظیمی صلاحیت سے آراستہ، انتہائی فعال مفتی شفاعت رسول نعیمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں نائب مفتی کے عہدے پر فائز ہیں۔ان کو یہ عہدہ مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم نے تفویض کیا ہوا ہے۔شرعی مسائل میں غوطہ زنی کرنا اور دقیق سے دقیق مسائل کا حل نکالنا آپ کا خاصہ ہے۔

مفتی شفاعت رسول کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اپنے خاندان میں اکلوتے صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ مفتی شفاعت رسول نعیمی نے کافی صعوبتیں برداشت کیں، لیکن مسلک حقہ اہلسنت و جماعت پر سختی سے کاربندرہے۔آپ کے خاندان والوں نے آپ کا بائی کاٹ کر دیا۔ لیکن آپ کے قدم نہیں ڈگمگائے۔اس جرم کے پاداش میں آپ کے خاندان نے آپ کو رشتہ دینے سے بھی انکار کر دیا۔اور آپ نے اس فیصلے کو بھی خوش دلی سے قبول کرلیا۔

آپ کے لخت جگر بیرون ملک لندن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مفتی شفاعت رسول نعیمی تحریکی ذہن رکھتے ہیں اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔اس وقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں نائب مفتی کے ساتھ ساتھ عربی معلم بھی ہیں ۔1952ء میں پیدا ہوئے اور 1967ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں داخل ہوئے اور ساری تعلیم یہاں ہی حاصل کی۔آپ کے اساتذہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے علاوہ، مفتی عبداللطیف نعیمی، مولانا معراج الدین نعیمی، مولانا اعجاز نعیمی، اور مولانا عبدالرحمٰن نعیمی اور مفتی عبدالباری صدیقی کا شمار ہوتا ہے۔آپ ایک بہترین مدرس ہیں۔آپ نے موقوف علیہ تک درس نظامی کی کتب پڑھائی

ہیں۔کتب حدیث میں مسلم،ابن ماجہ،ترمذی شریف،شرح معانی الآثار پڑھاتے ہیں۔ہزاروں فتاوی جاری کر چکے ہیں۔عرصہ 38 سال سے مختلف مساجد میں خطابت کی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔آپ نے شیخ طریقت پیر ابراہیم جان سرہندی سے شرف بیعت حاصل کی ہے۔

مولانا محمد نظر جت نعیمی

مولانا محمد نظر جت نعیمی جاتی ضلع ٹھٹھہ سے تعلق رکھتے ہیں۔مفتی اعظم سندھ کے اولین شاگردوں میں آپکا شمار ہوتا ہے۔دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی۔اس وقت دارالعلوم مدینۃ العلوم حنفیہ نعیمیہ کے مہتمم کی حیثیت سے دین متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔

خواجہ فقیر محمد جان عرف آغا جان نقشبندی اشرفی نعیمی

شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد فقیر محمد جان نقشبندی اشرفی (مسند درگاہ وبھڑ شریف دادو) 31 مارچ 1958ء متولد ہوئے۔ناظرہ قرآن والدہ ماجدہ سے پڑھا۔درس نظامی دورۂ حدیث تک دارالعلوم الاشرفیہ الامدادیہ میں حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔کئی مدارس میں جانے کا ارادہ کیا،لیکن والد ماجد نے یہ فرما کر منع کردیا کہ زیادہ استاد ہوئے تو احترام نہیں کرسکو گے۔

آپ کے والد ماجد پیر طریقت بدر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف جان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خصوصی طور پر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی میں حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا،آپ نے فقہ اور منطق کی چند کتب حضرت مفتی اعظم سندھ

مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے حضرت مفتی قاضی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالی اور حضرت فیض محمد اویسی سے دورۂ تفسیر القرآن پڑھا۔ حضرت خواجہ صاحب جدید وقدیم علوم کا حسین امتزاج ہیں، انٹر تک تعلیم نور محمد ہائی سکول حیدرآباد سے حاصل کی۔ M.A,B.A اسلامیات سندھ یونیورسٹی جامشورو سے اعلیٰ نمبروں سے پاس کی، فاضل عربی کراچی یونیورسٹی سے کیا۔ آپ نے تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے تمام امتحانات پاس کئے، آپ کی اور حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتھم العالی کی دستار فضیلت ایک ساتھ 1985ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی میں ہوئی جس میں مقتدر علماء ومشائخ نے شرکت کی۔

آپ کے چھ صاجزادے ہیں، آپ کی خواہش ہے کہ تمام دینی ودنیوی تعلیم حاصل کریں۔ آپ کے مریدین کی تعداد ملک اور بیرون ملک میں ہزاروں کی تعداد میں ہے۔ آپ کی درگاہ قدیم خانقاہی نظام کا عکس جمیل ہے خانقاہ کے ساتھ دارالعلوم قائم ہے جس سے کئی علماء، حفاظ اور قراء تکمیل کر کے ملک کے مختلف گوشوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ادارے میں طلباء کی رہائش اور قیام کا مکمل انتظام وانصرام موجود ہے۔ آپ کے دارالعلوم کی 16 شاخیں سندھ کے مختلف علاقوں میں دین کا کام کر رہی ہیں۔ جن میں حیدرآباد اور کوٹڑی نمایاں ہیں اور ان کو وسعت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں پر کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے چار حج اور دو درجن سے زائد مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی ہے۔ حضرت پیر صاحب P.HD کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اپنے والد ماجد پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف جان ویھڑائی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی وجہ سے خانقاہی اور دینی ذمہ داریوں کی مصروفیت کی وجہ سے نہ کر سکے۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی سے آپ کے والد ماجد کا جو خصوصی

تعلق قائم تھا آپ اس کو ابھی تک نبھاہ رہے ہیں اور جب بھی کراچی آنا ہوتا ہے تو دارالعلوم ضرور تشریف لاتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد جان نعیمی دامت برکاتہم العالی بھی آپ سے حد درجہ محبت رکھتے ہیں۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی کے جلسہ دستار فضیلت کی ہمیشہ سرپرستی آپ فرماتے ہیں

مفتی محمد اسلم نعیمی

جدید، قدیم علوم سے آراستہ بہترین منتظم، انتہائی فعال سیاسی کارکن اکابرین اہلسنت سے نیاز مند تعلقات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ہر سیاسی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے شاگرد رشید مفتی محمد اسلم نعیمی 1953ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے، سندھ یونیورسٹی سے B.A کی ڈگری حاصل کی۔ 1964ء دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔

1972ء میں سند فراغت حاصل کی، دستار فضیلت میں حضرت پیر طریقت پیر ابراہیم جان سرہندی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت مفتی شجاعت علی قادری، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی الازہری نے شرکت کی۔ ایک سال دارالعلوم امجدیہ کراچی میں دورہ حدیث پڑھا، آپ کے ہر سبق ساتھیوں مفتی عبدالعزیز حنفی، مولانا اللہ یار اشرفی، مفتی محمد احمد میاں برکاتی، مولانا اکرام حسین سیالوی کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت مفتی غلام محمد نعیمی شہیدؒ کی خواہش پر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں اسباق پڑھانا شروع کئے۔ ہدایہ، نحو اور قدوری تک پڑھایا۔

1968ء میں انجمن دعوت اسلام کی بنیاد رکھی اسکے سرپرست مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ اور مفتی شجاعت علی قادری تھے۔ آپ اسکے بنیادی رکن تھے۔

1970ء میں جماعت اہلسنت ملیر کے ناظم مقرر کیے گئے۔ جبکہ ملیر کے ناظم پروفیسر سید محمد حسن قادری تھے۔ آپ کا یہ تقرر مبلغ اسلام سید سعادت علی قادری اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے ابتدائی رکن بنے آپ کا خادمیت کارڈ نمبر 46 تھا۔ جمعیت علماء پاکستان ملیر کے سینئر نائب صدر بنے۔ جمعیت کے صدر حافظ محمد بخش نعیمی تھے۔ آٹھ سال تک آپ کے پاس یہ عہدہ رہا۔ آپ کا یہ تقرر حضرت پروفیسر شاہ فریدالحق اور مجاہد ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی نے کیا۔

1985ء میں علامہ نورانی اور علامہ ازہری نے مدارس کراچی اہلسنّت کراچی کانگران اعلیٰ منتخب کیا۔ آپ عرصہ دس سال تک تحریک عوام اہلسنّت کراچی کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ مذکورہ تحریک کے بانی حاجی حنیف بلوشہیدؒ تھے۔ بیرون ممالک میں آپ نے 1982ء ساؤتھ افریقہ، نیروبی کا چھ ماہ تبلیغی دورہ بھی کیا۔

1983ء میں دبئی عرب امارات اور عراق کا دورہ کیا۔ عراق کے دورے میں آپ کے ہمراہ ڈاکٹر جلال الدین نوری، مولانا سید محمد حسن قادری تھے۔ 1990ء میں حاجی حنیف بلوشہیدؒ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ 1991ء میں ایران کا مطالعتی دورہ کیا۔ 87-86-1985ء لگاتار تین سال سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا۔ 2001ء میں ہالینڈ کا دورہ اور دومرتبہ ویسٹ انڈیز اور جنوبی افریقہ کا دورہ کیا۔ 1982ء میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ آپ کے اکثر دوروں کا انتظام قائد اہلسنّت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی نے فرمایا۔

اس وقت مرکزی جماعت اہلسنّت صوبہ سندھ کے ناظم نشرواشاعت ہیں۔ لگاتار عرصہ 8 سال سے اس عہدہ پر کام کررہے ہیں۔ سندھ علماء محاذ کے سرپرست کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مجلس عمل تحریک ختم نبوت 1974ء جس کے صدر مولانا یوسف

بنوری اور ناظم اعلیٰ علامہ محمود رضوی تھے، اس تحریک کی سر پرستی کراچی حلقہ 1 میں مفتی علامہ غلام قادر کشمیری کر رہے تھے۔ سینئر نائب صدر مفتی محمد اسلم نعیمی تھے۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ 1977ء میں ملیر علماء اہلسنّت پر مشتمل کمیٹی بنی تھی اسکے سر پرست مولانا محمد اکرم حسین سیالوی اور نائب صدر مفتی محمد اسلم نعیمی تھے۔ سندھ علماء محاذ کا قیام 1992ء میں دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں عمل میں آیا، اسکے چیئرمین بھی مفتی محمد اسلم نعیمی تھے، جبکہ مفتی نور محمد صدر یہ تقرری مفتی محمد جان نعیمی کی سر پرستی میں عمل میں آئی۔

حضرت مفتی محمد اسلم نعیمی نے مختلف مساجد میں خطابت کی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ اس وقت دربار حضرت بابا خلیل جامع مسجد ملیر ہالٹ میں خطابت کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔ عشرہ محرم الحرام، ربیع الاول میں مختلف مقامات پر آپ کا دلنشین خطاب ہوتا ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں مختلف مساجد میں درس قرآن دیتے ہیں۔

آپ نے اپنے استاذ محترم مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کا رسالہ صلوۃ والسلام اذان سے قبل اور بعد جائز ہے کی ہزاروں مقدار میں کاپیاں شائع کروا کے تقسیم کیں۔ جنگ، کراچی، لندن اور دیگر ایڈیشن میں آپکے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ آپکی کتب میں مناقب رمضان المبارک، فضائل اعمال، شب برأت، شب قدر، حیات مفتی غلام محمد نعیمی پولیس کے ہاتھوں قتل کیوں ہوئے نمایاں ہیں۔ حضرت مفتی محمد اسلم نعیمی ایک تحریک، ایک تنظیم کا نام ہے۔ انکا یہ اعتراف ہے کہ یہ سارا فیضان انکے استاذ محترم مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید کا ہے۔

مولانا ولی اللہ نعیمی

مولانا ولی اللہ نعیمی کا آبائی تعلق بہاولنگر ضلع پنجاب سے ہے۔آپ کا شمار حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے اوّلین شاگردوں میں ہوتا ہے، دارالعلوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم فیض مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی اور عرصہ دراز تک اُس کی سرپرستی فرماتے رہے ۔خطابت کے میدان میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے، آپکو کئی علماء کے اُستاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مولانا عبدالغنی نعیمی بلوچ

حضرت مفتی اعظم سندھ کے اوّلین شاگردوں میں آپکا شمار ہوتا ہے۔ آپکو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ حضرت مفتی اعظم سندھ کے ہمراہ دارالعلوم مخزن عربیہ آرام باغ کراچی میں حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم سندھ کو آپ کے والد محمد صدیق مرحوم صاحبداد گوٹھ ملیر لے کر آئے۔آپ اس وقت کاروبار کے شعبہ سے منسلک ہیں۔

مولانا عبدالرحیم رئیسی نعیمی

1959ء میں ایران میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی آئے۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ سے درس نظامی کی تعلیم دورہ حدیث تک حاصل کی۔ آپکو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے استاذ محترم ہی آپ کے پیرومرشد ہیں، علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد اپنے آبائی علاقہ استان سیستان بلوچستان ضلع نیکشر ساربوگ واپش چلے گئے ۔جامع مسجد الحسینی سید باراں ایران میں عرصہ 31 سال تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔آپ

نے اپنے علاقہ میں کئی مساجد تعمیر کروائی، سینکڑوں طلباء نے آپ سے قرآن وحدیث اورفقہ کی تعلیم حاصل کی ۔اس وقت جامع مسجد زین العابدین سید باراں چاہ بار سے ملحق ایک مدرسہ تعمیر کروار ہے ہیں ۔آپ نے ایک حج اور پانچ عمرے کئے ہیں، اپنے استاذ محترم اوران کے صاحبزادگان سے حد درجہ عقیدت رکھتے ہیں۔

مولانا رحیم بخش نعیمی

درویش صفت انتہائی سادہ طبیعت کے مالک مولانا رحیم بخش نعیمی 15 ستمبر 1961ء داؤد گوٹھ (ملیر کراچی) میں پیدا ہوئے ۔ناظرہ قرآن مجید سے لیکر بخاری شریف تک تمام کتب دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں پڑھی ۔آپ نے اُن ہی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جن سے مفتی شفاعت رسول نعیمی نے حاصل کی۔

1975ء میں فارغ التحصیل ہوئے ۔اس وقت دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ عربی معلم بھی ہیں ۔اپنے استاذ اور شیخ طریقت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کی محبت میں مستغرق ہیں ۔اپنے استاذ کی ایک ایک ادا آپکے ملفوظات آپ کا چلنا، اٹھنا بیٹھنا اس عاشق صادق کا ازبر ہے۔

پروفیسر عبدالعزیز نعیمی

جدید وقدیم علوم سے آراستہ پروفیسر عبدالعزیز نعیمی بلوچستان ضلع لسبیلہ میں متولد ہوئے ۔ناظرہ قرآن سے لے کر ہدایہ اوّلین تک میمن گوٹھ میں اُستاذ العلماء حضرت حاجی علی محمد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا۔(یادرہے کہ موصوف حضرت مفتی اعظم سندھ کے بھی اُستاد تھے)۔عرصہ دوسال دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی ،سندِ فراغت کے

بعد دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ نے تنظیم المدارس کے تمام امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کیئے اس کے ساتھ ساتھ B.ed،LL.B،M.A ،فاضل عربی،اے ٹی سی سی کے امتحانات پاس کئے۔دورۂ تدریبیہ کا کورس بھی کیا۔1984ء سے لے کر 1991ء تک عربی معلم رہے۔1992ء سے لے کر اب تک ڈگری کالج مرادمیمن گوٹھ میں پروفیسر کے منصب پر فائز ہیں۔مختلف مساجد میں خطابت کی ذمہ داریاں بھی سرانجام دیتے رہے۔

مولانا خلیل احمد نعیمی

1955ء میں پیدا ہوئے۔ناظرۂ قرآن سے لے کر دورۂ حدیث تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے تعلیم حاصل کی۔فراغت کے ایک سال بعد 1976ء میں دارالعلوم انوارِ مجددیہ نعیمیہ کوڈاریہ شریف شاہ بندر میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔1982ء تک وہیں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے،اس کے بعد تقریباً دوسال دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔اس وقت اپنے گاؤں میں دارالعلوم حبیبیہ نعیمیہ گوٹھ حبیب مندھرہ شاہ بندر ٹھٹھہ میں مہتمم کی حیثیت سے دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

مولانا نور محمد لاسی نعیمی

مولانا نور محمد لاسی نعیمی کا آبائی علاقہ لسبیلہ ضلع بلوچستان ہے،آپ نے بھی تمام دینی علوم کی تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی،اس وقت دارالعلوم حنفیہ نعیمیہ لسبیلہ ضلع بلوچستان میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا قاضی محمد یوسف جتوئی نعیمی

آپ نے دینی علوم کی تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی۔ 1975ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد جاتی گوٹھ مولوی میر محمد جتوئی میں دارلفیوض نعیمیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس میں حفظِ قرآن، تجوید وقرأت اور درسِ نظامی کی ابتدائی کتب پڑھائی جاتی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خطابت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا نورالہادی نعیمی

مولانا نورالہادی نعیمی اور مولانا فضل الہادی نعیمی ان دونوں برادارن کا تعلق مردان صوبہ سرحد سے ہے۔ آپ دونوں برادران کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے حضرت مفتی اعظم سندھ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ بہترین مدرس، منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ تنظیمی وتحریکی ذہن رکھتے ہیں۔ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان اور مرکزی جماعت اہلسنّت کے ساتھ اِن کی محبتوں کا رشتہ قائم ہے۔

مفتی عبدالعلیم قادری نعیمی

مقرر، مدرس، شیخ طریقت، حق گوئی وبیباکی میں اپنی مثال آپ۔ مفتی عبدالعلیم قادری نعیمی 1954ء مردان میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مردان سے حاصل کی۔ 1964ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل قادری اور اپنے تایا محترم مفتی عبدالحنان قادری سے حاصل کی، بقیہ علوم مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، چچاجان مفتی فضل سبحان، مفتی طفیل احمد نقشبندی اور مفتی غلام

نبی فخری سے حاصل کی۔1970ء سے جماعت اہلسنّت وجمعیت علماء پاکستان سے وابستہ ہیں ۔کئی عہدوں پر فائز رہے، بیرون ممالک تبلیغ کی غرض سے کئی دورے کئے۔آپکو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے اُستادِ محترم مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید آپ سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔اس وقت دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ مرکزی جماعت اہلسنّت کراچی کے امیر کی حیثیت سے دینِ متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا عبدالحی جتوئی نعیمی

آپ کا آبائی علاقہ تحصیل جاتی ضلع ٹھٹھ ہے۔1981ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔اس کے بعد ابراہیم حیدری کراچی میں قائم دارالعلوم گلزارِ مجددیہ میں عرصہ 15 سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔اس وقت اپنے آبائی علاقے میں تدریس کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد احمد رئیسی نعیمی

1963ء میں ایران میں پیدا ہوئے۔1969ء میں کراچی میں آئے، ناظرہ قرآن اور فارسی کی ابتدائی کتب ایران سے پڑھیں، بقیہ تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی سے حاصل کی ۔25 سال تک دبئی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔عربی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے ہیں اس وقت کراچی میں مقیم ہیں۔امامت وخطابت کے ذریعے دین کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر عمان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مولانا سیّد یوسف شاہ نعیمی

1954ء ہزارہ ضلع بٹگرام میں پیدا ہوئے، دینی تعلیم کے حصول کے لیے کراچی آئے اور مختلف مدارس میں مقتدر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ دورۂ تفسیر القرآن بھی ممتاز شیوخ سے پڑھا۔ عرصہ 28 سال سے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ سادہ منش اور درویش صفت ہیں، زندگی کی ایک ہی خواہش رکھتے ہیں کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب ہو جائے۔

مولوی مولاڈینہ نعیمی

1959ء تحصیل شاہ بندر ڈسٹرکٹ ٹھٹھہ میں متولد ہوئے۔ ناظرۂ قرآن کی تکمیل اپنے چچا سے کی، پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی سے کی۔ بقیۃ السلف الحاج الٰہی بخش میندرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ تحصیل سجاول دارالعلوم حنفیہ میں چار سال اور دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں دو سال تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اس وقت اپنے آبائی علاقہ میں درس وتدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا علی محمد چارن نعیمی

1956ء میں ضلع ٹھٹھہ شاہ بندر پیدا ہوئے، دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی۔ حضرت مخدوم محمد عبداللہ سونگی علیہ الرحمہ نے دارالعلوم میں آپ کا داخلہ کروایا تھا، پیر طریقت سائیں حا[illegible] الٰہی بخش میندرہ سے شرف بیعت حاصل کی۔ اس وقت چارن پاڑہ ابراہیم حیدری کی مسجد میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ دینی سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد مندرہ نعیمی

صوفی منش، سادہ طبیعت، خلوص کے پیکر مولانا محمد مندرہ نعیمی 1956ء تعلقہ شاہ بندر ضلع ٹھٹھہ میں متولد ہوئے۔ دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی قریباً 28 سال سے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مختلف مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے، دارالعلوم میں فارسی کتب پڑھا رہے ہیں۔ جب راقم آپ سے آپ کے حالات زندگی معلوم کرر ہا تھا تو یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں نم ہوگئیں کہ مجھے ہمیشہ اس بات کا افسوس رہے گا کہ میرے بیٹے عالم نہ بن سکے۔ زندگی کی ایک ہی خواہش ہے کہ روضہ رسول ﷺ کی حاضری نصیب ہوجائے۔ ان کے بقول میرے استاد محترم اور ان کے صاجبزادگان کی مجھ پر اتنی ان گنت شفقتیں ہیں کہ سب کو چھوڑ کر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں ڈیرے ڈال دیئے اور میری اللہ سے دعا ہے کہ میرا جنازہ بھی دارالعلوم سے ہی اٹھے۔

مولانا سید محمد ہاشم شاہ نعیمی

مدرس، مناظر، مبلغ مولانا سید محمد ہاشم شاہ نعیمی 1957ء ماتلی (صوبہ سندھ) میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ڈگری (مہاجر مسجد) میں حاصل کی۔ درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی۔ آپ کے سات بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، ایک بیٹے نے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے علوم کی تکمیل کی۔ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی شاخیں مدرسۃ البنات اور مدرسۃ الحفاظ کی نگرانی کرتے ہیں۔ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔ ابھی حال ہی میں مراد میمن گوٹھ جامع مسجد عثمانیہ سے ملحق ایک جامعہ بنام دارالعلوم فیضان مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی ہے جو کہ زیر تعمیر ہے۔ جس میں 50 کے لگ بھگ طلباء درس نظامی کی تعلیم حاصل کرر ہے ہیں۔ آٹھ سال نائب

مدرس کی حیثیت سے مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں بھی عرصہ چھ سال تک درس نظامی پڑھایا اور ماتلی میں ایک دارالعلوم قائم کیا۔ حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان سرہندیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ایک حج اور آٹھ عمروں کے سعادت حاصل کی۔ آپ نے وعظ وتدریس کے ساتھ ساتھ کئی مناظرے بھی کئے اور فریق مخالف کو شکست وریخت کا سامنا کرنا پڑا۔

مولانا بلال احمد نعیمی

حضرت مفتی اعظم سندھ کے اوّلین شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے اس وقت دشتیاری (ایران) کی جامع مسجد میں تدریس کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم نعیمی

مولانا محمد ابراہیم نعیمی نے دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی۔ حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے اوّلین شاگردوں میں آپکا شمار ہوتا ہے، اپنے اُستادِ محترم کے اکثر ملفوظات اور واقعات آپکے سینے میں دفن ہیں۔ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔ مختلف مساجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت ادارہ احسن العلوم نعیمیہ سپر ہائی وے نیوسبزی منڈی میں مہتمم کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا گل حسن نعیمی

مولانا گل حسن نعیمی، مولانا ابراہیم نعیمی کے برادرِ اصغر ہیں۔ تنظیمی وتحریکی ذہن رکھتے

ہیں۔دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی، اس وقت جمعیت علماء مجددیہ نعیمیہ کے ناظم اعلیٰ اور دارالعلوم احسن العلوم نعیمیہ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم راٹھور نعیمی

مولانا محمد ابراہیم راٹھور نعیمی کا آبائی تعلق تھرپارکر ضلع سندھ سے ہے۔آپ نے بھی دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی۔اس وقت تھرپارکر میں تدریس کے ساتھ ساتھ خطابت کے زریعے دین متین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اسکے ساتھ ساتھ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔

مولانا سیّد حسین شاہ ہاشمی نعیمی

مولانا سیّد حسین شاہ ہاشمی نعیمی نے دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے کی۔میوہ شاہ کراچی میں دارالعلوم زینت القرآن کے مہتمم ہیں۔اسکے ساتھ ساتھ اسکول میں عربی ٹیچر ہیں۔

مولانا عنایت اللہ نعیمی

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا ولی اللہ کے پاس حاصل کی پھر مورو میں مولوی عبدالرحیم لغاری، مولوی عبدالعزیز لغاری سے تعلیم حاصل کی۔دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے دورۂ حدیث کیا۔ابتدا گاڑھو میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے، اس کے بعد دڑو شہر میں امامت وخطابت کی 1980ء میں والدصاحب کے وصال کے بعد بھورو میں آگئے، باقاعدہ

وہاں درس نظامی کا ادارہ قائم کیا۔ جو کہ جامعہ اسلامیہ نعیمیہ کے نام سے موسوم تھا۔

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی

ابتداء سے لیکر آخر تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی۔ عرصہ ۳۰ سال سے امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اوراس کے ساتھ ساتھ اسکول میں عربی ٹیچر بھی ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم نعیمی میندرہ نعیمی مرحوم

مولانا محمد ابراہیم نعیمی میندرہ نعیمی مرحوم آبائی علاقہ ضلع ٹھٹھہ تحصیل شاہ بندر آپ بارہ سال کی عمر میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے اور تمام علوم کی تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی۔ دوران تعلیم جامع مسجد بلال کھوکھراپار میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں اوراسکے بعد دارالعلوم انوار مجددیہ نعیمیہ غریب آباد میں چار سال تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسکے بعد دوبارہ سے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چودہ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک 2006ء دارفانی سے رخصت ہوئے۔

مولانا محمد عیسیٰ نعیمی مرحوم

مولانا محمد عیسیٰ نعیمی دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے 1977ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد مختلف مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اپنے آبائی شہر بوھارا میں کنزالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں الآصف شوگر ملز میں

عربی ٹیچر بھی تھے۔

مولانا محمد یعقوب دل نعیمی

مولانا محمد یعقوب دل نعیمی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ سے حاصل کی۔ 1970ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں داخلہ لیا۔اور بقیہ تعلیم دورۂ حدیث تک دارالعلوم سے حاصل کی۔آپ اس وقت مدرسہ یعقوبیہ مجددیہ نعیمیہ میں درس وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

سید بسم اللہ شاہ نعیمی

آپ نے 1976ء میں مجددیہ نعیمیہ میں داخلہ لیا درس نظامی ادارہ ہذا میں 1986ء میں مکمل کیا۔آپ اس وقت دربار عالیہ درگاہ سید محمد حسین قادری المعروف غاروالے بابا کے سجادہ نشین ہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ نورانی مدارس کے نام سے موسوم مختلف مدارس کے سرپرستی فرمارہے رہیں۔جن کے سرپرست اعلیٰ قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی کے جانشین صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی ہیں۔

مولانا حاجی محمد عمر نعیمی

مولانا حاجی محمد عمر نعیمی کا شمار دارالعلوم کے اولین طالب علموں میں ہوتا ہے۔آپ نے اول سے لیکر آخر تک دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ میں تعلیم حاصل کی ۔اس کے بعد مختلف مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

مولانا محمد ہاشم چارن نعیمی مرحوم

مولانا محمد ہاشم چارن نعیمی کا شمار حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہیدؒ کے اولین تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے تمام علوم کی تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور امامت و خطابت کے شعبہ سے منسلک رہے۔

مولانا احمد کنبھار نعیمی

مولانا احمد کنبھار نعیمی نے دینی علوم کی تعلیم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ سے حاصل کی۔ اس وقت اپنے آبائی علاقہ گوٹھ خلیفہ حاجی یوسف کنبھار شہر بوھار ضلع ٹھٹھہ میں مدرسہ برکات مجددیہ نعیمیہ میں دین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قطعہ تاریخ وصال ومناقب

بیاد

حضرت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خراج عقیدت

از

پیر طریقت رہبر شریعت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی گلزار خلیل تھرپارکر سندھ

رفت از ما آں سراج الاتقیاء
ذات پاکش بود سرتا پا ضیاء

در شب تاریک طغیاں وضلال
نور گسترد بود چوں بدر الدجیٰ

ماہر علم شریعت غرق بحر معرفت
درّ یکتا بود در ورع وتقا

نام عبداللہ تاج عبدیت
برسرش می تافت چوں شمس الضحیٰ

شان اعلیٰ داشت در عشق رسول
مال سرمی کرد برنامش فدا

از علومش بھرپا می یافتند
طالباں عالم دین صبح ومسا

محی سنّت ماحئی بدعت وشرک
حامئی دین ہادئی راہ ہدیٰ

بود ہمچوں بحر در وصف عطا
بود ہمچوں ابرد جود وسخا

شد شہید پاک ودر جنات عدن
محو شد در رئویت رب العلا

شد شہید عشق ربّ ذوالمنن
باخت جان خویش در شوق لقا

چونکہ بافضل خدائے ذوالجلال
بود فائز بر مقام ارتضاء

زاں سبب بیشک وبے قیل ومقال
گفت ہاتف سال وصلش ارتضا.

قطعہ تاریخ وفات

از

پیر طریقت ورہبر شریعت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی گلزار خلیل تھرپارکر سندھ

لامع النور بود چہرۂ او — رخ مہتاب بود عبد اللہ
بہ علوم و فنون از اقران — گوئی سبقت نمود عبد اللہ
ز دل زنگ خوردۂ مردم — زنگہا را زدود عبد اللہ
ہمچو شیر ژیاں بہ وقت وغا — رح خود وا نمود عبد اللہ
گاہ بیگاہ بر زبان می داشت — صلوات و درود عبد اللہ
ہیچ گاہی نہ کرد غفلت از — ذکر رب ودود عبد اللہ
شد شہید و بہ لحظہ فائز شد — بہ مقام شہود عبد اللہ
جائی خود ساخت جنت الفردوس — یافت آنجا خلود عبد اللہ
زینت خلد را افزوں کردند — از برائی ورود عبد اللہ
طالبان علوم دین بودند — ہمہ جیش و جنود عبد اللہ
کرد سیراب تشنہ کامان را — چشمہ فیض بود عبد اللہ

نذرانہ عقیدت

از

مولانا محمد اسلم نعیمی

مفتی محمد عبد اللہ عالم باعمل فخر زماں — مرتسم اسم گرامی بر قلوب انس و جاں

مفتی دین متین شیخ الحدیث و متقی — پیکر صدق و صفا آں ہادئی پیر و جواں

آشکارا کردیک یک رمز قرآن وحدیث — عالمان دین تحسین کرد ایں شرح و بیاں

درس دادہ رہنمائی کردتا چین حیات — کاروان علم دین را بود میر کارواں

ماہ جولائی بروز جمعہ سن ہشتادورد — شد شہید حادثہ درراہ سہون ناگہاں

سانحہ استاد کامل حیف چوں آمد بگوش — شور برپا شد یکایک از زمیں تا آسماں

مخلص و ہمدرد مونس ، غمگسار باوفا — در فراقش جملہ عالم صورت ماتم کناں

مرہم زخم جگر مارا نباشد دستیاب — رحم کن یا رحمۃ للعلمین بر بندگاں !

فکر چوں تاریخ رحلت کرد استاد شفیق — مصرعہ تاریخ برجستہ درآمد بیگماں

ہاتف غیبی صدا آمد برو اسلم نعیمی بگو — بود مرد حق قلندر را شد جنت مکاں

نذرانہ محبت

از

مولانا رئیس احمد بدایونی نعیمی

کانوں میں آرہے ہیں اذکار نعیمی — دل میں سما رہے ہیں انوار نعیمی

حسرت ہمارے دل کی ارمان ہمارے دل کا — دیدار نعیمی، دیدار نعیمی، دیدار نعیمی

کیسی ہی گردشیں ہوں اس آسماں کی لیکن — شاداب ہی رہے گا گلزار نعیمی

ہم بھی ہوں راہ پیا نقش قدم پر ان کے — اطوار ہوں اطوار ہوں اطوار نعیمی

سایہ رہے سروں پر عمر کے جانشین کا — کھلتے رہیں دلوں پر اسرار نعیمی

بغدار کا نمونہ یہ گوٹھ بن گیا ہے — اجمیر کی فضا رہے دربار نعیمی

دریا دلی ہے ساقی سب کا پلا رہا ہے — پی پی کے جھومتے ہیں میخوار نعیمی

اے جذبہ محبت تیری ادا کے صدقے — ہر شہ میں جلوہ گر ہے رخسار نعیمی

اے کاش ہو ہمیشہ پیش نظر ہمارے — رفتار نعیمی، گفتار نعیمی

مجھ کو بھی جو ئی ساغر اور جام دینے والے — میں بھی ہوں ایک ریزہ میخوار نعیمی

عبداللہ میاں سے قائم ہے عزت سنیوں کی — رکھتے ہیں وہ قلب پہ اقرار نعیمی

عشق بھی اک گدا ہے عبداللہ تمہارے در کا — اس کو بھی کچھ عطا ہو سرکار نعیمی

فیضان نعیمی

از

مولانا رئیس احمد بدایونی نعیمی

کرتے ہیں یاد پیر کو کس بے کسی سے ہم
جیسے کہ روٹھ جائیں گے اب زندگی سے ہم

وہ روشنی جو حضرت استاد سے ملی
وابستہ مدتوں رہے اس روشنی سے ہم

اے سایہ اے غلام محمد کی آرزو
مر کر اٹھیں گے دیکھنا ان کی گلی سے ہم

وہ علم ہو کہ نور یا ہو متاع جان
قسمت کا لیکے جائینگے قاسم ولی سے ہم

اے جان اہل شوق محمد میاں کرم
محروم ہو گئے تیری دریا دلی سے ہم

تو ہے بشیر راز بشارت بتا ہمیں
کرتے ہیں ناز تجھ سے بڑی خوش دلی سے ہم

یہ سب عطائے چشم نعیمی ہے دوستو
ورنہ قریب ہوتے نہ یوں بندگی سے ہم

سرہند سے اٹھا ہے پھر اک ابر جانفزا
باراں فیض پائیں گے اس دلکشی سے ہم

اللہ رے فیض نسبت عبداللہ نقشبند
وابستہ ہو گئے ہیں علی و نبی سے ہم

اپنی لحد میں شمع مفتی عبداللہ سے ہم
یہ لے کر جانشین سے اجالا کریں گے ہم

تدریس و درس کا یہ سلسلہ مدام
کرتے ہیں یہ رئیس دعا و اس سخی سے ہم

قندیل نعیمی

از

انجم رحمانی

اہل عقیدت حلقہ بگوشاں محور ہیں مفتی عبداللہ
ہم ہیں رہرِ منزل عرفاں رہبر ہیں مفتی عبداللہ

صابر شاکر، عالم و عامل، عابد و زاہد مرشد کامل
ہم سب کی امید کا ساحل دلبر ہیں مفتی عبداللہ

روشن روشن، تاباں، جگمگ جگمگ رخشاں رخشاں
نورِ طریقت جو لہ بداماں خاور ہیں مفتی عبداللہ

صبر و رضا و خلق سراپا فقر و قنا اعجاز کا دریا
صدق و صفاء، ایثار و وفا کا پیکر ہیں مفتی عبداللہ

راہنمائے راہ طریقت، صاحب عرفاں اہل شرع
عکس مجدد الف ثانی برتر ہیں مفتی عبداللہ

علم بفیض جان محمد درس بشان مجددیہ
انجم احساں تم پہ نہیں یہ سب پر ہیں مفتی عبداللہ

عقیدت کے پھول

از

طارق سلطان پوری

اوالعزمی کا پیکر تھا شبیہ استقامت تھا
نشان عظمت پاکان امت تھا وہ حق فطرت
بصیرت میں یگانہ منفرد تھا علم عرفان میں
اسے لاریب کہیئے آفتاب دانش وحکمت
فراست میں فقاہت میں وہ یکتائے زمانہ تھا
وہ دیدہ ور تھا بیشک روشنیء دیدۂ ملت
عزیز از جاں، دین مصطفیٰ کی آبرو اسکو
خدا و مصطفیٰ نے عطا کی اس کو بڑی عزت
چراغ مجلس اہل محبت تھا وہ خوش قسمت
مجھے اسکی رحلت کی تھی فکر ایک مدت سے
سروش غیب نے طارق کیا "بے مثل شخصیت"

کردارِ نعیمی

علامہ رجب (نصرت) علی نعیمی

ہو نہ کیوں ہر دل میں میں عظمت، مفتی عبداللہ کی
سارے عالم میں ہے شہرت، مفتی عبداللہ کی
رہتی ہے آنکھوں میں صورت، مفتی عبداللہ کی
کتنی پاکیزہ تھی سیرت، مفتی عبداللہ کی
ان کا ہر ایک فتویٰ ہے تحقیق کا آئینہ دار
کتنی اعلیٰ تھی فقاہت، مفتی عبداللہ کی
شمع عشق مصطفیٰ سے قلب روشن کر دیے
یہ تھی حکمت اور بصیرت، مفتی عبداللہ کی
تھا عیاں ان پر مجدد الف ثانی کا کرم
کیسی کامل تھی یہ نسبت، مفتی عبداللہ کی
یہ نعیم الدین مفتی عمر کا فیض تھا
ہو گئی ہر دل میں الفت، مفتی عبداللہ کی
باعمل عالم محدّث اور مفسر بے مثال
ہے عیاں علمی جلالت، مفتی عبداللہ کی

خُلق اور اخلاص میں یکتا نظر آتے تھے وہ
زندگی تھی خوبصورت مفتی عبداللہ کی

پی لیا جامِ شہادت آپ نے وقت اجل
یہ بھی اک ہے خاص رفعت، مفتی عبداللہ کی

مسلک حق اہلسنت کے محافظ وہ رہے
بدعقیدہ پر تھی ہیبت، مفتی عبداللہ کی

حضرتِ علامہ نورانی سے ربطِ خاص تھا
ان سے تھی ہر لحہ قربت، مفتی عبداللہ کی

فضلِ رب سے عالم برزخ میں بھی شاداں ہیں وہ
باغ جنت کا ہے تربت، مفتی عبداللہ کی

سارے شاگردوں میں سے ہردم ان کو بے حد پیار تھا
یکساں ہر اک پر تھی شفقت، مفتی عبداللہ کی

ان کے جلوے ہیں عیاں مفتی محمد جان میں
ذریّت ہے پاک طینت، مفتی عبداللہ کی

دشمن حق کے مقابل وہ رہے سینہ سپر
اللہ اللہ استقامت، مفتی عبداللہ کی

آج بھی نصرت نعیمی ان کا یہ اعزاز ہے
معترف ہے سارے ملت، مفتی عبداللہ کی

گفتارِ نعیمی

علامہ رجب (نصرت) علی نعیمی

رہبر کامل مخزن عرفاں، مفتی عبداللہ نعیمی
عشق نبی سے تاباں تاباں، مفتی عبداللہ نعیمی

علم کا اک پر نور گلستان، مفتی عبداللہ نعیمی
سارے جہاں میں مہرِ درخشاں، مفتی عبداللہ نعیمی

بے شک اک انوار بداماں، مفتی عبداللہ نعیمی
بزم جہاں میں جلوہ ساماں، مفتی عبداللہ نعیمی

ماہِ درخشاں ایک دبستاں، مفتی عبداللہ نعیمی
بے شک تھے وہ علم فراواں، مفتی عبداللہ نعیمی

مسلک حق اہلسنت کے داعی اور مبلغ تھے
رکھتے تھے یہ وصف نمایاں، مفتی عبداللہ نعیمی

پیش نظر تھے گنبذ خضری کے جلوے ہی شام وسحر
محرم عشق شاہ رسولاں، مفتی عبداللہ نعیمی

خلق شہ بطحا سے ان کی ذات تھی تابندہ گوہر
رہتے ہمیشہ خندہ وشاداں، مفتی عبداللہ شہید

بستی صاحبداد کا ذرّہ ذرّہ اُن کا ثنا خواں
ہیں اک ایسے روشن انساں، مفتی عبداللہ نعیمی

نصرت آج بھی زندہ ہیں وہ نام بھی تابندہ ہے ان کا
ہوگئے ہیں آنکھوں سے پنہاں، مفتی عبداللہ نعیمی

خدماتِ نعیمی

محسن اعظم ملیح آبادی

روشنی کا تھی منارا مفتی عبداللہ شہید
معرفت کا اک ستارا مفتی عبداللہ شہید

نام ہے اونچا تمہارا مفتی عبداللہ شہید
تم نظریہ ہو ہمارا مفتی عبداللہ شہید

اللہ اللہ دین کی تدریس ہیں ترویج میں
اپنا ہر لمحہ گزارا مفتی عبداللہ شہید

باعمل عالم محدّث اور فقیہ وقت تھے
وصف تھا ہر آشکارا مفتی عبداللہ شہید

آپ جیسے صاحب علم وعمل ہوتے ہیں کم
نفس امارہ کو مارا مفتی عبداللہ شہید

سرورِ کون ومکاں کے آپ تھے سچے غلام
اپنا تن من ان پر وارا مفتی عبداللہ شہید

طاعت شاہ دوعالم میں رہے ڈوبے ہوئے
زندگی کو یوں سنوارا مفتی عبداللہ شہید

تھے شریعت اور طریقت کے بڑے آئینہ گر
یوں رہے سب میں دلارا مفتی عبداللہ شہید

جب کوئی مشکل پڑی تم نے طفیل مصطفیٰ
رب تعالیٰ کو پکارا، مفتی عبداللہ شہید

شک نہیں کہ آپ اک روشن ضمیر انسان تھے
ظاہر و باطن سنوارا، مفتی عبداللہ شہید

جس کو دیکھا عشق محبوب دو عالم میں فنا
تم نے اس پر خود کو وارا، مفتی عبداللہ شہید

آپ کا مدحت سرا پھر محسن اعظم کیوں نہ ہو
آپ بھی تھے عالم آرا، مفتی عبداللہ شہید

فقاہت نعیمی

علامہ بدر القادری (ہالینڈ)

وقارِ علم و شریعت فقیہ عبد اللہ
منارِ جہد و عزیمت فقیہ عبد اللہ

گدائے عشق تھا دنیا بے نیاز تھا تو
کہ فقر تھی تیری دولت فقیہ عبد اللہ

بہ فیض خواجہ سرہند، شاہِ بطحا سے
بڑی قوی تیری نسبت، فقیہ عبد اللہ

ملا تھا علم محمدی کا نور خاص اسے
ہے میر بزم کرامت، فقیہ عبد اللہ

شرع کو عشق کے سانچے میں ڈھالنے والے
امام بزم سیاوت، فقیہ عبد اللہ

نعیمی شیخ کے علموں کا تو امین ہوا
عظیم ہے یہ وراثت، فقیہ عبد اللہ

دیار سندھ میں اک روشنی تھی ذات تیری
ترے نفس میں تھی برکت، فقیہ عبد اللہ

حدیث و فقہ و تصوف کا تاجدار تھا تو
چھپی تھی تجھ میں یہ نعمت، فقیہ عبد اللہ

تری حیات میں جانا نہ اہل عالم نے
ترا علو، تری عظمت، فقیہ عبد اللہ

قلوب اہل ارادت میں دن بدن گہرے
ترے نقوش محبت، فقیہ عبد اللہ

نبی کے دین کی اشاعت میں تھا سکوں تیرا
فروغ حق تری راحت، فقیہ عبد اللہ

جہاں سے یُمن و طریقت کا نور چھنتا تھا
وہ تیرا پاس شریعت، فقیہ عبد اللہ

نبی کی شمع محبت کا تو تھا پروانہ
یہ عشق تھا تری دولت، فقیہ عبد اللہ

کئی دلوں نے ترے دم سے زندگی پائی
ہے کیمیا ترے صحبت ، فقیہ عبداللہ

تو شان شوکت ظاہر سے بے نیاز تھا
تھی عاجزی تری فطرت، فقیہ عبداللہ

کلوخ زن پہ محبت کے پھول برسانا
ہمیشہ تھی تیری عادت ، فقیہ عبداللہ

کشاں کشاں لیے جاتی ہے اہل الفت کو
ملیر میں تری نزہت ، فقیہ عبداللہ

جو فیض تو نے لٹایا ہے زندگی بھر تک، اب
لٹائی ہے تری تربت ، فقیہ عبداللہ

جہاد دیں کے لیے اسلحہ کتابیں ہے
جمع کی تو نے یہ دولت، فقیہ عبداللہ

جو سطح بیں ہیں وہ افراد جان سکتے نہیں
تری نگاہ کی دقت ، فقیہ عبداللہ

لقاء رب کے اشاروں کو تو نے جان لیا
طلب تھی تری شہادت ، فقیہ عبداللہ

ترے وسیلے سے اہل طلب نے بھی پالی
رخ نبی کی ، فقیہ عبداللہ

دعا کرو کہ اس عاجز پہ کھلے اک دن
وہ باب رحمت ورافت، فقیہ عبداللہ

مجددیہ نعیمیہ کے سبھی خدمات
ہیں تری برکت ورافت، فقیہ عبداللہ

نصیب والوں پہ سایہ کناں ہے فیض تیرا
جنہیں ہے تجھ سے عقیدت، فقیہ عبداللہ

جھلکتی ہے تیری تصویر شاہزادوں میں
وہی کرم ، وہی رنگت ، فقیہ عبداللہ

شرع کے سانچے میں ہر ایک ڈھلتا جاتا ہے
ہے یہ بھی تیری کرامت، فقیہ عبداللہ

ہے شوق بدر، زیارت کے واسطے
اگر عطا ہوا جازت ، فقیہ عبداللہ

صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی

فاضل علوم اسلامیہ العربیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کی دیگر تالیفات وتصنیفات

۱۔	افکارِ نورانی	صفحات 680 (مطبوعہ)
۲۔	اِمام نورانی خطوط کے آئینے میں	صفحات 226 (مطبوعہ)
۳۔	اِمام نورانی کی پارلیمانی تقریریں	صفحات 128 (غیر مطبوعہ)
۴۔	یادوں کے نقوش	صفحات 372 (مطبوعہ)
۵۔	حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل (جلد اوّل)	صفحات 368 (مطبوعہ)
۶۔	حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل (جلد دوم)	صفحات 300 (مطبوعہ)
۷۔	النّقد الدرائی للحدیث	صفحات 272 (غیر مطبوعہ)
۸۔	حدود اللہ پر ایک جامع بحث	صفحات 468 (غیر مطبوعہ)
۹۔	اشدآء علی الکفار	صفحات 582 (غیر مطبوعہ)
۱۰۔	احوال	صفحات 618 (مطبوعہ)
۱۱۔	نعمتِ بے پناہ	صفحات 130 (مطبوعہ)
۱۲۔	دار العلوم مجددیہ نعیمیہ خدمات کے آئینہ میں	صفحات 400 (مطبوعہ)
۱۳۔	مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید حیات وخدمات	صفحات 300 (مطبوعہ)

فتنۂ وہابیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
بدان اے برادر کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمودہ اند کہ امت حضرت موسیٰ
علیہ الصلوٰة والسلام بہفتاد و یک فرقہ شدند و امت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰة والسلام
بہفتاد و دو فرقہ شدند و امت من بہفتاد و سہ فرقہ خواہند شد چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو
از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم روایت میفرمایند کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفترق امتی علی
ثلاث وسبعین فرقة وفی روایة ملة کلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی۔ رواہ الترمذی وغیرہ ترجمہ فرمودند امت من بہفتاد و سہ
فرقہ خواہند شد و تمام فرقہا در جہنم بشوند مگر یک فرقہ پس صحابۂ کرام دریافت فرمودند کہ
کہ آن یک فرقہ جنتی کدام است پس فرمودند بر آن عقیدہ و طریقہ کہ من و صحابۂ کرام من اند ہر کسی کہ بر این
عقیدہ و طریقہ باشد ہمین گروہ جنتی است پس اے برادر عجائبی فرمانی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ہمین قدر فرقہا در امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدہ اند و ازین گروہا جماعت حقہ
اہل سنت است و ہمین گروہ سواد اعظم است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم در وقت فتنہا اتباع
سواد اعظم امر فرمودہ اند چنانچہ در مشکوٰة است وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ ترجمہ سید عالم فرمودند کہ
اتباع سواد اعظم بکنید پس اگر کسی از سواد اعظم کنارہ کش شد در دوزخ داخل کردہ شود۔
و ازین فرقہا گمراہان گمراہ ترین فرقہ جماعت وہابیہ اند کہ ابتداء ایشان در خلافت سیدنا علی
کرم اللہ وجہہ الکریم بودہ کہ نام این گروہ ناخلف در آن وقت خوارج بودہ و وقتیکہ در میان
سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در بابت خلافت اختلاف پیدا شدند
در آن وقت این جماعت خوارج پیدا شدند و این جماعت ناخلف جماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جماعت
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کافر قرار میدادند و جان و مال مسلمانان را حلال دانستہ قتل و غارت مسلمانان را
مباح دانستند چنانکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در بابت این گروہ ناخلف ارشاد فرمودہ
چون روزی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در مسلمانان مال غنیمت تقسیم میفرمودند پس ازین در میان
یک مردی کہ از قبیلۂ بنی تمیم بود فرمود کہ یا رسول اللہ در تقسیم انصاف کنید پس سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ برای تو ہلاکت باد اگر من در تقسیم انصاف نکنم دیگر کی انصاف خواہد
کرد پس از صحابۂ کرام عمر فاروق فرمودند کہ یا رسول اللہ مرا اجازت بدہید تا کہ گردن این مرد را
بزنم پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ندادند و فرمودند کہ برای این مرد دیگر جماعت

عکس فتاوی مجددیہ نعیمیہ جلد اول

حضرت مفتی اعظم سندھ کے تحریر کردہ چند قلمی فتاویٰ جات

است که بظاهر همین قدر باشند روزه نماز بکنند که نماز و روزهای خویش را بمقابلهٔ نماز و روزهای ایشان حقیر دانید و از دین اسلام همین طور بیرون شوند چنانکه تیر از نشان بیرون شود و خروج این گروه دران وقت شود که در میان مسلمانان اختلاف پیدا شود و مراد ازین جماعت مسلمانان که در میان ایشان اختلاف پیدا شده جماعت سیدنا علی کرم الله وجهه الکریم و حضرت معاویه است چنانچه الفاظ حدیث این اند وعن ابی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال بینا النبی صلی الله علیه وسلم یقسم ذات یوم قسما فقال ذو الخویصرة رجل من بنی تمیم یا رسول اعدل فقال ویلک من یعدل اذا لم اعدل فقال عمر ائذن لی فلاضرب عنقه قال ان له اصحابا یحقر احدکم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم یمرقون من الدین کمروق السهم من الرمیة وقال یخرجون علی حین فرقة من الناس الحدیث رواه البخاری ۱۰۴۰ اضفو و در روایت صحیح مسلم است که برای قتل این مرد که خالد بن ولید اجازت خواستند سرور عالم صلی الله علیه وسلم اجازت نداد و فرمودند که از نسل این یک قومی است که قاری قرآن باشند و لیکن از حلقهم شان تجاوز نکند و اهل اسلام را قتل کنند و بت پرستان را رها کنند و بیرون شوند از اسلام چنانچه تیر از نشان بیرون میشود و اگر من وقت شان را دریافتمی ایشان را بمثل قتل قوم عاد قتل کردمی همانطور که قوم عاد قتل کرده شد چنانچه الفاظ حدیث این اند وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من ضئضئ هذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرهم یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة لئن ادرکتهم لاقتلنهم قتل عاد الحدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں نماز جمعہ کے بعد امام اور مقتدی حضرات کھڑے ہو جاتے ہیں اور زور زور سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں تو کیا اس مروجہ درود و سلام پڑھنے کا ثبوت قرآن و حدیث یا فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت ہے یا نہیں اور بعض لوگ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کو ناجائز و بدعت کہہ کر لوگوں کو منع کرتے ہیں آیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہ براہ کرم جواب تفصیلاً تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں — سائل محمود الحق زید نیو مظفر آباد کالونی لانڈھی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

صورت مسئولہ میں اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ درود و سلام پڑھنا بلاشبہ جائز و مستحب ہے چاہے نماز جمعہ کے بعد ہو یا مجلس وعظ کے اختتام کے بعد چاہے قبل از اذان ہو یا بعد اذان کے بہرکیف اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا جائز و مستحب ہے جس کا جواز و استحباب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے اطلاقات و عمومات اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے جیسا کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما الآیۃ ترجمہ اے مومنو میرے محبوب پر درود و سلام پڑھو اور ایسا ہی احادیث میں ذکر ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ المشکوٰۃ یعنی فرشتوں کی ایک جماعت میری امت کے مجھے سلام پہنچاتے ہیں وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی جبرئیل فقال ان ربک یقول اما یرضیک یا محمد الا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشرا ولا یسلم علیک احد الا سلمت علیہ عشرا الحدیث المشکوٰۃ وعنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام الحدیث کما فی المشکوٰۃ یعنی جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں رب تعالیٰ ان پر دس بار درود و سلام بھیجتا ہے

اور ایسا ہی کتاب الشفاء میں امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ابن وہب سے روایت کی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سلم علی عشرا کانما اعتق رقبۃ الحدیث یعنی جب ہم پر دس بار سلام بھیجا گویا کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا اور اس حدیث کی شرح میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی مصری حنفی المتوفی سنہ فرماتے ہیں قال من سلم علی ای قال الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ عشر مرات الخ نسیم الریاض جلد سوم ص ۲۹۳ لہذا قرآن مجید کی آیت اور احادیث صحیحہ کے اطلاقات و عمومات سے اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کا جواز و استحباب ہوا اسی لئے فقہائے کرام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے اطلاق و عموم سے استدلال کرتے ہوئے قبل از اذان و یا بعد از اذان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

عکس فتاوی مجددیہ نعیمیہ جلد اوّل

حضرت مفتی اعظم سندھ کے تحریر کردہ چند قلمی فتاویٰ جات

حضرت مفتی اعظم سندھ کی مسند 1980ء

حضرت مفتی اعظم سندھ کے تعمیر کردہ دارالعلوم کا ایک منظر

حضرت مفتی اعظم سندھ کے تعمیر کردہ دارالعلوم کا ایک منظر

حضرت مفتی اعظم سندھ کے تعمیر کردہ دار العلوم کا ایک منظر

حضرت مفتی اعظم سندھ کے دور کی مسجد کا ایک منظر

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا دورِ ثانی کا ایک پُر کیف منظر

حضرت مفتی اعظم سندھ کے دور کی لائبریری کا ایک حسین منظر

حضرت مفتی اعظم سندھ کے دور کی لائبریری کا ایک حسین منظر

بانی دارالعلوم کے مرقد شریف کا ایک منظر 1982ء

حضرت مفتی اعظم سندھ کے مزارِ پرانوار کا روح پرور منظر 2010ء

لائبریری میں موجودہ مخطوطات کے لئے مخصوص شیلف

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے مرکزی دروازے کا حسین منظر

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی عمارت کا پرشکوہ منظر

دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کی عمارت کا پرشکوہ منظر

جامع مسجد محمدی کا ایک حسین منظر 2010ء

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی جاذب نظر لائبریری کا ایک حسین منظر

اہلسنّت کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی پرشکوہ عمارت کا ایک حسین منظر